

منافق اعراب کی چار بیماریاں

اس کے بعد دیہاتی منافقین کی چار بیماریوں کا تذکرہ ہے:

- (۱) یہ دیہاتی منافقین اپنے کفر میں انتہائی سخت ہوتے ہیں۔
- (۲) علماء اور عقلاء سے دور ہونے کی وجہ سے ان میں جہالت عام ہوتی ہے۔
- (۳) بخیل ہوتے ہیں۔

(۴) اس انتظار میں رہتے ہیں کہ مسلمان مصیبت زدہ ہو جائیں۔ (۲۷ نمبر ۹۸، ۹۹)

مؤمن دیہاتیوں کے لئے بشارت

اور آخر میں ان دیہاتیوں کے لئے بشارت کا بیان ہے، جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے تھے، اس پر اللہ اور اس کے رسول کے ہاں قرب کے خواہاں ہوتے تھے، تو ایسے مؤمن دیہاتیوں کے لئے جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ (۲۷ نمبر ۹۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

حضرات صحابہ کرام ؓ کی فضیلت

اس رکوع میں حضرات صحابہ کرام ؓ کی فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوا، کو یا حضرات صحابہ کرام ؓ کے لئے اللہ کی رضا کا اعلان کر دیا۔

”سابق“ کے معنی

”والسابقون الأولون“ اس کے تحت مفسرین لکھتے ہیں کہ سابق کے دو معنی ہیں:

- (۱) مقرب، یعنی جنہیں اللہ کا قرب حاصل ہو، جیسے: انبیاء، صدیقین، شہداء وغیرہ۔
 - (۲) وہ جو اسلام میں پہل کرے، چاہے مقرب ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ عوام میں سے ہی کیوں نہ ہو، لیکن
- ”الأولون“ کی قید اس مقام پر اس بات کی دلیل ہے کہ مراد دوسرا والا معنی ہے۔

خلفائے راشدین کی اتباع ضروری ہے

”وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ“

”اور جو جنے لوگ بھی اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔“

تو جب اللہ تعالیٰ نے ان حضرات صحابہ ﷺ کے لئے اور اسی طرح جنہوں نے ان کی اتباع کی، ان سب کے لئے اپنی رضا کا اعلان کیا ہے تو اب جو کام کی بھی خلفاء راشدین خلافت کے حوالے سے کریں گے، رضا اس کام کی اتباع میں ہوگی، اب چاہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فعلی حدیث پیش کریں، خواہ قولی حدیث پیش کریں اور اپنے مصلے پر کسی کو بھی کھڑا کر کے بیس رکعت تراویح پڑھوائیں، ہمیں بھی بیس ہی رکعت پڑھنی ہوگی۔

اس طرح سے بیس رکعت تراویح پر اجماع صحابہ ہے، اسی وقت سے آج تک حرمین میں اور پوری دنیا میں اس پر امت کا عمل چلا آ رہا ہے۔

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے مؤمنین کی پہلی قسم

اس کے بعد ان مؤمنوں کی پہلی قسم کا حال بیان ہوا، جو غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے، غزوہ تبوک میں پانچ صحابہ ﷺ بلا عذر پیچھے رہ گئے تھے، اس جگہ ان کا حال بیان ہوا ہے، انہی میں ایک کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے، انہوں نے اپنے جرم کی تلافی اس طرح کی کہ خود کو ستونوں سے باندھ لیا اور اس بات پر قسم کھالی کہ جب تک معافی کا حکم نازل نہیں ہو جاتا، وہ خود کو ستونوں سے باندھ رکھیں گے، ان کی ایسی سچی توبہ پر جلد ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی کا حکم نازل ہو گیا جیسے کہ آگے آ رہا ہے۔

نیز آپ ﷺ نے ان حضرات سے صدقہ لینا بھی بند کر دیا تھا، توبہ کے قبول ہو جانے کے بعد ان کے صدقات کو بھی قبول فرمایا۔ (2ھ نمبر ۱۰۳:۱۰۴)

غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے مؤمنین کی دوسری قسم

پھر پیچھے رہ جانے والے مؤمنین کی دوسری قسم کا بیان ہے، اس میں تین صحابہ رضی اللہ عنہ تھے اور تینوں ہی مخلص تھے، مگر انہوں نے معافی مانگنے میں تاخیر کی، تو اللہ تعالیٰ نے معافی دینے میں تاخیر کی۔

مسجد ضرار کا پس منظر

اس کے بعد قبیلہ خزرج منافقین کی ایک سازش کا تذکرہ ہے، سازش یہ تھی کہ جنگ حنین میں جب کفار کو شکست ہوئی تو ابو عامر راہب بھاگ کر شام چلا گیا، وہاں سے اپنے ساتھیوں کو خط لکھا کہ تم ایک مسجد بناؤ، جہاں ہم آپ ﷺ کے خلاف مشورہ کیا کریں گے، چنانچہ منافقوں نے ایک مسجد (ضرار) تیار کی اور پھر آپ ﷺ سے عرض کی کہ اس میں نماز پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غزوہ تبوک سے واپسی پر نماز ادا کریں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے واپسی پر آپ ﷺ کو اس سازش کی اطلاع کر دی اور اس مسجد کو گرا دینے کا حکم دیا۔

مسجد کی بنیاد قویٰ ہے

مسجد نبوی اور مسجد قباء کی بنیاد قویٰ اور خوفِ خدا پر رکھی گئی ہے، لہذا تمام مساجد اسی طرح ہوں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

سب سے پہلے اس بات کو بیان کیا گیا کہ شرک کو مٹانے کے لئے قتال کرنا ضروری ہے، اس کے بعد مجاہدین کی صفات کو ذکر کیا گیا۔ (آیت نمبر ۱۱۸:۱۱۹)

مشرک کے لئے استغفار جائز نہیں

اور پھر ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا کہ کسی مشرک کے لئے دعائے استغفار جائز نہیں ہے، اگرچہ وہ تمہارا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو، البتہ ہدایت کی دعا مانگنی جائز ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

اور پھر یہیں اس اشکال کا جواب بھی ہو گیا کہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ کے لئے استغفار کیوں کیا؟ کیونکہ یہاں صاف مذکور ہے کہ آپ نے استغفار نہیں کیا، بلکہ اسلام لانے کی امید پر استغفار کا وعدہ کیا تھا، پھر جب واضح ہو گیا کہ باپ اللہ کا دشمن ہے اور کفر پر مرا ہے تو آپ نے بھی استغفار نہیں کیا۔

غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے منافقین

اور آخر میں ان تین مخلص صحابہ ﷺ کی توبہ کی قبولیت کا اعلان ہے، جو غزوہ تبوک سے باوجود سواری اور سامان میسر ہونے کے سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے، یہ تین صحابہ حضرت کعب بن مالک، بلال ابن امیہ، مرارہ بن ربیع ﷺ تھے، ان کے پاس تیز سواریاں تھیں، انہوں نے سوچا کہ ہم پہنچ جائیں گے، مگر اس قدر تاخیر کر بیٹھے کہ نبی کریم ﷺ اور سب صحابہ کرام ﷺ اس سفر سے واپس بھی آ گئے، آپ ﷺ نے وجہ پوچھی، تو کسی کے پاس کوئی عذر نہ تھا، بلکہ صاف صاف بتا دیا کہ اپنی ہی غلطی ہے، کوئی عذر نہیں تھا، جس کے بعد نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کو، حتیٰ کے ان کی بیویوں اور بچوں کو بھی ان سے بات کرنے سے منع فرمادیا، لیکن بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

آپ ﷺ سب پر مقدم ہیں

اس رکوع کی ابتداء میں مسلمانوں کو اخلاص کے ساتھ جہاد کی ترغیب دی گئی ہے، اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کریں، بچوں کی معیت میں رہیں اور اپنی جانوں، اموال اور اولاد کو نبی کریم ﷺ سے مقدم نہ سمجھیں۔

اس کے بعد تعلیم حاصل کرنے کا حکم ہے۔ (آیت نمبر ۱۲۲)

آیت نمبر ۱۲۲ کی تفسیر

اس آیت کی دو تفسیریں ہیں:

(۱) جب اس قدر تنبیہات اور ترغیبات بیان ہوئیں، تو اب سب نے جانا ہے، لہذا جب نبی ﷺ بھی ساتھ ہوں گے تو سب نے نکلنا ہوگا اور جب آپ ﷺ ساتھ نہیں ہوں گے تو کچھ جہاد میں چلے جائیں اور کچھ آپ کے پاس پیچھے رہ جائیں اور آپ ﷺ سے دین سیکھیں۔

(۲) ایک وہ جماعت تھی جو ہمیشہ آپ ﷺ کی صحبت میں رہتے تھے، باقی دیہات والوں کے لئے حکم تھا کہ وہ بھی آئیں اور سیکھیں، وہ سارے بھی آ گئے تو مدینہ میں بھیڑ لگ گئی اور پیچھے منافقین ان مسلمانوں

کے گھروں کے ساتھ سازش کرنے لگے، تو آپ نے حکم دیا کہ سارے نہ آؤ، بلکہ ترتیب قائم کرو، کچھ تم میں سے آکر دیکھیں اور پھر دوسروں کو جا کر سکھائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت مدینہ والوں کے بارے میں نہیں، بلکہ اعراب کے بارے میں

ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

منافقین کی تین بیماریاں

سب سے پہلے منافقین کی تین بیماریاں بیان ہوئیں:

(۱) قرآن کے ساتھ مذاق کرنا۔

(۲) ضد اور عناد۔

(۳) آپ ﷺ کی مجلس سے نفرت۔ (آیت نمبر ۱۲۳-۱۲۴)

نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی سب سے آخری آیت

اس کے بعد نزول کے اعتبار سے قرآن کریم کی سب سے آخری آیت مذکور ہے، جس میں

اتباع نبوی ﷺ کا حکم دیا گیا ہے اور مسئلہ قتال کو بیان کیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۱۲۸)

دین کی تکمیل کا اعلان تو میدان عرفات میں ہوا، لیکن سب سے آخری آیت نزول کے اعتبار سے

یہی ہے۔

سورہ یونس

ما قبل سے ربط

ما قبل سے ربط یہ ہے کہ قرآن مجید میں نفی شرک کے سلسلے میں دو باتوں پر بہت زور دیا گیا ہے،

اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز و متصرف نہیں۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی زبردستی شفاعت نہیں کر سکتا، اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ

توحید کے ہر پہلو کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا اور دلائل عقلیہ و نقلیہ اور وحی سے ثابت کیا گیا کہ اللہ کے سوا کوئی کارساز و متصرف اور مستحقِ مذرونیہ نہیں، اب سورہ یونس میں مشرکین کے اس خیالِ باطل کا رد فرمایا ہے کہ اللہ کے سامنے ان کے معبودان باطلہ شفاعت کریں گے۔

خلاصہ سورت

سورہ یونس میں سورت کا دعویٰ تین جگہ مذکور ہوا ہے۔

اول اجمالاً ”ما من شفیع الا من بعد اذنه“ میں کہ آخرت میں جن انبیاء علیہم السلام اور صلحاء کو شفاعت کی اجازت ملے گی، صرف وہی شفاعت کریں گے، باقی کسی کو بھی اجازت کے بغیر لب کشائی کی جرات نہ ہوگی۔

دوم ویقولون هؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الآیہ میں ضمناً مذکور ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام شرکاء سے پاک ہے، جنہیں یہ اللہ کے ہاں شفیع غالب سمجھتے ہیں۔

سوم ”قل یا ایہا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا تعبدوا اللذین تعبدون من دون اللہ“ میں دعوائے سورت مذکور ہوا ہے کہ اگر تم لوگ میرے دین میں شک کرتے ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو، ہاں! میں تو صرف اس معبود کی عبادت کرتا ہوں، جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔

اس دعوے پر گیارہ دلائل پیش کئے گئے ہیں، دس دلائل عقلیہ اور ایک دلیل وحی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

ابتداء میں اس سورت کی تمہید ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیتیں ایسی کتاب کی ہیں، جو ہر چیز کی حقیقت ٹھیک ٹھیک بیان کرتی ہے اور جس کی ہر بات حکمت پر مبنی ہے، اس لئے اس کی آیات کو فوہ سے سنو۔

سورت کا مرکزی دعویٰ اور دلائل

پھر اس سورت کے مرکزی دعویٰ اور اس کی دو عقلی دلیلوں کا بیان ہے، سورت کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی زبردستی شفاعت نہیں کر سکتا، جو اللہ کی مرضی کے خلاف اپنی بات

منوا سکے، جیسا کہ ان مشرکین کا اپنے معبودان باطلہ کے بارے میں زعم تھا۔

پہلی دلیل یہ دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کر کے حکومت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، اس لئے اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا۔ (۲۴۷ نمبر ۳)

دوسری دلیل یہ دی کہ اللہ ہی ہے جس کے اختیار میں یہ نظام شمس و قمر ہے، لہذا اس کی اجازت کی بغیر کوئی بھی شفاعت نہیں کر سکتا۔

تخویفات اور تشریحات کا بیان

اسی طرح اس رکوع میں مشرکین کے لئے تخویفات اور اہل ایمان کے لئے بشارتیں بھی ہیں، چنانچہ ایک تخویف تو یہ ہے کہ یہ مشرکین ان دلائل کو سننے کے بعد بھی اگر ایمان نہیں لاتے تو یاد رکھیں کہ انہوں نے لوٹ کر ہمارے پاس ہی آنا ہے، جس کے بعد ان کے ساتھ ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ (۲۴۷ نمبر ۴) اور ایسوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (۲۴۷ نمبر ۸) اور اہل ایمان کے لئے بشارت ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ دنیا میں ان کے اعمال کے صلے میں ہدایت پر ثابت قدمی عطا فرمائے گا اور آخرت میں جنت میں داخل کرے گا۔ (۲۴۷ نمبر ۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

مشرکین کے ایک معاندانہ شبہ کا رد

اس رکوع میں مشرکین کے معاندانہ شبہ کا رد ہے۔

ان مشرکین کا سوال تھا کہ اگر بقول آپ ﷺ ہم باطل پر ہیں تو پھر ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا؟ اس کا جواب دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ بھی ان کی جلد بازی کی طرح ان پر فورا عذاب اتارنا چاہے، تو اتار سکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کا تقاضا نہیں کرتی۔ (۲۴۷ نمبر ۱۱)

اس کے بعد سورت کے مرکزی دعوے پر ایک اور دلیل دی گئی کہ کائنات کے نفع و نقصان کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، نہ کہ تمہارے معبودان باطلہ، اس لئے یہ زعم نہ رکھو کہ تمہارے معبود اللہ کے ہاں کسی کی شفاعت کر سکیں گے۔ (۲۴۷ نمبر ۱۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ ہے

سب سے پہلے دعوائے سابق پر ایک دلیل کو ذکر کیا گیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مشکل کشا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی اللہ کی مرضی کے خلاف اس کے سامنے شفاعت کر سکے۔ اس کے بعد انسانوں کو اس دنیا سے بے رغبتی دلانے کے لئے دنیا کے بے حقیقت ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۹

اس رکوع میں ایک دلیل عقلی کا بیان ہے اور یہ دلیل سابقہ دلائل سے کچھ بڑھ کر ہے، کیونکہ یہ دلیل ایسی ہے جسے خود یہ کافر اور مشرک بھی تسلیم کرتے ہیں، اس لئے کہ جب ان لوگوں سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ مدبر کائنات، رازق، سمیع و بصیر کا مالک کون ہے؟ تو یہ لوگ بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اس سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، تو اس سے معلوم ہوا کہ متصرف فی الامور اور مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس لئے یہ کہنا کہ تمہارے معبود اللہ کے ہاں شفاعت کریں گے، محض جھوٹ ہے، اللہ کے ہاں اس کی مرضی کے خلاف کوئی بھی شفاعت نہیں کر سکتے گا۔

ایک نکتہ

نیز رکوع کی آخری آیت کے تحت یہ نکتہ بھی مذکور ہوا ہے کہ دشمن نے قرآن کو مٹانے کی لاکھ کوشش کی اور کر بھی رہا ہے، مگر جب تک قرآن کی افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رہے گا، دشمن کبھی اپنی سازش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

اس رکوع میں دو باتوں کا تذکرہ ہے:

(۲) انتہا بات اور تحویفات

اول کی وضاحت یہ ہے کہ اگر یہ لوگ ان دلائل کے بعد بھی ماننے کے لئے تیار نہیں، تو پھر آپ ان سے آخری جواب کے طور پر کہہ دیں کہ میں تم سے اور تمہارے اعمال سے براءت کا اعلان کرتا ہوں، اب تم جانو اور تمہارے اعمال - (۲۷۲ نمبر ۴) اور پھر تسلسل کے ساتھ تحویفات اور انتہا بات مذکور ہیں - (۲۷۲ نمبر ۳۵-۳۷، ۵۰، ۵۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۱

مشرکین کی تحریمات اور نیازات باطل ہیں

اس رکوع میں دعوائے پر مزید دو دلیلیں بیان کی گئی ہیں اور اسی طرح قرآن کی طرف ترغیب دی گئی ہے، دونوں دلیلوں کا حاصل یہ ہے کہ جب ارض و سماء کا مالک صرف اللہ ہی ہے، تو پھر تمہاری تحریمات اور نیازات سب بے جا ہیں، اسی طرح رزق دینے والا اللہ ہے، تو پھر بھلا تم کون ہوتے ہو چیزوں کو اپنی مرضی سے حلال و حرام کرنے والے؟! (۲۷۲ نمبر ۵۵، ۵۹)

فضائل قرآن

اس کے بعد قرآن کے فضائل ذکر کر کے ترغیب دی گئی ہے کہ قرآن ایک نصیحت ہے، دلوں اور سینوں میں موجود حسد اور کینہ کے لئے شفا ہے، ہدایت بھی ہے اور مومنین کے رحمت بھی - (۲۷۲ نمبر ۵۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۲

اس رکوع میں تین دلائل نقلیہ کا بیان ہے:

(۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے - (۲۷۲ نمبر ۶۱)

(۲) تمام ذوی العقول اور غیر ذوی العقول کا مالک اللہ ہے - (۲۷۲ نمبر ۶۱)

(۳) آسائش فراہم کرنے والا بھی اللہ ہے - (۲۷۲ نمبر ۶۱)

لہذا جب اللہ ہی ان تمام صفات کا مالک ہے، تو پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اس کے سامنے اس

کی مرضی کے خلاف شفاعت کرے.....!؟

تقویٰ کے مراتب

نیز اس رکوع میں تقویٰ کا بھی بیان ہے۔ (آیت نمبر ۱۳)

تقویٰ کے تین مراتب ہیں:

(۱) تقویٰ عن الشرک (شرک سے اجتناب)

(۲) تقویٰ عن المعاصی (گناہوں سے اجتناب)

(۳) تقویٰ عن جمع ماسوا اللہ، یعنی دل میں اللہ کے سوا کسی کو جگہ نہ دے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۳، ۱۴

تخویف دنیوی کے چند نمونے

ان دونوں رکوعوں میں اللہ تعالیٰ نے تخویفات دنیویہ کے چند نمونوں کو ذکر کیا ہے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام، اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، و ہارون علیہ السلام کے واقعات کو ذکر فرما کر یہ بتا دیا کہ ابتدائے آفرینش سے اللہ تعالیٰ نے اقوام کو مہلت دی، ان کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرمائے، لیکن جب قومیں اپنے کفر پر مصر رہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا۔

ایک اشکال کا جواب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب وہ جادوگر کرتب دکھانے کے لئے جمع ہوئے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا کہ دکھاؤ مجھے بھی تم کو دکھانا ہے، اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح جادو کرنا گناہ ہے، اسی طرح اس کو ظاہر کرنے کی دعوت دینا بھی تو گناہ ہے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیوں ان کو جادو کے اظہار کی دعوت دی؟ جواب یہ ہے کہ نیت میں فرق ہے، اگر موسیٰ علیہ السلام ان سے تسلیم کی نیت سے ظاہر کراتے، تو ضرور گناہ ہوتا، مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا اس لئے تھا، تا کہ اس کے خلاف ان کا اپنا معجزہ ظاہر ہو۔

مشکلات پر صبر کی تلقین

اسی طرح اس بات کا بھی درس دیا ہے کہ مشکلات آئیں گی، انہیں برداشت کرنا، کیونکہ نتیجہ

آخر کار اہل حق کی تائید ہی میں ہوگا۔ اس کے متصل بعد ہی ایک دعا سکھائی گئی ہے کہ اے اللہ! ہمیں ان ظالموں کے لئے تختہ مشق نہ بنانا۔ (آیت نمبر ۸۲، ۸۵)

ہمیں بھی چاہیے کہ ہر نماز کے بعد اس دعا کا اہتمام کریں اور ساتھ ساتھ اس دعا کو بھی تین یا سات مرتبہ پڑھا کریں:

”اللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نَحْوِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّوْرِهِمْ“

اور پھر آخر اس بات کا بیان ہے کہ میں اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق دریا کر کے رہتی دنیا تک لے لئے نمونہ عبرت بنا دیا۔ (آیت نمبر ۹۰-۹۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۵

بنی اسرائیل کا عناد

اس رکوع میں انتباہات اور بنی اسرائیل کے عناد کا تذکرہ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دلا کر مصر، شام اور فلسطین جیسی سرسبز و شاداب جگہیں عطا فرمائیں، ان کے لئے تازہ میوے، لذیذ غذائیں مہیا کیں، ان کی روحانی اور اخلاقی تربیت کے لئے تورات کا علم دیا، لیکن ان بد نصیبوں نے اللہ کی طرف سے علم ہونے کے باوجود صرف عناد اور ضد کی بنیاد پر مختلف امور میں آپس میں اختلاف کیا، حق کو چھپایا، اور سب سے بڑا ظلم یہ کیا کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر بدل ڈالی۔

قرآن کریم سے متعلق شکوک و شبہات کا ازالہ

نیز اس رکوع میں قرآن سے متعلق شکوک و شبہات کو زائل کیا گیا ہے، فرمایا گیا ہے کہ اگر کسی کو اس کتاب کے سچا ہونے میں شک ہے، تو وہ اس سے پہلی کتابوں کو پڑھنے والوں سے اس کتاب کا پوچھ لے، اس کا شک رفع ہو جائے گا۔ (آیت نمبر ۹۳-۹۵) اور پھر بتایا کہ سوائے حضرت یونسؑ کی قوم کے کسی قوم کو اس کے آخری وقت کے ایمان لانے نے نجات نہیں دی۔

ایمان کی قسمیں

مفسرین نے لکھا ہے کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایمان بآس، یعنی خطرہ دیکھ لیا، فرشتے سامنے آ گئے، اس وقت ایمان لاتا ہے تو یہ ایمان قبول نہ ہوگا، جیسا فرعون کا ایمان تھا۔

(۲) ایمان یأس، یعنی زندگی کی امید تو نہ رہی، مگر عذاب کے آٹا رہا بھی تک نہیں دیکھے، جیسے قوم یونس کہ جب انہیں نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام جستی میں نہیں ہیں، تو پریشان ہوئے اور فوراً معافی مانگنے لگے پڑے، یہ ایمان قابل قبول ہے۔ (آیت نمبر ۹۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۶

اس رکوع میں عقیدہ توحید و رسالت کا اعادہ کر کے اس پر مزید عقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

پارہ نمبر ۱۲

سورہ ہود

ما قبل سے ربط

سورہ یونس میں دلائل عقلیہ سے ثابت کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی شفیع غالب نہیں، اب اس سورہ ہود میں یہ کہا جائے گا کہ جب اللہ کے ہاں کوئی شفیع غالب نہیں، تو حاجات اور ضروریات میں مافوق الاسباب (ظاہری اسباب سے بالاتر) صرف اللہ ہی کو پکارو، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی بھی عالم الغیب اور کارساز نہیں۔

خلاصہ سورت

سورت کی ابتداء میں چار دعوے بیان ہوئے:

- (۱) صرف اللہ ہی کو پکارو۔
- (۲) اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے۔
- (۳) وحی کی تبلیغ میں کوتاہی نہیں کرنی۔
- (۴) مسئلہ واضح ہے، مگر یہ لوگ ضد اور عناد کی وجہ سے نہیں مانتے۔

قصص الانبیاء کا سورت کے دعووں کے ساتھ ربط

اس کے بعد انبیاء سابقین علیہم السلام کے سات قصے مذکور ہیں، جن میں سے حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت شعیب اور حضرت صالح علیہم السلام کے قصوں کا تعلق پہلے دعوے کے ساتھ ہے یعنی جس طرح ان انبیاء کرام نے اللہ ہی کو پکارا اور اسی کی دعوت دی اسی طرح آپ بھی دعوت دیں، حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہم السلام کے قصے کا تعلق دوسرے دعوے کے ساتھ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کا تعلق تیسرے دعوے کے ساتھ ہے اور ایک آیت چوتھے دعوے کے لئے ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

دین اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو تنبیہ

اس رکوع میں عقیدہ توحید و رسالت (آیت نمبر ۲) اور اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف لوگوں کو سخت انتباہ ہے کہ چاہے چادروں میں چھپ کر ہی اسلام کے خلاف سازشیں کرو، مگر یا درکھو اللہ سب جانتا ہے اور اس سے کچھ بھی مخفی نہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

معاندین کے اعتراضات اور ان کے جوابات

اس رکوع میں معاندین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں، ان کا ایک سوال یہ تھا کہ اگر یہ سچا پیغمبر ہے تو پھر اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں اترتا؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ اگر سچا پیغمبر ہے تو پھر اس کے پاس خزانہ کیوں نہیں؟ جواب دیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا فریضہ صرف اتنا ہے کہ وہ تم لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں، باقی ذمہ اللہ پر ہے۔ (آیت نمبر ۱۲)

قرآن کا چیلنج

اسی طرح ان لوگوں کا ایک تیسرا سوال یہ تھا کہ یہ قرآن آپ کا خود ساختہ ہے۔ جواب دیا گیا کہ اگر پیغمبر کا خود ساختہ ہے تو پھر تم اس قرآن کے مثل دس آیات ہی بنا لاؤ اور اس کے لئے جس جس کو ساتھ لے سکتے ہو، لو، مگر ہمیں قرآن کے مثل دس آیات لا کر دکھاؤ۔ (آیت نمبر ۱۳) اور جب تم میں اتنی طاقت نہیں تو پھر جان لو کہ یہی اللہ کا کلام ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (آیت نمبر ۱۴)

سورت کی آیت نمبر ۲ میں سورت کا پہلا دعویٰ مذکور ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو۔ اس کے بعد آیت نمبر ۵ میں دوسرا دعویٰ بیان ہوا کہ صرف اللہ ہی غیب کا علم جانتا ہے۔ تیسرا دعویٰ آیت نمبر ۱۲ میں بیان ہوا کہ اللہ کی نازل کردہ وحی میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی اور چوتھا دعویٰ آگے چل کر آیت نمبر ۱۷ میں بیان ہوا کہ مسئلہ تو واضح ہو چکا ہے، مگر یہ لوگ ضد اور عناد کی وجہ سے

ایمان نہیں لاتے۔

آیت نمبر ۷۱ تک سورت کے چاروں دعوے تمام ہوئے، اس کے بعد قصص کا تذکرہ ہے، جو ان دعووں پر مرتب ہوں گے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے کا ذکر ہے، جس کا تعلق سورت کے پہلے دعوے کے ساتھ ہے، یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

قوم نوح کے سوالات

قوم نوح کے تین سوال تھے:

- (۱) آپ بشر کیوں؟
- (۲) آپ کے متبعین (اتباع و پیروں) کرنے والے کم درجے کے لوگ ہیں؟
- (۳) آپ پر وحی کیوں آتی ہے، ہم پر کیوں نہیں آتی؟

جواب

آپ ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ نے اپنی رحمت سے میرا انتخاب فرمایا ہے، اگر تمہارا انتخاب نہیں فرمایا، تو میں کیا کروں؟ اسی طرح تم کہتے ہو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں، اور جو لوگ میرے متبعین ہیں، وہ تمہاری نظر میں کم درجے کے ہیں اور سب صرف ظاہری طور پر ایمان لائے ہیں، تو میں تم سے یہ نہیں کہتا میرے پاس خزانے ہیں یا مجھے غیب کا علم ہے، یا میں فرشتہ ہوں اور نہ ہی یہ سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو تم حقیر جانتے ہو، اللہ ان کو بھلائی نہ دے گا۔ (آیت نمبر ۳۱-۳۲) لیکن جب قوم لا جواب ہوگئی، تو کہنے لگے کہ بس بس بہت لڑ چکے، اب اپنی دعوت الگ رکھو اور جس چیز (عذاب) کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو، اسے لے آؤ، ہم ماننے والے نہیں۔ (آیت نمبر ۳۳)

قرآن کریم سے متعلق ایک اعتراض کا جواب

آیت نمبر ۳۲ تک قوم نوح کے سوالات کے جوابات تھے، اب اس خاص اعتراض کا جواب دیا

جائے گا، جو قرآن سے متعلق کفار نے کیا تھا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں، بلکہ نبی کا خود ساختہ ہے، اتمامِ حجت کے طور پر جواب یہ دیا گیا کہ آپ ان اعتراض کرنے والوں سے کہہ دیں کہ اگر میرا بنایا ہوا ہے تو اس کا گناہ مجھ پر ہے، لیکن جو تم شریک اور کفریہ باتیں کرتے ہو، میں اس سے بری ہوں۔ (آیت نمبر ۳۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں قوم نوح پر نازل ہونے والے عذاب کا بیان ہے اور حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کی نجات کا بھی تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ مذکور ہے، اس قصہ کا تعلق بھی سورت کے پہلے دعوے کے ساتھ ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو اللہ وحدانیت کی دعوت دی، مگر قوم نہ مانی اور بالآخر ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترا، جس کا بیان اس رکوع کے آخر میں ہے۔

کامیابی کے اصول

نیز رکوع کے آخر میں کامیابی کے دو اصول بیان ہوئے:

(۱) کثرت استغفار

(۲) کثرت توبہ

اور ان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا اور ترقی عطا کرے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی قوم کا قصہ مذکور ہوا ہے، اس قصہ کا تعلق بھی سورت کے پہلے دعوے کے ساتھ ہے۔ اسی طرح اس بات کا بھی بیان ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کے مطالبے پر پتھر سے اونٹنی نکالنے کا معجزہ ظاہر کیا تو انہوں نے اس کی بھی قدر نہ کی، بلکہ اسے قتل کر دیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر عذاب نازل کیا۔ (آیت نمبر ۶۲-۶۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اس رکوع میں حضرت ابراہیم ؑ کے قصے کا بیان ہے اور اس قصے کا تعلق سورت کے دوسرے دعوے کے ساتھ ہے، جس میں اس بات کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ عالم الغیب نہیں تھے، کیونکہ اگر ہوتے تو فرشتوں کو پہچان لیتے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں دخیل تھے، کیونکہ اگر ہوتے تو قوم لوط کے بارے میں ضرور سفارش قبول ہوتی۔

حضرت یعقوب ؑ کی بشارت

نیز اس بات کا بیان ہے کہ جب فرشتے آپ کے پاس آئے تو ایک خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت یعقوب ؑ کی صورت میں اولاد عطا کرے گا۔

نزول عذاب کی اطلاع

اور ایک بری خبر سنائی کہ عنقریب قوم لوط پر اللہ کا عذاب اترنے والا ہے۔ (آیت نمبر ۶۹-۷۶)
اور پھر آخر میں حضرت لوط ؑ اور ان کی قوم کا قصہ مذکور ہوا، جس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر اس کے انتہائی گھٹیا اور بے ہودہ ہونے کی وجہ سے عذاب اتارا۔ (آیت نمبر ۷۷-۸۳)

حضرت لوط ؑ کی قوم کے گناہ

قوم لوط میں درج ذیل امراض تھے:

- (۱) مرد، مردوں سے اور عورتیں، عورتوں سے خواہش پوری کیا کرتے تھے۔
- (۲) کبوتر اڑاتے اور مرغے لڑاتے تھے۔
- (۳) راستوں میں بیٹھ کر کنکریاں مارتے تھے۔
- (۴) سرعام ہوا خارج کرتے تھے۔
- (۵) سر پر ایک پٹی باندھتے تھے، جو بد معاش ہونے کی علامت ہوتی تھی۔
- (۶) انتہائی اور بے غیرت قسم کے لوگ تھے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۸

قوم شعیب کے جرائم اور نزول عذاب

اس رکوع میں حضرت شعیب ؑ اور ان کی قوم کا قصہ مذکور ہے اور اس قصے کا تعلق سورت کے پہلے دعوے کے ساتھ ہے، یہاں حضرت شعیب ؑ کی قوم کے جرائم کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ لوگ ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے، ڈاکے ڈالا کرتے تھے، لوگوں کے حقوق تلف کیا کرتے تھے اور اللہ کی مخلوق کو ایذا پہنچاتے تھے، حضرت شعیب ؑ نے انہیں حقوق العباد کی طرف متوجہ کیا، لیکن قوم نے ایک نہ سنی اور بالآخر گرفتار عذاب ہوئے۔ (آیت نمبر ۸۴-۹۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ کوئی دو قومیں ایک طرح سے برباد نہیں ہوئیں سوائے حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہما السلام کی قوموں کے، کیونکہ یہ دونوں قومیں ایک بجلی کی کڑک سے برباد ہوئیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۹

تمام برباد شدہ اقوام کا متفقہ جرم ”انکار توحید“ تھا

اس رکوع میں حضرت موسیٰ ؑ کے قصے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو فرعون اور اس کے ماتحت لوگوں کی طرف تبلیغ حق کے لئے مبعوث فرمایا۔ (آیت نمبر ۹۶-۹۷)

اسی طرح اس بات کا بھی ذکر ہے کہ تمام برباد شدہ اقوام کا جرم یہی تھا کہ وہ لوگ منکرین توحید تھے۔ (آیت نمبر ۱۰۱-۱۰۲)

نیز جس طرح دنیا میں نیک اور بد بخت ہوا کرتے ہیں، ایسے ہی آخرت میں بھی نیک اور بد بخت ہوں گے، نیکو کاروں کا ٹھکانہ جنت اور بد کرداروں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ (آیت نمبر ۱۰۵-۱۰۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

گذشتہ واقعات پر مرتب ہونے والے امور

اس رکوع میں پانچ امور کا بیان ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ماقبل میں ذکر کردہ سات قصوں پر

مرتب فرمایا ہے:

(۱) تلقین استقلال و تسلی، یعنی: آپ کو جس کام کا حکم دیا گیا ہے، آپ اس کام پر استقامت کے ساتھ قائم رہیں۔

(۲) دائرہ دین سے مت نکلو۔

(۳) کافروں اور مشرکوں کی طرف میلان مت رکھو۔

(۴) نمازوں کو ان کے اوقات میں پابندی کے ساتھ ادا کرو۔

(۵) صبر کو مضبوطی سے تھامو اور اخلاق سے پیش آؤ۔ (۲۷ نمبر ۱۱۴-۱۱۵)

آیت نمبر ۱۱۳ جس میں اس بات کا حکم دیا گیا کہ کافروں اور ظالموں کی طرف مائل نہیں ہونا، کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ کافروم سے معاہدہ کرنا درست ہے، بشرطیکہ اپنی شرائط کو پورے طور پر مدنظر رکھا جائے، ایسا نہ ہو کہ ہم اس کافروم کے فعل کو جائز سمجھتے ہوں۔ جیسا کہ ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنے کے لئے علماء نے سیاسی حالات کے پیش نظر ہندوؤں سے صلح کی، یہ اس لئے نہیں تھی کہ علماء اس فعل کو جائز سمجھتے تھے، بلکہ ان علماء کا نظریہ یہ تھا کہ انگریز سے قبل بھی مسلمانوں کی حکومت تھی، اس لئے ہندوؤں کا تسلط نہیں ہو سکتا، لہذا ان کو بھی ساتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ایک قانون

نیز یہاں اللہ تعالیٰ کے ایک قانون کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب تک کسی قوم میں اہل اصلاح موجود ہوں، اللہ تعالیٰ اس قوم کو برہا نہیں کرتے۔ (۲۷ نمبر ۱۱۷)

اور پھر یہ بھی بتایا کہ ہم نے آپ کے سامنے یہ تمام قصے انبیاء علیہم السلام کے اس لئے بیان کئے، تاکہ آپ کا دل مضبوط ہو۔ (۲۷ نمبر ۱۱۸)

اور آخری آیت میں سورت کے چاروں دعوؤں کا اعادہ کیا گیا ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۱۹)

سورہ یوسف

ما قبل سے ربط

سورہ ہود میں چند دعوے بیان کئے گئے تھے اور ان کے دلائل بھی، اب اس سورت میں انہی

دعووں کا تہہ ہے اور ان دعاوی کو مضبوط کیا گیا ہے، چنانچہ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کے قصہ لایا گیا اور یہ بتایا گیا کہ اگر یعقوب علیہ السلام کو غیب کا علم ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو کبھی ان کے بھائیوں کے حوالے نہ کرتے۔

نیز یہ واقعہ آپ ﷺ کے لئے ایک پیش کن کوئی بھی ہے کہ جس طرح برادران یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ستایا، اور بالآخر انہیں حضرت یوسف علیہ السلام سے معافی مانگنی پڑی، اسی طرح اے پیغمبر! آپ پر بھی حالات آئیں گے، قریش آپ کے مخالف ہوں گے، آپ کو مکہ سے نکالیں گے، لیکن بالآخر ان کو بھی آپ سے معافی مانگنی پڑے گی۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں چار دعوے مذکور ہیں:

(۱) عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

(۲) مالک و کارساز اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

(۳) آپ سچے رسول ہیں اور اللہ کی طرف سے آپ پر وحی نازل ہوئی۔

(۴) انبیاء سابقین کی طرح آپ پر بھی مصائب آئیں گے، لیکن آخر کار فتح آپ ہی کی ہوگی۔

”نحس نقص“ سے ”من الغافلین“ تک تمہید میں داخل ہے، یہ سورت کی ابتداء ہے اور ”ماکان حدیثا یفتری“ سے ”یؤمنون“ تک اسی سے متعلق اور اس کا اعادہ ہے تاکہ سورت کی ابتداء اور انتہاء دونوں ایک ہوں اور دونوں ہی کا تعلق سورت کے تیسرے دعوے کے ساتھ ہے، یعنی آپ صادق اور سچے رسول ہیں۔

اس سورت میں ۱۱۵ احوال ہیں اور ۶ مراحل ہیں، اس لئے خلاصہ بھی انہی احوال کے اعتبار سے ہوگا۔

خلاصہ حال نمبر ۱

اس میں خواب اور اس کی تعبیر کا بیان ہے کہ خواب کی تکوین کس طرف ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے چھ امتحان

کل بارہ امتحان ہوئے:

(۱) صبر کا امتحان یعنی کنویں میں ڈالے گئے مگر صبر کیا

(۲) امانت کا امتحان (۳) فراست کا امتحان

(۴) استقامت کا امتحان (۵) حلم کا امتحان

(۶) تواضع کا امتحان

نیز آپ نے ستاروں کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، جس میں اشارہ اس طرف تھا کہ لیل و نہار، یعنی نگوین آپ کی طرف رجوع کرے گی۔

خلاصہ حال نمبر ۲

بھائیوں کی سازش اور اس پر صبر

اس میں بھائیوں کی سازش اور ان کو ملنے والی وقتی کامیابی کا تذکرہ ہے کہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہوئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال دیا اور یوں صبر کا پہلا امتحانی پرچہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں جانا پڑا، مگر آپ چپے چلائے نہیں۔ (آیت نمبر ۱۰-۱۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۲۳، اور دوسرا مرحلہ

اس کی ابتداء آیت نمبر ۱۹ سے ہوتی ہے اور اس مرحلے میں یہ ہوا کہ قافلہ والوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نکالا اور آپ کو مصر لے گئے۔ (آیت نمبر ۱۹، ۲۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۴۲، اور تیسرا مرحلہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی فروخت اور اس پر صبر

اس مرحلے میں صبر کے دوسرے پرچے کا تذکرہ ہے کہ آپ کو مصر کے بازار میں فروخت کیا گیا،

جس سے انسان کے ظاہر و باطن کو بڑی کوفت ہوتی ہے، مگر اس سب کے باوجود صبر کے دامن کو نہ چھوڑا۔

عزیز مصر کا مہربان ہونا

مصر میں داخل ہونے کے بعد آپ کو اعزاز و اکرام سے نوازا گیا، عزیز مصر جس نے آپ کو خریدا، وہ آپ کی سیرت سے اس قدر متاثر ہوا کہ بجائے غلام بنا کر رکھنے کے اپنا بیٹا بنا کر رکھا۔ (آیت نمبر ۲۰، ۲۱)

خلاصہ حال نمبر ۵

حضرت یوسف علیہ السلام کی استقامت

اس میں مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے علمی ترقی، زلیخا کے مسلسل حملوں اور حضرت یوسف علیہ السلام کی استقامت کا بیان ہے۔ (آیت نمبر ۲۲-۲۹)

امانت کا امتحان اور اس امتحان کی شدت کے اسباب

نیز حضرت یوسف علیہ السلام کی امانت کا پہلا امتحان ہے، جس کی شدت کے درج ذیل اسباب تھے:

(۱) برہنہ ہوتی جوانی۔

(۲) مظلومیت و محبوبیت۔

(۳) معیت دائمی۔

(۴) ارتقاع جمیع موانع۔ (کسی رکاوٹ کا نہ ہونا)

(۵) خلوت میں زبان سے پر زور دعوت۔

لیکن ان تمام اسباب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی حفاظت میں رکھا، نہ زنا ہوا، اور نہ ہی ارادہ زنا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا فرمان

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو گناہوں سے اس طرح پاک رکھتا ہے، جس طرح ایک باپ

اپنے بیٹے کو، جس نے سنے کپڑے پہنے ہوں اور اپنے باپ کے ساتھ باپ کی انگلی پکڑے راستے پر کہیں جا رہا ہو اور راستے میں کچھ آجائے، تو باپ اپنے بچے کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے اور جب راستہ زیادہ خراب ہو، تو بچے کو اٹھا لیتا ہے اور صاف راستے میں رکھ دیتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو بھی محفوظ رکھتا ہے کہ جب بھی گناہ پاس آنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اڑالے جاتا ہے۔

خلاصہ حال نمبر ۶

حضرت یوسف علیہ السلام کی امانت کا دوسرا امتحان

اس میں مصری عورتوں کے اجتماعی حملے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی استقامت اور گرفتاری کا بیان ہے۔

یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی امانت کا دوسرا امتحان تھا جو پہلے امتحان سے زیادہ سخت تھا، اس لئے کہ وہاں صرف ایک زلیخا تھی اور یہاں ساری عورتیں جمع تھیں، جو سب کی سب اعلیٰ گھرانوں کی تھیں اور زلیخا کے حق میں حضرت یوسف علیہ السلام سے درخواست کر رہی تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مامون اور محفوظ رکھا۔ (آیت نمبر ۳۰-۳۵)

خلاصہ حال نمبر ۷

حضرت یوسف علیہ السلام کی فراست کا امتحان

اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کے جیل جانے، وہاں جیل میں توحید کی تبلیغ کرنے، اور قیدیوں کو خوابوں کی تعبیر بتانے کا بیان ہے۔ (آیت نمبر ۳۶-۴۱)

حضرت یوسف علیہ السلام کی فراست کا یہ پہلا امتحان تھا کہ آپ نے ان قیدیوں کو تعبیر بتانے سے قبل توحید کی تبلیغ کی، پھر انہیں اللہ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق خوابوں کی تعبیر بتائی۔

خلاصہ حال نمبر ۸

فراست کا دوسرا امتحان

اس میں بادشاہ کے خواب کا، پھر اس کی تعبیر اور تدبیر کا اور پھر حضرت یوسف علیہ السلام کی رہائی

کے اسباب کا بیان ہے اور یہ حضرت یوسف ؑ کی فراست کا دوسرا امتحان تھا۔ (امت نمبر ۴۳-۴۹) بادشاہ نے خواب میں یہ دیکھا تھا کہ سات موٹی تازی گائے ہیں، جنہوں نے سات دبلی گائے کو کھالیا، اسی طرح سات تروتازہ خوشے ہیں اور باقی خشک ہیں، جب حضرت یوسف ؑ سے تعبیر پوچھی گئی تو آپ ؑ نے فرمایا کہ تم لوگ لگانا سات سال کھیتی باڑی کرو گے اور غلہ حاصل کرو گے، پس ان سات سالوں میں جو غلہ حاصل کرو، اسے خوشوں میں ہی رکھنا، تاکہ انہیں گھن نہ لگے، کیونکہ ان سات سالوں کے بعد سختی اور قحط کے سال آئیں گے، جو ان تمام غلہ جات کو کھا جائیں گے، جو تم نے جمع کیا ہوگا اور پھر اس کے بعد خوشحالی کے سال آئیں گے۔

خلاصہ حال نمبر ۹

حضرت یوسف ؑ کی استقامت اور بصیرت

اس میں حضرت یوسف ؑ کی استقامت کے پہلے امتحان کا بیان ہے کہ جب حضرت یوسف ؑ کو بلانے کے لئے بادشاہ نے ایک آدمی کو بھیجا تو آپ نے اس شخص کو واپس کر دیا اور یہ کہا کہ پہلے جا کر ان عورتوں سے میرا حال دریافت کرو کہ آیا میں حق پر ہوں، یا نہیں اور ان عورتوں کی کوئی تدبیر مجھ پر کارگر ثابت ہوئی، یا سب خاک میں ملا دی گئی تھیں؟ چنانچہ ان عورتوں نے حضرت یوسف ؑ کے معصوم ہونے کا اقرار کیا اور یوں حضرت یوسف ؑ نے اپنی نزاہت و پاکدامنی کو ثابت کیا اور اس کے بعد جیل سے نکلے۔

اس میں حضرت یوسف ؑ کی فراست اور سیاسی بصیرت کا پہلا امتحان تھا، کیونکہ جب بادشاہ نے آپ ؑ سے یہ کہا کہ آپ میری درخواست پر بھی حاضر نہیں ہوئے تو حضرت یوسف ؑ نے فرمایا کہ میں نے ایسا اس لئے کیا تاکہ عزیز مصر یہ اچھی طرح جان لے کہ میں نے اس کے گھرانے کے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی۔ (امت نمبر ۵۰-۵۲)

استقامت و بصیرت کا دوسرا امتحان

اور یہیں آپ ؑ کی بصیرت اور استقامت کا دوسرا امتحان تھا کہ بادشاہ نے آپ ؑ کو

تمام امور میں مشیر ہونے کا عہدہ دیا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے صرف اقتصادی مسئلہ دے دیں، میرے لئے اتنا ہی کافی ہے، کیونکہ اگر یہ مسئلہ کسی اور کو ملا تو وہ عدل و انصاف نہیں کر سکے گا اور تہمت حضرت یوسف ﷺ پر لگے گی۔

حضرت یوسف ﷺ اور بادشاہت

اس کے بعد مصر کے بادشاہ نے استعفیٰ دے دیا اور پھر حضرت یوسف ﷺ بادشاہ بنے، یوں حضرت یوسف ﷺ نے دو قوتوں کو حاصل کیا:

- (۱) ایک عزیر مصر کی۔
- (۲) اور دوسری ملک یعنی بادشاہت کی۔

تیرھواں پارہ

خلاصہ حال نمبر ۱۰

خلاصہ رکوع نمبر ۱

بھائیوں کی آمد اور آپ کا تحمل

اس میں حضرت یوسف ؑ کے بھائیوں کی مصر میں آمد اور واپسی میں حضرت یوسف ؑ کی طرف سے بنیامین کو ساتھ لانے کی شرط کا بیان ہے۔ (آیت نمبر ۵۸، ۵۹) حضرت یوسف ؑ کے ایک چھوٹے بھائی تھے جن کو یعقوب ؑ نے باقی برادران کے ساتھ نہیں چھوڑا تھا کہ کہیں یوسف ؑ کی طرح اس کو بھی گم نہ کر دیں، یوسف ؑ نے ان کو بھی آئندہ ساتھ لانے کی شرط لگائی۔ برادران یوسف کی چار مرتبہ آمد ہوئی اور اس میں حضرت یوسف ؑ کے حلم اور کا امتحان تھا کہ آیا انتقام لیتے ہیں، یا نہیں؟

والد محترم نے بیٹوں کو مختلف دروازوں سے جانے کا حکم دیا

جب برادران یوسف بنیامین کو ساتھ لے جانے میں کامیاب ہوئے تو حضرت یعقوب ؑ نے بطور تدبیر اپنے بیٹوں کو ایک دروازے سے داخل ہونے سے منع فرمایا، یہ ایک حیلہ تھا جو تین چیزوں کے اندیشہ کی وجہ سے بتایا:

(۱) تم پر کسی کو جاسوسی کا خطرہ نہ ہو۔

(۲) تاکہ کوئی حسد نہ کرے۔

(۳) تاکہ تمہیں نظر نہ لگے، کیونکہ سب حسین اور قند آور تھے۔ (آیت نمبر ۶۷)

خلاصہ حال نمبر ۱۱

خلاصہ رکوع نمبر ۲

بھائیوں کی دوسری آمد

اس میں برادران یوسف کی دوسری آمد کا تذکرہ ہے اور اس تدبیر کا ذکر ہے، جو حضرت یوسف ؑ

نے اپنے بھائی بنیامین کو روکنے کے لئے اختیار کی، جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے۔ تدبیر یہ اختیار کی تھی کہ جب سب جانے لگے تو آپ نے اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں شاہی پیانا نہ رکھوا دیا اور اعلان کر دیا کہ شاہی پیانا نہ گم ہو گیا ہے، پھر اس کی تفتیش کے لئے تمام بھائیوں کو روکا گیا، بالآخر بنیامین کے سامان سے اس پیانے کو برآمد کر لیا گیا، اس وقت قانون یہ تھا کہ جس شخص کے سامان سے گمشدہ چیز برآمد ہوتی، اسی شخص کو بطور سزا اپنے پاس روک لیا جاتا، یوں اس تدبیر کو اختیار کر کے حضرت یوسف ؑ بھائی بنیامین کو روکنے میں کامیاب ہوئے۔ (آیت نمبر ۷۶-۷۷)

بھائیوں کا چوری کا الزام لگانا اور آپ کا صبر سے کام لینا

جب پیانا بنیامین کے سامان سے برآمد ہوا تو دیگر بھائی کہنے لگے کہ اگر اس نے چوری کی ہے، تو اس سے قبل اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے، یہ حضرت یوسف ؑ کے صبر کا دوسرا امتحان تھا کہ بھائی حضرت یوسف ؑ پر ان کے سامنے تہمت لگا رہے تھے، مگر آپ باوجود اختیار رکھنے کے بھی اس پر خاموش رہے اور بھائیوں سے انتقام نہ لیا۔ (آیت نمبر ۷۷-۷۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

خلاصہ حال نمبر ۱۲

حضرت یعقوب ؑ کا کمال توکل

اس میں برادران یوسف کی دوسری واپسی اور پریشانی کا تذکرہ ہے کہ اب جا کر اپنے والد کیا منہ دکھائیں گے اور کیا جواب دیں گے؟ اور ساتھ ساتھ حضرت یعقوب ؑ کے کمال توکل کا ذکر ہے کہ اپنے بیٹوں کی زبانی تمام واقعہ سن کر بھی فرمانے لگے کہ اللہ سے ناامید نہ ہو اور جاؤ جا کر دونوں کے احوال کی تفتیش کرو۔ (آیت نمبر ۸۰-۸۷)

خلاصہ حال نمبر ۱۳

تیسری آمد اور حضرت یوسف ؑ کو پہچاننا

اس میں برادران یوسف کی تیسری آمد کا ذکر ہے، اسی آمد میں ان سب پر یہ حقیقت کھلی کہ یہ

حضرت یوسف (علیہ السلام) ہیں اور پھر اپنے کئے پر انتہائی نادم ہوئے، لیکن ان کی بے بسی اور ندامت کو دیکھ کر ان پر مکمل اختیار ہونے کے باوجود حضرت یوسف (علیہ السلام) نے ”لا تشریب علیکم الیوم“ فرمایا کہ آج کے دن کسی پر کوئی گرفت نہیں، میں نے معاف کیا۔ (آیت نمبر ۸۸-۹۲)

خلاصہ حال نمبر ۱۳

اس میں حضرت یوسف (علیہ السلام) کا اپنی قمیص بھجوانے اور حضرت یعقوب (علیہ السلام) کا اس قمیص کو پہننے کے بعد صحت یاب ہونے کا بیان ہے۔ (آیت نمبر ۹۳-۹۶)

خلاصہ حال نمبر ۱۵

بھائیوں اور والدین کی مصر آمد اور آپ کی تواضع

اس میں برادران اور والدین کی مصر آمد کا بیان ہے اور پھر اظہار تشکر کا ذکر ہے اور حضرت یوسف (علیہ السلام) کی تواضع کا ذکر ہے کہ سب جرائم کی نسبت شیطان کی طرف کی اور بھائیوں کی طرف کنوئیں میں ڈالے جانے تک کی نسبت نہیں کی، یہ آپ کا احسان تھا۔ (آیت نمبر ۹۹-۱۰۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۲

مشرکین کا عناد

اس رکوع میں مشرکین کے عناد کا بیان ہے کہ تمام آیات اور دلائل کو جان لینے کے بعد بھی صرف ضد اور عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔ (آیت نمبر ۱۰۵)

اسی طرح اثبات توحید و رسالت کا بھی بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ بشریت رسالت کے لئے مانع نہیں، اس بات کو مان لو ورنہ گذشتہ اقوام کے حالات کو خوب دیکھ لو۔ (آیت نمبر ۱۰۶-۱۰۹)

اور آخر میں چوتھے دعوے کا بیان ہے کہ اس راہ حق میں سختیاں اور مصائب آئیں گے، مگر آپ نے بھی حضرت یوسف (علیہ السلام) کی طرح تمام مصائب کا استقامت کے ساتھ سامنا کرنا ہے۔ (آیت نمبر ۱۱۰)

ما قبل سے ربط

خلاصہ سورت

سورت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس میں گزشتہ دونوں دعووں کو ثابت کرنے کے لئے گیارہ دلائل کو ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

مسئلہ توحید پر پہلی ویل

اس رکوع میں مسئلہ توحید، قیامت اور مسئلہ رسالت کو ثابت کیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵

خلاصہ رکوع نمبر ۲

مسئلہ توحید پر مزید یا نچ دلائل

اس رکوع میں یا نچ دلائل کا بیان ہے

پہلی دلیل اس مسئلہ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہے۔ (آیت نمبر ۸-۱۰)

دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں فضائی اور زمینی مخلوقات کا نظام ہے۔ (آیت نمبر ۱۳، ۱۲)

تیسری دلیل یہ ہے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کے سامنے مجبور ہے۔ (آیت نمبر ۱۵)

اور چوتھی دلیل یہ ہے کہ زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ (آیت نمبر ۱۶) آخر الذکر تینوں دلائل اس مسئلہ کے اثبات پر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز ہے۔ اور

پانچویں دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی آسمان سے پانی برسا کر زمین سے قسمائے کرم کے پھل میوے پیدا کرتا ہے، اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد کار ساز ہے۔ (آیت نمبر ۱۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

صاحب بصیرت کون اور عقل سے محروم کون؟

دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے حق اور باطل کو واضح کر لینے کے بعد اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ مینا کون ہے اور مینا کون؟ صاحب بصیرت کون ہے اور عقل سے محروم کون؟ چنانچہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام سے کئے گئے عہدوں کو پورا کرتے ہیں، وہی لوگ حق ہیں، انہی کے لئے کامیابی اور انہی کا ٹھکانہ جنت ہے اور جنہوں نے اللہ کے عہدوں کو پورا نہیں کیا، ان کے لئے برا انجام اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہے۔ (آیت نمبر ۱۹-۲۵)

اور پھر آخر میں ایک اور دلیل کو ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے، کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے، اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کار ساز ہے۔ (آیت نمبر ۲۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

ضدی اور ہٹ دھرم معجزات سے متاثر نہیں ہوتے

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ ضدی، عنادی اور ہٹ دھرم ہیں، اور ضدی لوگ

معجزات سے متاثر نہیں ہوتے، اس لئے ان لوگوں کو مزید معجزات دکھانے کی ضرورت نہیں۔
 نیز پیچھے بتایا گیا تھا کہ اس سورت میں کل گیارہ دلائل کا ذکر ہوگا، انہی گیارہ دلائل میں سے دو
 دلیلیں وحی پر مبنی ہیں، جن میں سے پہلی کا بیان آیت نمبر ۳۰ میں اور دوسری کا بیان آئندہ رکوع میں آیت
 نمبر ۳۶ میں ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

استہزاء کرنے والوں سے انتقام ضرور لیا جائے گا

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء کرنے والوں سے انتقام
 اور بدلہ ضرور لیا جائے گا، بس چند دنوں کی مہلت ہے۔ (آیت نمبر ۳۲)

”اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے“ کا مفہوم

اور پھر ایک اور دلیل عقلی ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ
 تعالیٰ ہر شخص کے اعمال کو دیکھ رہا ہے، دوسرا ایسا کوئی نہیں۔ (آیت نمبر ۳۳)
 اور پھر ایک اور دلیل نقلی گذشتہ اقوام کے لوگوں یا پھر صحابہ کرام ﷺ کے طور پر پیش کی کہ کچھ تو
 اس پر خوش ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور کچھ نے اس کا انکار کیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں چند سوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ایک سوال یہ تھا کہ یہ سچا نبی کیسے ہو سکتا ہے، جبکہ اس کی اولاد بھی ہے، یہ ہم انسانوں کی طرح
 کھانا پیتا بھی ہے؟ جواب یہ دیا گیا کہ اس سے پہلے بھی جتنے انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ نے مبعوث
 فرمائے، ان سب کی بھی ذریت اور ازواج تھیں، اس لئے یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں اور نہ ہی
 رسالت و بشریت میں کوئی تضاد ہے۔

دوسرا سوال اور اس کا جواب

دوسرا سوال یہ تھا کہ ہمارے ایمان لانے کے لئے کوئی معجزہ لے آؤ، جواب دیا گیا کہ تمام

اختیارات کا مالک ایک اللہ تعالیٰ ہے، وہی مختار کل ہے، اس لئے معجزات کو ظاہر کرنا بھی اسی اللہ تعالیٰ کے تابع ہے۔

تیسرا سوال اور اس کا جواب

تیسرا سوال یہ تھا کہ جب ہم نہیں مانتے تو پھر عذاب نازل کیوں نہیں ہوتا؟ جواب دیا گیا کہ ہر کام کا وقت مقرر ہے، اس مقررہ وقت سے پہلے کچھ نہیں ہوگا۔ (۲۸۷ نمبر ۳۸)

سورہ ابراہیم

ماقبل سے ربط

گذشتہ سورتوں میں مسئلہ توحید کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے ثابت کیا گیا، مگر یہ معاندین لوگ پھر بھی مسئلہ توحید کو نہیں مانتے، تو اب سورہ ابراہیم میں مسئلہ توحید پر مزید دلائل کے ساتھ ساتھ دنیوی و اخروی وقائع بھی پیش کئے گئے، کیونکہ بعض طبائع خوشخبری یا ڈرن کر راہ راست پر آ جاتی ہیں۔ وقائع سے مراد تحویقات دنیوی و اخروی اور انعامات ہیں۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں گذشتہ سورتوں کے وقائع بیان کئے گئے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعامات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، تاکہ ان کو سن کر لوگ راہ راست پر آ جائیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

قرآن نور ہے

اس رکوع میں عقیدہ توحید پر ایک دلیل عقلی، ایک وقائع اخروی اور دلائل نقلیہ کا ذکر ہے، ان دلائل نقلیہ میں ایک دلیل نقلی اجمالی ہے، جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق ہے اور دوسری دلیل نقلی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے متعلق ہے۔ (۲۸۷ نمبر ۶۰)

اور حاصل یہ ہے کہ قرآن نور ہے، اسی کے ذریعے ظلمات سے نکالا جاسکتا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں ایک واقع دنیاوی کو ذکر کیا گیا ہے کہ یہ لوگ گذشتہ اقوام کے عبرت ناک انجام سے عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے؟ (آیت نمبر ۹)

ایک سوال اور اس کا جواب

اس کے علاوہ دوسوالات کے جوابات دیئے گئے ہیں، ایک سوال تو یہ تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک ہے۔ جواب یہ دیا گیا کہ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں شک ہے؟ جبکہ وہی زمین و آسمان کا خالق ہے اور تمہیں محض اس لئے اپنی طرف بلا رہا ہے، تاکہ تمہاری مغفرت کرے۔

دوسرا سوال اور اس کا جواب

دوسرا سوال یہ تھا کہ تم کون ہوتے ہو ہمیں دعوت دینے والے! تم تو خود بشر ہو!!! جواب دیا گیا کہ یہ تمہارا غلط گمان ہے کہ رسول بشر نہیں ہوتا، ہم تمہاری ہی طرح بشر ہیں، البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، اسی کو رسالت و نبوت کے لئے منتخب کرتا ہے۔ (آیت نمبر ۱۱۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

کفار کی طرف سے دھمکی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کے لئے تسلی

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ باطل جب ہار جاتا ہے، تو پھر مقابلے پر اور جھگڑا کرنے پر اتر آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب دلائل کے سامنے ان کافروں سے کچھ نہ بن سکا تو کہنے لگے کہ ہم تم سب کو یہاں سے نکالیں گے اور مار دیں گے، جواب میں اللہ تعالیٰ نے دو طرح تسلی دی، ایک تو یہ کہ ان کفار کی مضرت کو دفع کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو ہلاک کر دے گا اور دوسرا یہ فرمایا کہ ان کی ہلاکت کے بعد تمہیں زمین میں ٹھکانہ نصیب کرے گا۔ (آیت نمبر ۱۳۱)

نیز مسئلہ توحید پر بھی ایک دلیل عقلی پیش کی گئی کہ اللہ تعالیٰ ہی نے حق کے اظہار کے لئے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ (آیت نمبر ۱۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

شیطان کا اپنے پیروکاروں سے اعلانِ براءت

اس رکوع میں سب سے پہلے تو اس بات کا ذکر ہے کہ بروز قیامت جب سب لوگ جمع ہوں گے، تو شیطان اپنے پیروکاروں سے اور ان کے تمام اعمال سے براءت کا اعلان کرے گا اور صاف لفظوں میں کہہ دے گا کہ میں تم سے جھوٹے وعدے کرتا رہا تھا، اب نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو، اب تم جانو اور تمہارے اعمال۔

کلمہ حق اور کلمہ کفر

اس کے علاوہ دو مثالیں پیش کی گئی ہیں، جن کے ذریعے کلمہ حق کی برکتوں اور کفر و شرک کی نحوست کو واضح کیا گیا ہے، چنانچہ کلمہ حق کی مثال تو ایسی ہے جیسے ایک پاکیزہ درخت ہو، جس کی جڑ مضبوطی سے قائم ہے اور اس کی ڈالیاں آسمان میں پھیلی ہوئی ہیں، یعنی جس طرح جس درخت کی جڑیں جس قدر تہ تک گئی ہوئی ہوں اور مضبوط ہوں، اسی قدر اس میں پھل بھی لگتا ہے اور اس کی شاخیں بلند اور ہری بھری ہوتی ہیں، آندھیوں کے جھکڑ اس جو نقصان نہیں پہنچا سکتے، اسی طرح جس شخص کا ایمان جس قدر مضبوط ہوگا، اسی قدر اس کے اعمال صالحہ آسمان کی طرف بلند ہوں گے اور اس درخت کی طرح خلق خدا کے لئے مفید ہوگا اور شیطانی وسوسوں کی طغیانی اور مصائب و شدائد اس کے پائے استقامت میں تذبذب پیدا نہیں کر سکتے اور کفر و شرک کی مثال ایسی ہے، جیسے ناپاک اور گندا درخت ہو، جس میں نہ افادیت ہو اور نہ استحکام اور اس کو زمین کے اوپر سے ہی اکھاڑ کے پھینک دیا جاتا ہو، اسی طرح جس کے دل میں ایمان راسخ نہ ہو، شک و نفاق اور وسوسوں نے گھیر رکھا ہو، اس کے بدن سے نکلنے والے اعمال بھی کوئی زیادہ مفید نہیں ہوتے اور مصائب و شدائد کے وقت ایمان بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ (۲۲-۲۶)

اس کے بعد ایک اور دلیل نقلی کو ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی کلمہ حق و توحید کی بدولت اہل

ایمان کو موت کے وقت ایمان پر ثابت قدمی عطا کرتا ہے۔ (۲۷-۲۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں ایک وقائعِ اخروی کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرا کر اپنے لئے جہنم کو ٹھکانہ بنا رہے ہیں، جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی کیا۔ (۲۸۷ نمبر)

وقائعِ دنیوی اور اخروی سے خلاصی کے اسباب

اور پھر ان امور کو ذکر کیا جو ان وقائع سے خلاصی کو سبب بن سکتے ہیں:

(۱) احسان کرو

(۲) صبر کرو

(۳) اور اللہ تعالیٰ کو پکارو۔ (۲۸۷ نمبر)

اس کے بعد مسئلہ توحید پر ایک تفصیلی دلیل عقلی دی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر ایک کو پیدا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا اور رزق بھی وہی دیتا ہے اور اس کے انعامات بھی بے شمار ہیں، مگر اس سب کے باوجود انسان حد سے تجاوز کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے۔ (۲۸۷، ۳۲۲ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

دینِ امن و امان اور رزق کی دعائیں

نسلوں کا دین پر مقرر رہنا اور امن و چین اور سکونی سے زندگی گزارنا اور بقدرِ ضرورت روزی کا بندوبست ہو جانا انسان کی بنیادی ضرورتیں ہیں، اس رکوع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انہی تین دعاؤں کا بیان ہے۔

نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال خود ایک تفصیلی دلیل نقلی ہے کہ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کی کہ اے اللہ میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھنا اور امن اور معاش کے مسائل کو بھی حل فرما، دین داری اور عبادت پر قائم رہنے کے لئے امن اور معاش کے مسائل کا حل ہونا بھی از حد ضروری ہے اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بیت اللہ کے پاس پساتے وقت یہ دعائیں مانگیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اللہ تعالیٰ انسان کے اعمال سے غافل نہیں

اس رکوع میں اس بات کو ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں، بس قیام قیامت کے دن تک تمہیں مہلت ہے، اس لئے ان وقائع سے نصیحت پکڑو۔

چودھواں پارہ

سورہ حجر

ما قبل سے ربط

سورہ رعد میں آخرت کے احوال بتائے گئے کہ مان لو اور اب اس سورت میں اس بات کا بیان ہے کہ اگر اب بھی نہ مانا تو حسرت کا وقت آرہا ہے، اس پچھتاوے کے وقت کے آنے سے پہلے خود کو بچالو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں چار امور کا تذکرہ ہے:

- (۱) سورت کا دعویٰ
- (۲) مسئلہ حید پر دلائل
- (۳) تحویف دنیویہ کے پانچ نمونے
- (۴) نبی کریم ﷺ کے لئے تسلی

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں دو باتیں ہیں:

- (۱) دعوائے سورت کہ یہ لوگ منکرین قرآن و روز قیامت حسرت کریں گے۔ (آیت نمبر ۲)
- (۲) دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم محفوظ ہے، کوئی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ (آیت نمبر ۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں تفصیل کے ساتھ اس بات پر نقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی سب

کچھ کرنے والا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا بھی ہے۔ (آیت نمبر ۱۶-۲۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

شیطان سے ہوشیار رہیں

اس رکوع کا حاصل یہ ہے کہ شیطان تمہارا پرانا دشمن ہے، اس لئے اس سے ہوشیار رہنا ہے۔
باقی اس رکوع میں شیطان اور اس کے غرور و تکبر کے واقعے کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴، ۵

اس رکوع میں اہل تقویٰ کے لئے جنت کی بشارت اور انعامات کا تذکرہ ہے۔ (۲۷۸-۲۷۹)

حضرت لوط علیہ السلام کی طرف فرشتوں کی آمد

نیز اس بات کا بیان ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی طرف اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے، ایک خوشخبری دے کر کہ آپ کو اولاد عطا کی جائے گی اور دوسری خبر یہ دی کہ آپ کی قوم پر عذاب اترنے والا ہے، گویا ایک امت بڑھانے آئے کہ آپ کو اولاد، یعنی: حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت دی، جن کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے کثرت سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو پیدا کیا اور ایک امت کو ختم کرنے آئے۔ (۲۷۹-۲۸۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

ابتداء میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم اور ان کے عبرت ناک انجام کو ذکر کیا۔ (۲۸۰-۲۸۱)
پھر ایک دلیل عقلی عقیدہ توحید پر پیش کی گئی اور ساتھ ساتھ تحویف اخروی کو بھی بیان کیا کہ قیامت کا دن ضرور آنے والا ہے۔ (۲۸۱-۲۸۲)

آپ ﷺ کے لئے تسلی اور ازالہ غم کا نسخہ

اور پھر آخر میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ غم نہ کریں، اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ استہزاء کرنے والوں کے خلاف آپ کے حق میں کافی ہے۔ (۲۸۲-۲۸۳)
اور غم دور کرنے کے لئے بطور علاج یہ حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کی عبادت کرتے رہیں۔ (۲۸۳-۲۸۴)

سورہ نحل

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورتوں میں اس بات کا تذکرہ تھا کہ یہ مشرک لوگ باوجود مسئلہ توحید کے بدیہی ہونے کے صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکاری ہیں اور عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں، اب یہاں اس بات کا بیان ہے کہ اگر عذاب ہی چاہتے ہو، تو لو عذاب الہی آگیا، مگر تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ سمجھ جاؤ اور جلدی نہ کرو، ورنہ ہمیشہ کے لئے پچھتاؤ گے۔

خلاصہ سورت

اس سورت کے دو دعوے ہیں:

(۱) شرک فی التعریف کی نفی

(۲) شرک فعلی کی نفی

انہی دونوں دعوؤں پر دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

نجات کا راستہ ”عقیدہ توحید“

سب سے پہلے منکرین کو ان کے انکار کی وجہ سے عذاب کی اطلاع دی اور پھر اس عذاب سے نجات کا راستہ بھی متعین کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراؤ، جس کے بعد اس عقیدہ توحید پر دلیل پیش کی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی متصرف فی الامور نہیں، کیونکہ وہی زمین و آسمان کا اور حیوانات وغیرہ کا خالق اور مالک ہے۔ (آیت نمبر ۸-۱۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

ہر شیء کا خالق و مالک اور غیب کا علم جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے

اس رکوع میں بھی مسئلہ توحید پر مزید دو عقلی دلیلیں پیش کی گئیں۔

پہلی دلیل عقلی تو یہ پیش کی کہ اللہ تعالیٰ ہی پانی کا بندوبست کرتا ہے، سمندر سے کڑوا اور کھارا پانی اٹھا کر اور اس کو میٹھا کر کے برساتا یہ سب اس اللہ تعالیٰ کا کام ہے، ورنہ اگر اسی حالت میں بر سے تو کھیتی بھی تباہ و برباد ہو جائے اور اسی طرح دن، رات، سورج، چاند، سارے ان سب کا خالق بھی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۸-۱۹)

دوسری عقلی دلیل یہ پیش کی کہ وہی ہے جو غیب کو جانتا ہے، ہر شے کو جاننے والا ہے۔ (۲۸ نمبر ۱۹) اور پھر آخر میں ان دلائل کا نتیجہ ذکر کیا کہ ان دلائل سے معلوم ہوا کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے، وہ کسی بھی شے کے پیدا کرنے والے نہیں، بلکہ وہ خود پیدا کردہ ہیں، وہ مردہ ہیں، ان میں کسی قسم کا شعور نہیں۔ (۲۹ نمبر ۲۰-۲۱)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

منکرین توحید کے امراض

شروع میں مسئلہ توحید کو بیان کیا اور اس کے بعد منکرین کی درج ذیل شاعتوں اور برائیوں کو ذکر کیا:

- (۱) یہ لوگ ناقد رے ہیں۔
- (۲) یہ لوگ متکبر اور مغرور ہیں۔
- (۳) جب ان سے وحی سے متعلق کچھ پوچھا جاتا ہے، تو اس وحی کو پہلوں کی کہانیاں قرار دیتے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس پورے رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن پاک کے خلاف منصوبے بنانے والے ناکام اور قرآن کو ماننے والے کامیاب ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

مشرکین کے معاندانہ اقوال کا رد

اس رکوع میں مشرکین کے معاندانہ اقوال کا رد اور ایک دلیل عقلی از انبیاء کرام علیہم السلام

پیش کی گئی ہے۔ مشرکین کہتے تھے کہ اگر خدا شرک نہ چاہتا، تو نہ ہم اور نہ ہی ہمارے آباء و اجداد ان مجبوروں کی عبادت کرتے۔ ان کے اس شکوے کا جواب انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا تذکرہ کر کے دیا کہ اگر شرک سچا ہوتا، تو پھر اللہ تعالیٰ انبیاء کو مبعوث ہی کیوں کرتا!؟ (۲۷ نمبر ۳۶، ۳۷)

اللہ کے نزدیک مخلوق کی حیثیت

آیت نمبر ۳۶ کے تحت مفسرین کرام نے ایک نکتہ یہ بیان کیا ہے کہ ”كُلُّ مَا عِبَدَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَهُمْ طَاغُوتٌ“ یعنی: ہر وہ شے طاغوت میں داخل ہے، جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو، ایسا کہنا اجمالاً درست اور صحیح ہے، لیکن تفصیل میں ایسا نہیں ہوگا، لہذا آپ ایسا نہیں کہہ سکتے کہ جن انبیاء اور ملائکہ کی عبادت کی گئی، وہ بھی طاغوت ہیں، یہ ایسے ہی ہے جیسے ”خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ“ (اللہ ہر چیز کا خالق ہے) کہنا تو درست ہے، مگر خالق الخنزیر (خنزیر کا خالق ہے) کہنا جائز نہیں، یہی مفہوم حضرت شاہ اسماعیل رحمہ اللہ کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کی عبارت کا ہے، وہ لکھتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں ساری مخلوق چوڑے چمار سے بھی حقیر ہے“، اب یہ بات اجمالاً درست ہے، مگر بعض لوگوں نے اس میں اضافہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ شاہ اسماعیل رحمہ اللہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے: ”اللہ کے نزدیک ہر نبی و رسول چوڑے چمار سے بھی حقیر ہے“ اور ان پر کفر کا فتویٰ لگا دیا، یہ سراسر ظلم ہے کہ کسی کی عبارت میں اپنی مرضی سے اضافہ کیا جائے اور پھر کفر کا فتویٰ لگایا جائے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں ان مسلمانوں کو خوشخبری سنائی گئی ہے، جنہوں نے ہجرت کی (۲۷ نمبر ۴۱) اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان مسلمان مہاجرین کے خلاف سازشیں کرنے والے تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے۔ (۲۷ نمبر ۴۵-۴۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

سب سے پہلے عقیدہ توحید اور دعوائے توحید کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہی الہ برحق ہے۔ (۲۷ نمبر ۵۵)

شرک کی اقسام

اور پھر شرک کی اقسام کو ذکر کیا:

- (۱) ایک سے زیادہ معبود ٹھہرانا۔
- (۲) اپنی حاجتوں اور مصیبتوں میں غیر اللہ کی پناہ ڈھونڈنا۔
- (۳) اپنے کھیتوں، مویشیوں اور تجارت وغیرہ میں غیر اللہ کے لئے نیازات ماننا۔
- (۴) فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دینا۔ (آیت نمبر ۵۸-۵۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

ابتداء میں یہ بیان ہوا کہ تمہاری حرکتیں اور تمہارے اعمال ایسے ہیں کہ فوری پکڑ ہونی چاہیے، مگر چند دنوں کی مہلت ہے، جس کے بعد ضرور پکڑ ہوگی۔ (آیت نمبر ۹۱)

اس کے بعد آخر میں عقیدہ توحید پر ایک اور دلیل عقلی ذکر کی کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، جس نے آسمان سے پانی برسا کر غیر آباد زمین کو آباد کیا۔ (آیت نمبر ۹۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۹

حرمت شراب

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے اور عقل والوں سے بطور عبرت یہ بات کہی گئی ہے کہ عقلمند لوگ اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ ایسی چیز کا پینا ہی کیا جو عقل کو سلب کر دے، پینے کے لئے فطری چیز دودھ اور کھانے کے لئے انگور اور کھجور موجود ہے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ یہ آیت (آیت نمبر ۶۷) حرمت شراب سے قبل نازل ہوئی ہے، کیونکہ شراب کی حرمت مدینہ میں نازل ہوئی ہے، جبکہ یہ سورت مکی ہے۔ شراب کی حرمت کا واضح حکم سورہ مائدہ میں آیت نمبر ۹ کے تحت گزر چکا ہے۔ (آیت نمبر ۶۶، ۶۷)

شہد کی مکھی انسانوں کے لئے نمونہ عبرت ہے

اور پھر یہ بتایا کہ جس طرح شہد کی مکھی الہام پر عمل کرتے ہوئے شہد دیتی ہے، جس میں لوگوں

کے لئے شفا ہے، کس صنعت گری کے ساتھ اپنا چھتہ بناتی ہیں اور مفید پھلوں اور پھولوں سے رس چوس چوس کر انسان کے لئے ذخیرہ کرتی ہیں، اسی طرح انسان کو بھی چاہیے کہ وہ وحی الہی پر عمل کرے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کو سیٹے۔ (آیت نمبر ۶۸، ۶۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

توحید اور شرک پر چند مثالیں

اس رکوع میں توحید اور شرک پر چند مثالیں پیش کی گئی ہیں۔

پہلی مثال یہ دی گئی کہ کیا تم اپنے غلام کو مالک بنا سکتے ہو؟ تو جب تم ایسا نہیں کر سکتے تو پھر میں تو بہت بڑا غیور ہوں، میں کیسے کسی کو اپنے ساتھ شریک کر سکتا ہوں.....؟! (آیت نمبر ۷) مشرکین یہ کہا کرتے تھے کہ معبود تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، بس ہمارے یہ معبود اس کی سرکار میں شریک اور مختار ہیں، اسی لئے ہم ان کی پوجا کرتے ہیں، اس پر جواب یہ دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمام امور کو خود بخود چلاتا ہے، اس نے کسی کو اپنی سرکار میں شریک نہیں کیا۔
اس کے بعد مزید دو مثالیں دی گئیں۔

(۱) کیا ایک غلام اور مملوک جو خود کچھ نہیں کر سکتا اور مالک جو اوروں پر بھی خرچ کرتا ہے، برابر ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ جو مالک و رازق ہے اور مخلوق جو مملوک اور مرزوق ہے، برابر نہیں ہو سکتے۔

(۲) ایک شخص جو کہ کوٹنگا ہے اور کسی بھی کام پر قدرت نہیں رکھتا، اپنے آقا پر بوجھ ہے، جہاں بھی اسے متوجہ کیا جائے، خیر لے کر نہیں آتا، کیا یہ شخص اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے، جو عدل و انصاف کا حکم کرتا ہے اور راہ راست پر قائم ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کا حکم کرتا ہے اور انسان کو راہ راست کی طرف بلاتا ہے، جبکہ ان مشرکوں کے یہ معبود ان باطلہ کو ننگے ہیں، نہ بول سکتے ہیں اور نہ ہی کسی اور چیز پر قادر ہیں، بلکہ اپنے ہی لوگوں پر بوجھ ہیں، پھر بھلا دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟ (آیت نمبر ۷۳-۷۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۱

تمام امور میں تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے

اس رکوع میں علم غیب اور تصرف فی جمیع الامور (تمام امور میں تصرف کرنے) کے دعویٰ پر دلیل پیش کی گئی ہے، یعنی: اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کرتا ہے، کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نمونوں میں سے ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ اس نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے اس حال میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے، اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ پرندے آسمان میں اڑتے نظر آتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں تھما ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے آرام کے لئے گھروں کو بنایا، تمہارے لئے کھالوں سے خیمے بنائے، جن میں تم سفر و حضر میں قیام کرتے ہو اور اسی نے بھیڑ، بکریوں کے بالوں اور اون وغیرہ سے تمہارے گھروں کے اسباب بنائے، تمہارے لئے سایہ پیدا کیا، پہاڑوں میں تمہارے لئے ٹھکانے بنائے اور سردی اور گرمی کے لئے مختلف کپڑے بنائے۔ (آیت نمبر ۷۷-۸۱)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۲

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت والے دن انبیاء کرام علیہم السلام ان مشرکوں کے خلاف کواہی دیں گے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۳

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے متعلق چھ احکام

دلائل کے اختتام پر چھ امور کا تذکرہ ہے، جن میں سے تین کاموں کے کرنے کا حکم ہے اور تین کاموں سے سختی کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) عدل

(۲) احسان

(۳) صلہ رحمی

وہ کام جن سے منع کیا گیا:

(۱) کھلی بے حیائی

(۲) برائی

(۳) سرکشی۔

نہایت جامع و مانع آیت

اس رکوع کی پہلی آیت ایسی جامع ہے کہ تمام ابواب خیر اور ابواب شر کو اس میں جمع کر دیا گیا

ہے۔ (آیت نمبر ۹۰)

عہد کی پاسداری نہ کرنے کے اسباب

اس کے بعد نقض عہد سے منع کیا گیا ہے اور نقض عہد کے اسباب کو بھی بیان کیا کہ اس کے عموماً

دو سبب ہوتے ہیں:

(۱) چڑھتی ہوئی پارٹی کو دیکھ کر قصد اور عہد معاہدہ توڑنا۔ (آیت نمبر ۹۱، ۹۲)

(۲) پیسہ لینے کے لئے پارٹی توڑنا۔ (آیت نمبر ۹۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۳

مشرکین کے اعتراضات اور ان کے جوابات

اس رکوع میں نبی کریم ﷺ پر کئے جانے والے اعتراضات اور ان کے جوابات کا بیان ہے۔

جب بھی کوئی آیت کسی آیت کی جگہ موقع اور وقت کی مناسبت سے نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم

سے تبدیل کرتے تو اس تبدیلی کو دیکھ کر مشرکین یہ اعتراض کرتے کہ آپ تو اپنی طرف سے گڑھتے

ہیں۔ اس کے جواب میں یہ کہا گیا کہ اسے جھوٹ اور افتراء تم کیسے کہہ سکتے ہو، جبکہ اس کے نزول کی کیفیت

یہ ہے کہ اسے آپ ﷺ کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے حق کے ساتھ روح القدس حضرت جبرئیل علیہ السلام

اترتے ہیں تو جس کے نزول کی کیفیت یہ ہو، وہ بھلا جھوٹ اور افتراء کیسے ہو سکتا ہے.....؟

مشرکین کا اعتراض تھا کہ آپ یہ سب ایک رومی لوہار سے سیکھ کر آتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ جس شخص کی طرف تم لوگ اس کی نسبت کرتے ہو، وہ تو عجی ہے اور یہ قرآن تو واضح عربی زبان میں اتارا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مشرک لوگ خود افتراء باز ہیں۔ (آیت نمبر ۱۰۱-۱۰۵)

مرتد اللہ کے عذاب اور غضب کی زد میں ہوتا ہے

اس کے بعد ان لوگوں کے لئے اللہ کے عذاب اور غضب کا بیان ہے، جو ایمان قبول کرنے بعد ایمان سے پھر جاتے ہیں، مگر اس حکم سے اس شخص کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، جسے کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا ہو، اور اس کا دل ایمان کی نعمت سے معمور ہو۔ (آیت نمبر ۱۰۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۵

ابتداء میں قیامت کے دن کے حال کا بیان ہے کہ قیامت والے دن ہر نفس کو اس کے اعمال کا بدلہ مل جائے گا۔ (آیت نمبر ۱۱۱) اس کے بعد اس بستی کا حال بیان ہوا، جس پر تو حید کو نہ ماننے اور نعمتوں کی ناشکری کرنے کی وجہ سے عذاب الہی نازل ہوا اور معیشت کی تنگی اور خوف و ہراس میں مبتلا کر دیئے گئے اور یہی اللہ کی سنت ہے کہ نافرمان اور ناشکری قوموں سے اللہ رزق کی وسعت اور اس جیسی نعمت چھین لیتا ہے۔ (آیت نمبر ۱۱۲)

اور پھر سورت کے دوسرے حصے کی ابتداء ہوتی ہے، جس میں تحریمات غیر اللہ کا بیان ہوگا۔

حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانو

ان آیات میں حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں میں سے کھاؤ اور حلال کو حلال رہنے دو اور جسے حرام قرار دیا ہے تو بس اسے حرام ہی رہنے دو، اپنی مرضی کو اللہ تعالیٰ کے احکام میں دخل انداز کر کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال مت کرو، ورنہ بہت بڑے خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ (آیت نمبر ۱۱۵-۱۱۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۶

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کا حکم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ کر کے ایک تفصیلی دلیل نقلی پیش کی گئی ہے کہ دیکھو حضرت

ابراہیم ؑ میں نہ شرک عملی تھا اور نہ ہی شرک اعتقادی، لہذا ان ہی کی پیروی کرو۔ (۲۰-۱۲۳)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیا گیا ہے، اعتراض یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ ملت ابراہیمی پر ہوتے، تو جمعہ کی تعظیم نہ کرتے، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہفتہ کی تعظیم کرتے؟ جواب دیا گیا کہ حضرت ابراہیم ؑ کب ہفتہ کی تعظیم کیا کرتے تھے؟ بلکہ اس دن کی تعظیم تو حضرت موسیٰ ؑ کی قوم نے حضرت موسیٰ ؑ کی اجازت کی بغیر شروع کی تھی۔ (۲۰-۱۲۳)

طریقہ تبلیغ

اور پھر تبلیغ کے تین طریقے بیان فرمائے:

- (۱) آپ لوگوں کو حکمت اور بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف بلائیں، یہ طریقہ اس وقت موثر ہوتا ہے جب سامعین پڑھے لکھے لوگ ہوں اور بات کو جلد قبول کرنے والے ہوں۔
- (۲) دوسرا طریقہ موعظہ حسنہ کا ہے، یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو دین سے ناواقف ہوں، مسائل نہ جانتے ہوں، ان کو بہترین طریقے سے وعظ و نصیحت کریں۔
- (۳) تیسرا طریقہ مجاہدہ کا ہے، یہ اس وقت اپنایا جاتا ہے جب مخاطب ضدی اور ہٹ دھرم ہو۔

نبی کریم ﷺ کے لیے تسلی کا بیان

اس کے بعد آخر میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے:

- (۱) صبر سے کام لیں۔
- (۲) غم نہ کریں۔
- (۳) دل تنگ نہ کریں۔

پندرھواں پارہ

سورۃ اسراء

خلاصہ سورت

اس سورت میں دو باتوں کا ذکر ہے، ایک اللہ کی وحدانیت اور دوسرا نبی اکرم ﷺ کا معجزہ اسراء، اس لئے اس کی آیات بھی دو قسم کی ہیں، ایک آیات توحید اور دوسری آیات معجزہ۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں درج ذیل امور مذکور ہیں:

(۱) واقعہ اسراء کا بیان -

(۲) نبی کریم ﷺ کی رسالت کی تقویت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ۔

(۳) رسالت کی تصدیق کی ترغیب کے لئے طوفان سے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کی نجات کا بیان۔

(۴) تکذیب سے ڈرانے کے لئے بنی اسرائیل کے فساد اور اس کے نتیجے میں ان کی سزایابی کا بیان۔

(۵) قرآن کریم کے ہادی ہونے کا تذکرہ۔

اسراء و معراج

سب سے پہلے واقعہ اسراء و معراج کا ذکر کیا گیا۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو ”اسراء“ اور وہاں سے آسمانوں پر جانے کو ”معراج“ کہتے ہیں، اسراء کو قرآن پاک نے صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور معراج کو صراحت کے ساتھ ذکر نہیں کیا، سب سے زیادہ صراحت کے قریب سورہ نجم کی آیت **”وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ“** ہے، جس میں اس بات کی تصریح ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو (دوسری بار) سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا تھا تو اس سے ظاہر ابھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے تھے اور پھر احادیث میں تو اس بات کی اس قدر صراحت ہے کہ مسئلہ ”تواتر“ کی حد کو پہنچ جاتا ہے اور مجال انکار نہیں رہتا۔

اسراء و معراج کی ابتداء

اس واقعے کی ابتداء ام بانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوئی اور یہ سفر براق پر تھا جس کی برق رفتاری عجیب تھی۔

یہاں آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ تک جانا مذکور ہے، آگے جانا مذکور نہیں، البتہ احادیث میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ مسجد اقصیٰ کے اندر تشریف لے گئے اور وہاں انبیاء کرام علیہم السلام کے امام بنے۔

اہل سنت والجماعت کا مسلک

واقعہ اسراء و معراج کے حوالے سے جمہور اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ یہ معراج بیداری کی حالت میں جسد (جسم ظاہری) کے ساتھ ہوئی اور اس کی دلیل اجماع ہے اور اس اجماع کو مزید مضبوط بنانے والے درج ذیل امور ہیں:

(۱) واقعہ اسراء و معراج کو اہتمام سے ذکر کرنا

اللہ تعالیٰ نے جس اہتمام کے ساتھ اس واقعے کو بیان فرمایا ہے، اس سے اس واقعے کا انتہائی عجیب ہونا معلوم ہوتا ہے، اب اگر یہ نیند میں یا روحانی طور پر ہوتا، تو یہ کوئی عجیب بات نہ تھی۔

(۲) لفظ ”عبد“ کا مصداق

آیت میں لفظ ”عبد“ مذکور ہے اور عبد کا مصداق مجموعہ روح و جسد ہوتا ہے، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ معراج جسمانی تھی۔

(۳) کفار کا بیت المقدس اور قافلہ کے حالات پوچھنا اور آپ ﷺ کا فکر مند ہونا

اگر یہ خواب کی حالت میں یا روحانی طور پر ہوئی، تو جس وقت کفار نے مکہ ذیاب کی تھی یا بیت المقدس اور قافلے کے حالات پوچھے تھے، تو اس وقت آپ ﷺ بہت سہولت کے ساتھ جواب دے سکتے تھے کہ میں اس معراج کے بیداری کی حالت میں ہونے کا کب مدعی ہوں، جو تم ایسی باتیں کرتے ہو؟ اور بیت المقدس کی ہیئت اور کیفیت بیان کرنے کے حوالے سے فکر مند نہ ہوتے۔

آیت توحید و آیت معجزہ

اس رکوع کی پہلی آیت آیت توحید بھی ہے اور آیت معجزہ بھی کہ اگر اب بھی یہ مشرکین اس معجزے کو دیکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی الوہیت و وحدانیت کو نہیں مانیں گے، تو ہلاک کر دیئے جائیں گے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو معجزات دکھانے کے بعد ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

اس کے بعد اجمالاً دو واقعوں کا بیان ہے:

(۱) بخت نصر کا یہود پر مسلط ہونا

بنی اسرائیل پر پہلی بار ان کے معاصی میں منہک ہو جانے کی وجہ سے بخت نصر کو مسلط کیا گیا، جس نے اس قدر کشت و خون اور قتل و غارت گری کی کہ پورے شہر میں آگ لگادی اور اس کو میدان کر دیا جس کے بعد یہود جلاوطن ہو کر ستر سال تک نہایت ذلت و خواری کے ساتھ ”بابل“ میں رہے۔

(۲) شاہ طیطلس کا یہود پر مسلط ہونا

پھر جب شاہ بابل کا شاہ ایران کے ہاتھوں استیصال ہوا، تو شاہ ایران نے یہودیوں پر رحم کھاتے ہوئے انہیں واپس شام بھیج دیا اور نئے سرے سے شہر کی تعمیر بھی کر دی، جس کے بعد ایک وقت تک یہود کی شرارتیں کم ہو گئیں، مگر کچھ عرصے بعد یہود نے پھر شرارتیں شروع کر دیں، اس بار ان پر شاہ روم طیطلس کو مسلط کیا گیا، جو نہ یہودی تھا اور نہ نصرانی اور اس نے پھر شہر کی وہی حالت کر دی جو بخت نصر نے کی تھی اور شہر کداء بیت المقدس کو بالکل ویران کر دیا۔

یہ تھے یہودیوں کی شرارتوں کے وہ دو واقعات جن کی ان کو خوب سزا ملی۔

عبرت حاصل کریں

ان دونوں واقعات سے یہ سبق ملا کہ جب قوم سرکشی اور بغاوت پر اتر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ ظالموں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے تو پھر وہ کسی کی رعایت نہیں رکھتے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

دن اور رات کی پیدائش میں کیا حکمت ہے؟

اس رکوع میں سب سے پہلے دوسری عقلی دلیل کو پیش کیا گیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دن اور رات کو بنایا ہے، رات کو مٹا کر دن نکالتا ہے، جس کی دو حکمتیں ہیں:

- (۱) تاکہ تم دن کی روشنی میں اپنے معاش کے لئے کوشش کرو۔
- (۲) تاکہ دنوں کے اختلاف اور دنوں کے چھوٹے بڑے ہونے کا حساب لگا سکو۔ (۲۷ نمبر ۱۲)

دو قانون

اس کے دو قوانین بیان کئے:

- (۱) ہر ایک اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔
 - (۲) اللہ تعالیٰ کسی بھی قوم کو اس وقت تک تباہ نہیں کرتا، جب تک اس میں رسول کو مبعوث نہ کر دے۔
- اس سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام کے لئے صرف عقل کافی نہیں بلکہ آسمانی تعلیمات ضروری ہیں۔ (۲۷ نمبر ۱۵)

سوال مقدر کا جواب

پھر ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے، سوال یہ تھا کہ اگر یہ برحق دین ہوتا تو اس کی توہین یا مخالفت کرنے کی وجہ سے رزق نہ ملتا؟ جواب دیا گیا کہ اس مخالفت کی وجہ سے ایسا نہیں ہوگا کہ منکرین سے رزق ہی کو بند کر دیا جائے۔ (۲۷ نمبر ۱۸)

کامیابی کے لئے تین شرطیں

اور پھر کامیابی کی تین شرائط بیان کی گئیں:

- (۱) تصحیح نیت
- (۲) تصحیح عمل
- (۳) تصحیح عقیدہ۔ (۲۷ نمبر ۱۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۴، ۳

مسلم معاشرے کو مہذب بنانے والے چودہ اصول

ان دونوں رکوعوں میں اللہ تعالیٰ نے وہ چودہ نکات بیان فرمائے ہیں، جن سے مستقبل کے مسلم معاشرے کی مہذب ترین تشکیل عمل میں آئی اور آسکتی ہے، وہ چودہ نکات مندرجہ ذیل ہیں:

- (۱) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔
- (۲) والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔
- (۳) رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق دو۔
- (۴) کنجوسی کرو نہ فضول خرچی، بلکہ اعتدال کی راہ اختیار کرو۔
- (۵) اگر کسی کی حاجت پوری نہ کر سکو، تو نرمی سے جواب دو۔
- (۶) زنا کے قریب تک نہ پھٹکو۔
- (۷) اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔
- (۸) فضول خرچی نہ کرو۔
- (۹) بغیر شرعی جواز کے کسی کو قتل نہ کرو۔
- (۱۰) شرعی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے یتیم کے مال کے پاس نہ پھٹکو۔
- (۱۱) قول و قرار کی پابندی کرو۔
- (۱۲) ناپ تول میں کمی بیشی ہرگز نہ کرو۔
- (۱۳) جس بات کا تمہیں علم نہیں، اس بات کے پیچھے نہ پڑو۔
- (۱۴) غرور اور تکبر کی چال نہ چلو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں مشرکین کے شرکیہ عقائد کی تردید کی گئی ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے ان

مشرکوں کو ہر ہر بات مختلف طریقوں سے سمجھائی، مگر اس کے باوجود سوائے عقیدہ توحید سے مزید دوری کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

اور ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے چلتی ہے اور ہر شے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، خواہ وہ تسبیح ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے، مگر اس سب کے باوجود یہ لوگ توحید کو نہیں مانتے، کیونکہ یہ لوگ قرآن سے دور ہیں اور قرآن سے دوری اس لئے ہے، کیونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت لگ چکی ہے اور مہر جباریت ان کے گناہوں کے بدلے میں لگی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

(۱) طریقہ تبلیغ

(۲) طریقہ جہاد

تبلیغ و جہاد اور غصہ و نرمی

تبلیغ میں غصہ نہیں ہونا چاہیے اور جہاد میں نرمی نہیں ہونی چاہیے۔ (آیت نمبر ۳۵-۵۸)

یہاں اس سلسلے میں حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے، کیونکہ آپ کو تبلیغ اور جہاد دونوں عطا کئے گئے تھے۔

وسیلہ کا حکم

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اس کے نیک بندوں سے محبت رکھی جائے، اب اگر کوئی شخص کسی نیک انسان کا نام لے کر، یا اس کا عمل ذکر کر کے اس کے وسیلے سے دعا کرتا ہے تو یہ بھی ایک نیکی ہے اور اس کو 'وسیلہ بالعمل' کہتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں تین نوجوانوں کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے ایک مصیبت کے وقت میں اپنے اپنے عمل کو وسیلہ بنایا اور اس کے قبول ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔

اس کے برخلاف اگر کوئی کسی کے وسیلے سے دعا کرتا ہے، مگر یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی محبت میں مجبور ہے، تو یہ ایک شرکیہ عقیدہ اور وسیلہ ہے۔

لہذا ضروری ہے کہ پہلے وسیلہ کے معنی متعین کئے جائیں اور پھر کوئی حکم لگایا جائے، کیونکہ بلا تعین معنی ہر وسیلہ کو غلط کہنا خود غلط ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

”ربنا امنا فاغفر لنا..... الآية“

یہاں اس آیت میں بھی ایمان کو وسیلہ بنایا گیا ہے، اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ہر وسیلہ شرک ہے۔ (آیت نمبر ۵۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

حدود اللہ میں شکوک پیدا کرنا ابلیس ملعون کا کام ہے

اس رکوع میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ابلیس ملعون کی چال ہے، چنانچہ ملائکہ کو حضرت آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، تو سوائے ابلیس ملعون کے تمام فرشتوں نے سجدہ کیا اور ازراہ تکبر اور شبہ یہ کہا کہ کیا آپ اس انسان کو مجھ پر فوقیت دے رہے ہیں، جس کو مٹی سے پیدا کیا، جبکہ میری تخلیق آگ سے ہوئی؟ تو اس پر اس ابلیس کو رائدۂ درگاہ کر دیا گیا۔ اب انہی شکوک و شبہات کا مشرکین بھی شکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قوانین میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں۔ ان مشرکوں کا حال یہ ہے کہ جب بھی کسی بحری سفر میں ان پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو اس وقت اپنے معبودان باطلہ کو بھول کر خالص اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے ہیں، مگر جیسے ہی اس مصیبت سے ان کو نجات دی جاتی ہے، تو دوبارہ اپنے شرک میں گمن ہو جاتے ہیں۔ (آیت نمبر ۲۷)

اس کے بعد ان مشرکوں کے لئے تنویفات کا ذکر ہے کہ کیا یہ مشرکین اس بات سے مطمئن ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ان کو اس دنیا میں دھنسا دینے والا، یا آسمان سے پتھر برسا کر ان کو ہلاک کر دینے والے عذاب میں بھی مبتلا کر سکتا ہے؟ پس شرک سے بچو، اور اگر تم لوگ اس بات سے مامون ہو کہ اب تمہیں دوبارہ بحری سفر نہیں کرنا پڑے گا تو یا درکھو کہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں کسی ضرورت میں مبتلا کر کے بحری سفر کرنے پر مجبور کر دے اور پھر تم لوگ دریادہ کر دیئے جاؤ، اس لئے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے کہ شرک چھوڑو اور توحید کو اختیار کرو۔ (آیت نمبر ۲۸، ۲۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

کافروں کے لئے صرف دنیا میں اعزاز ہے

اس رکوع میں سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ کافروں کے لئے بحیثیت انسان صرف اور صرف دنیا میں اعزاز اور تکریم ہے، نا کہ آخرت میں، اس لئے اے نبی ﷺ! آپ ان کا کوئی بھی مطالبہ تسلیم نہ کریں۔

شان نزول

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ مشرکوں کا ایک وفد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہمیں ایک سال تک کے لئے شرک کرنے کی مہلت دے دیں، یعنی نذرو نیا زکھانے دیں، بعد میں ہم ایمان لے آئیں گے، دوسرا یہ کہ ہر جگہ شرک پر عیب دیا جاتا ہے تو جن جن آیتوں میں شرک کی تردید ہے، وہ نکال دیں، باقی چند نصیحت ہم قبول کرتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کافر کہتے تھے کہ اس کلام میں نصیحت کی باتیں اچھی ہیں، مگر ہر جا شرک پر عیب دیا جاتا ہے، یہ بدل ڈالیں، تو ہم اس کو مان لیں گے، اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔

نیز یہاں تین امور کا بیان ہے:

(۱) بیان شکوہ، جس کی تفصیل شان نزول کے تحت ذکر کر دی گئی ہے۔

(۲) آپ ﷺ کو تنبیہ: اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ثابت قدم نہ رکھتا، تو ان کی طرف تھوڑے میلان کے قریب ہو جاتے۔

عصمت انبیاء کرام علیہم السلام

اور آیت:

”لَوْلَا اَنْ تَبْتَئَا لَقَدْ كُنْتُمْ تَرْكُنَ الْيَهُمَ شَيْئًا قَلِيلًا“

(۳) آپ ﷺ کو مشرکین کا مکہ معظمہ سے نکالنا

اس آیت (۲۶) کے تحت مفسرین کی دو رائے ہیں:

(۱) یہ کہ نبی کریم ﷺ کے نکالنے کی مشرکوں نے بڑی کوشش کی، لیکن نہ نکالا، اس لئے ان پر عذاب نازل نہیں ہوا۔

(۲) یہ کہ انہوں نے مکہ سے نکالا اور ان پر عذاب بھی آیا، جیسے بدر وغیرہ

خلاصہ رکوع نمبر ۹

اس پورے رکوع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہجرت قریب ہے، اس لئے اب نماز کے ذریعے اس کے لئے تیاری کریں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

روح کیا ہے؟

چونکہ مشرکین یہود کو عالم جانتے تھے، اس لئے یہ مشرکین یہود کے پاس گئے اور ان سے یہ کہا کہ ہمیں چند سوالات بنا کر دو، چنانچہ یہود نے مشرکین سے کہا کہ تم لوگ ان سے روح کے بارے میں سوال کرو، اگر انہوں نے تورات اور انجیل کے مطابق بتا دیا، تو ہم مانیں گے کہ یہ سچا نبی ہے، کیونکہ پہلی کتابوں میں تھا کہ روح کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا، جب انہوں نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے تورات و انجیل کے مطابق بتا دیا۔ اب اس کے باوجود جو لوگ یہ کہیں کہ نبی کریم ﷺ کو روح کا علم ہے تو معاذ اللہ ان لوگوں کے نزدیک آپ ﷺ تورات و انجیل کے مصدق نہ ہوں گے، حالانکہ آپ ﷺ مصدق تورات و انجیل ہیں۔

آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان

اس رکوع میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان مشرکین کے بے جا اعتراضات کی بالکل پرواہ نہ کریں، اگر آپ کو روح کا علم نہیں بھی تو جس قدر علم آپ کو عطا کیا گیا ہے، آپ اسی پر اکتفا کریں، اگر ان کے لئے قرآن کا یہ معجزہ کافی نہیں تو آپ ان سے کہہ دیں کہ پھر تم اس قرآن جیسا لا کر

دکھا دو۔ (آیت نمبر ۸۵-۸۸)

مشرکین کے شکوک کا جواب

اس کے بعد مشرکین کے چند شکوک کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ مشرک لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے، جب تک آپ ہمارے لئے پانی کا میٹھا چشمہ جاری نہ کر دیں، یا ہم آسمان کے ٹکڑے نہ گرا دیں، یا جب تک خدا، یا کوئی اور آسمان سے کتاب لا کر نہیں دکھا دیتا، جس میں آپ کی نبوت کی خبر ہو۔ جواب دیا گیا کہ یہ سوالات تو الو ہیئت سے متعلق ہیں، اور میں تو بشر ہوں۔ (آیت نمبر ۹۰-۹۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۱

مشرکین کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات

اس رکوع میں مشرکین کے مزید اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ ایک سوال انہوں نے یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بشر کو رسول بنا کر کیوں بھیجا؟ جواب دیا گیا کہ اگر زمین پر نورانی مخلوق ہوتی، تو ہم ضرور ان کے لئے نورانی مخلوق کو رسول بنا کر مبعوث کرتے، لیکن چونکہ زمین پر انسان ہیستے ہیں، اس لئے انسانوں میں سے ہی رسول مبعوث فرمایا۔ (آیت نمبر ۹۴-۹۵)

دوسرا جواب یہ دیا کہ خدا شاہد ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، چاہو تو مان لو اور نہ چاہو تو نہ مان کر سزا بھگتو۔ (آیت نمبر ۹۶)

اس کے علاوہ ایک اعتراض یہ کیا کہ کیا ہم مرنے کے بعد قبروں سے اٹھائے جائیں گے؟ جواب دیا گیا کہ جس رب نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کرے۔

تیسرا اعتراض یہ تھا کہ ہزاروں لوگ تو مر چکے ہیں، مگر آج تک کسی کو کیوں زندہ نہ کیا گیا؟ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس بعث بعد الموت کے لئے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے، اسی وقت مقررہ میں یہ زندہ کرنا ہوگا۔ (آیت نمبر ۹۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۲

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو دی جانے والی نشانیوں کا بیان ہے، جن کا تذکرہ سورہ اعراف میں گزر چکا ہے۔

آپ (علیہ السلام) کے دو معجزے (قرآن اور اسراء) بھی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے تمام معجزات پر حاوی ہیں، کیونکہ قرآن کریم کی ہر تین آیتیں ایک مستقل معجزہ ہیں۔

آداب دعا

اور رکوع کے آخر میں آداب دعا کا بیان ہے۔

- (۱) اللہ کہہ کر پکارو، یا اللہ تعالیٰ کا کوئی دوسرا نام لے کر پکارو، جیسے: رحمٰن وغیرہ
- (۲) دعا مانگو، تو آواز کو نہ ذیادہ بلند رکھو اور نہ ہی بالکل پست، بلکہ دونوں کا درمیانی راستہ اختیار کرو۔
- (۳) (۲۷ نمبر ۱۱) اور پھر آخری آیت میں اللہ تعالیٰ کے لئے مافوق الاسباب تمام صفات کا رسازی کو ثابت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ تو کوئی نائب ہے، نہ کوئی ہمسرا اور نہ ہی کوئی مددگار ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۱)

سورہ کہف

ما قبل سے ربط

اس سے پہلے مسئلہ رسالت پیش کیا گیا اور مشرکین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے گئے، اب اس سورت میں نئے سرے سے مشرکین کے اعتراضات کا بیان ہوگا اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

رکوع کی ابتداء میں قرآن کریم کی صداقت اور پروگرام کو بیان کیا گیا ہے کہ قرآن نازل کرنے کا مقصد اور پروگرام یہ ہے کہ آپ منکرین کو عذاب سے ڈرائیں اور ماننے والوں کو بشارت دیں کہ ان کو اچھا صلہ ملے گا۔ (۲۷ نمبر ۵) اور آخر میں اصحاب کہف کے واقعے کو اجما لایان کیا ہے اور

اس سے مقصد یہ ہے کہ اصحاب کہف ہماری قدرت کی نشانی تھے، قادر، متصرف فی الامور اور غیب دان نہیں تھے، جیسا کہ تم ان کو غیب دان، قادر اور متصرف جان کر معبود سمجھنے لگے ہو۔ (آیت نمبر ۱۰۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

یہاں سے اصحاب کہف کے واقعے کا تفصیلی بیان ہے۔

ایک نہایت ہی ظالم بادشاہ ہوا کرتا تھا جو ظالم ہونے کے ساتھ ساتھ منکر قیامت بھی تھا، وہ پورے ملک میں چکر لگاتا تھا اور لوگوں سے پوچھتا پھرتا تھا کہ یہاں کوئی میرے دین کے سوا کسی اور دین کا ماننے والا ہے؟ ایک دفعہ لوگوں نے بتایا کہ یہاں شہر میں چند سرما یہ دار بڑے گھرانے کے نوجوان ہیں، جو قیامت کا اقرار کرتے ہیں اور ایک خدا کو مانتے ہیں، یہ بادشاہ ان لوگوں کے پاس گیا اور انہیں مہلت دی، وہ نوجوان اگلے دن ہی نکل پڑے اور بالکل ایک غار میں آکر پناہ لی، وہاں اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں پر ایک لمبی مدت تک کے لئے سیکہ نازل کر دیا اور ان کو سلا دیا اور یوں ان سب کی حفاظت فرمائی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اصحاب کہف کی حفاظت کے ذرائع

اس رکوع میں ان ذرائع کو بیان کیا گیا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ نے ان نوجوانوں کی حفاظت فرمائی، وہ ذرائع درج ذیل ہیں:

(۱) نیند کی حالت میں بھی ایسا لگتا تھا کہ جیسے جاگ رہے ہوں۔

(۲) ان کی کروٹیں بدلتے رہے۔

(۳) چوکھٹ پر ان کے کتے کو پاؤں پھیلائے محافظ مقرر کیا گیا۔

(۴) اگر ان پر کوئی جھانکتا تو ڈر کر اٹھنے پاؤں بھاگتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہتے ہیں کہ لوگ نہ ہوں تو

وہاں ہیبت ڈال دیتے ہیں، جیسا کہ مردے سے فطری ہیبت جھلکتی ہے، تاکہ اسے کوئی نہ رکھے اور بتایا کہ

وہ قیامت کی مدت کے بارے میں بے خبر تھے۔ (آیت نمبر ۱۸، ۱۹)

نیز اس واقعے سے جس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب کہف اپنی حفاظت کے محتاج تھے، اللہ اور عالم الغیب کس طرح ہو سکتے ہیں؟! اسی طرح اس واقعے کو پیش کرنے سے مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے کہ قیامت برحق ہے تو ایک طرف اصحاب کہف سے نفی الوہیت اور دوسری طرف اثبات قیامت کا فائدہ حاصل ہوا۔ (۲۱ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

آئندہ کام کے لئے انشاء اللہ کہیں

اس رکوع میں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ آپ جب بھی کسی کام کے کرنے، یا ہونے کا کہیں، تو اس کے ساتھ ”ان شاء اللہ“ ضرور کہہ دیا کریں۔ (۲۲ نمبر ۲۶-۲۷) پھر نبی کریم ﷺ سے یہ کہا گیا ہے کہ آپ تو حید پر پختہ رہیں اور اپنے ساتھیوں کا پھر پور ساتھ دیں اور ان لوگوں سے اعراض کریں جو ہمارے ذکر سے غافل ہیں۔ نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دو صفات بیان کی گئی ہیں:

(۱) عبادت گزار ہیں۔

(۲) مخلص ہیں۔ (۲۲ نمبر ۲۸)

اور پھر منکرین کے لئے عتاب کا بیان ہے کہ یہی حق ہے، چاہو تو مانو اور چاہو، تو نہ مانو، مگر اتنا یاد رکھو کہ نہ ماننے والوں کے لئے جہنم کا عذاب تیار ہے۔ (۲۲ نمبر ۲۹) اور نیک اعمال کرنے والے مومنوں کے لئے جنت کا وعدہ ہے۔ (۲۲ نمبر ۳۰، ۳۱)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

دو بھائیوں کا واقعہ

اس رکوع میں ان دو بھائیوں کے واقعے کا بیان ہے، جن میں ایک کو تو اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت سے نوازا تھا، جبکہ دوسرا غریب تھا، مگر دین اور عقیدے کے اعتبار سے پہلا شرک اور دوسرا موحّد تھا، پہلے کے دو باغ تھے، جن سے ہر سال پورا پورا غلہ اور پھل آتا تھا اور اس میں کبھی بھی نقصان نہیں ہوا تھا، اس باغ کے علاوہ اس کے پاس اور بھی دولت کا بہت سا سامان تھا، مگر اس شخص میں درج ذیل

امراض بھی تھے:

(۱) تکبر

(۲) انکارِ توحید

(۳) انکارِ قیامت

(۴) اللہ کے ہاں کرم و معزز ہونے کا گمان، یعنی ان لوگوں کا گمان یہ تھا کہ جیسے دنیا میں عیش و عشرت کے ساتھ رہے ہیں، ویسے ہی اگر آخرت قائم ہوئی بھی، تو وہاں بھی ایسے ہی عیش و عشرت میں رہیں گے۔
اس کے موحد بھائی نے اسے بہت نصیحت کی اور بہت سمجھایا کہ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھراؤ، مگر وہ اپنے تکبر اور غرور پر اصرار کرتا رہا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جن بانگوں پر وہ بہت اتراتا تھا، وہ دونوں عذاب کی نذر ہو گئے۔

تو یہاں اس قصے میں دنیا والوں کے لئے یہ نصیحت ہے کہ یہ دولت دنیا میں بھی عذاب کا سبب بن سکتی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں دنیا کی بے ثباتی کو باغ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے۔ نیز یہاں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو دو طرح سے نصیحت فرمائی ہے:

(۱) یہ دنیا چیز کیا ہے جس پر تم اس قدر غرور کرتے ہو! یہ تو حقیر بھی ہے اور بہت تھوڑی بھی۔

(۲) یہ مال و دولت آخرت میں موجب عذاب ہیں۔ (۴۹-۴۵ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اس رکوع میں جنات کے متصرف فی الامور ہونے کے عقیدے کی نفی کی گئی ہے۔

جنات کے حوالے سے یہ سوال تھا کہ یہ بھی متصرف فی الامور ہوتے ہیں، جواب دیا گیا کہ یہ تو تمہارا اذلی دشمن ہے، پھر بھلا اسے متصرف فی الامور کیوں مانتے ہو؟ دوسری بات یہ ہے کہ ان جنات کو تو تکوینی نظام میں بالکل بھی دخل نہیں اور نہ ہی کوئی کام ان کے سپرد کیا گیا ہے، پھر کیوں انہیں

تم لوگ معبود مانتے ہو؟ (آیت نمبر ۵۰-۵۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ شرک پر اصرار کرنے والے اور قرآن کریم سے اعراض کرنے والے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکتے، اگر اعمال پر نظر کی جائے تو اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ فورا عذاب نازل کر دیا جائے، مگر اللہ تعالیٰ نے مہلت دے رکھی ہے، تاکہ انسان سدھر جائے۔ (آیت نمبر ۵۴-۵۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۹

اس رکوع میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت خضر (علیہ السلام) کا تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تحصیل علم کے لئے حضرت خضر (علیہ السلام) کے پاس گئے، اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر کو تکوینی علم عطا فرمایا تھا جبکہ موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس تشریعی علم تھا، موسیٰ (علیہ السلام) کو اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ حضرت خضر سے تکوینی علم سیکھیں، موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے ساتھ ایک جوان حضرت یوشع (علیہ السلام) کو لیا جو اس وقت نبی نہ تھے، ایک طویل اور جہد مسلسل کے بعد مجمع البحرین کے مقام پر پہنچے اور وہاں حضرت خضر سے ملاقات ہوئی، ان کے سامنے اپنے آنے کا مدعا بیان فرمایا انہوں نے تحصیل علم کے لئے ایک سخت کڑی شرط رکھی کہ میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کسی قسم کا سوال نہ کرنا جب تک میں خود حقیقت حال نہ بتا دوں، موسیٰ (علیہ السلام) نے شرط تسلیم فرمائی چنانچہ اس کے بعد دونوں نے سفر جاری فرمایا، ایک کشتی پر سوار ہوئے کشتی والوں نے کرایہ بھی نہ لیا مگر حضرت خضر نے کشتی کو عیب دار کر دیا، موسیٰ (علیہ السلام) بول پڑے کہ آپ کشتی توڑ کر سواروں کو ڈبونا چاہتے ہیں؟ حضرت خضر کی تنبیہ پر پھر معذرت کی۔ پھر آگے چلے چند بچے کھیل رہے تھے، حضرت خضر نے ایک بچے کو مار ڈالا، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے پھر رہا نہ گیا چونکہ علم تشریعی کے مطابق یہ کام ناجائز تھا اس لئے خاموش نہ رہ سکے، پھر حضرت خضر نے سخت تنبیہ فرمائی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے پھر آخری مہلت مانگی، آگے ایک دیوار گرنے والی تھی، اس کو مرمّت کر دیا، وہاں کے رہنے والوں انہوائی بے مروت قسم کے لوگ تھے، مانگتے پر بھی کھانا نہ دیا اس لئے موسیٰ (علیہ السلام) نے دیوار کی اصلاح پر حضرت خضر سے کہا کہ آپ ان سے اجرت ہی لے لیتے۔

پارہ نمبر ۱۶

خلاصہ رکوع نمبر ۱

کشتی کو عیب دار کرنے، بچے کو قتل کرنے اور دیوار کی اصلاح کرنے کی حکمت

اس رکوع میں ان اسباب کو ذکر کیا گیا ہے، جن کے پیش نظر حضرت خضر (علیہ السلام) نے کشتی کو عیب دار کیا، بچے کو قتل کیا اور دیوار کو مرمت کیا۔

(۱) حضرت خضر (علیہ السلام) نے کشتی کو توڑنے کی وجہ یہ بیان کی کہ آگے ایک بادشاہ ہے جو صحیح سالم کشتی کو چھین لیتا ہے، اس لئے میں نے اس کو عیب دار بنا کر مالکان کشتی پر احسان کیا ہے۔

(۲) لڑکے کو قتل کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ اس نے بڑے ہو کر نافرمان بنا تھا، کفر میں مبتلا ہو کر والدین کے لئے فتنہ بنے گا اور اس کی محبت میں اس کے والدین بھی اللہ کے نافرمان بن جاتے اور ایمان خطرے میں پڑ جاتا۔

(۳) دیوار اس لئے درست کی، کیونکہ اس کے نیچے دو یتیم بچوں کا خزانہ دفن تھا، اگر دیوار گر جاتی تو خزانہ دب جاتا، ان بچوں کا والد نیک صالح آدمی تھا، اس کی نیکی کی رعایت کرتے ہوئے خزانہ نے کو بچایا گیا۔

اور پھر بتایا ”وما فعلتہ عن امری“ کہ یہ سب میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا، بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

قصہ ذوالقرنین

یہاں ذوالقرنین کے واقعہ کا بیان ہے، ذوالقرنین نے مشرق و مغرب کے علاقوں کو فتح کیا اور اسلامی حکومت قائم کی غرض پوری دنیا کی حکمرانی اللہ نے عطا کی، مگر اس کے باوجود بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہوئے۔

انسدادِ فتنہ حکومت کی ذمہ داری ہے

ذوالقرنین کے اہم کارناموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انھوں نے انتہائی شہاک و ہمت گروہوں یا جوج ماجوج کو ایک گھاٹی میں رہتی دنیا تک محصور کر دیا، اس عظیم کارنامے میں انھوں نے عوام سے صرف رضا کارانہ طور پر جانی تعاون کی تو درخواست کی، لیکن کسی قسم کا مالی تعاون نہ لیا، قریب قیامت میں اس گھاٹی کی دیوار جس کو بند کے طور پر تعمیر کیا گیا وہ ٹوٹ جائے گی اور اس فتنہ پر و قوم کا خروج ہوگا، اس دیوار محل وقوع اللہ ہی کو معلوم ہے، کسی جگہ کی تعین نہیں کی جاسکتی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

کافروں کے اعمال

اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ کافروں کے اعمال قیامت کے دن بیکار ثابت ہو گئے اور ان کے لیے کوئی ترازو قائم نہ ہوگی، بلکہ بغیر حساب و کتاب جہنم میں بھیج دیئے جائیں گے اور اہل ایمان کے لئے اللہ تعالیٰ خود جنت میں میز بان ہوگا۔

سورہ مریم

ما قبل سے ربط

سورہ کہف میں چار شبہات کا ازالہ کیا گیا تھا، جو شبہات باقی رہ گئے تھے، ان کا جواب سورہ مریم میں دیا گیا، کو یہ سورہ مریم سورہ کہف کے لئے تتمہ ہے۔

خلاصہ سورت

سورہ مریم مضمون کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے، پہلا حصہ سورت کی ابتداء سے رکوع نمبر ۴ کے آخر ”**هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا**“ تک ہے، اس حصے میں انبیاء کرام علیہم السلام، حضرت ابراہیمؑ کی مریم اور ملائکہ سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے اور دوسرا حصہ رکوع نمبر ۵ سے لے کر سورت کے اختتام تک ہے اور اس حصے میں تحویفات، زجرات، ہشاموں اور آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

حضرت زکریاؑ کی اولاد کے لئے دعا

حضرت زکریاؑ نے اللہ تعالیٰ سے اولاد مانگی اور دعائیں آداب کلموں پر رکھا، تو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا فرمایا۔

آداب دعا

وہ آداب جن کو حضرت زکریاؑ نے ملحوظ رکھا درج ذیل ہیں:

- (۱) آہستہ آواز سے پکارا۔
- (۲) اپنی بے بسی اور کمزوری کا اظہار کیا۔
- (۳) اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے۔
- (۴) اولاد کو خدمتِ دین پر مامور کرنے کا عزم کیا۔

شرف قبولیت

اللہ نے فقید المآل بیٹے کی بشارت دی جو ان صفات کا حامل تھا:

- (۱) نام اللہ نے خود رکھا۔
- (۲) بچپن ہی سے نبوت عطاء کی گئی۔
- (۳) انتہائی نرم دل
- (۴) انتہائی پاک باز
- (۵) تقویٰ دار
- (۶) والدین کا فرمانبردار
- (۷) پیدائش سے لیکر موت تک سلامتی والا
- (۸) قیامت کے دن بھی سلامتی ہوگی۔

اس واقعہ میں بڑا سبق یہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی طرح آداب کی رعایت رکھتے ہوئے دعا مانگو، اللہ ایسا ہی نیک اور فرمانبردار بیٹا عطا فرمائے گا۔

رکوع نمبر ۵

حضرت مریم کا تعارف

حضرت مریم حضرت زکریا ؑ کی اہلیہ کی بھانجی تھیں، والدہ فوت ہو گئیں، تو اپنی خالہ کے پاس رہنے لگیں اور حضرت زکریا ؑ نے ان کی تربیت فرمائی۔

اللہ کی قدرت

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو بغیر شادی کے ایک لڑکا عطا فرمایا جن کا نام عیسیٰ روح اللہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی نبوت سے سرفراز فرمایا۔

پیدائش کے وقت حضرت عیسیٰ ؑ کی تقریر

جب قوم کے لوگوں نے تہمت باندھی تو حضرت عیسیٰ ؑ (جو کہ اپنی والدہ کی کوہ میں تھے) بول پڑے اور قوم کے لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبوت عطا فرمائی اور بابرکت بنایا اور نمازو زکوٰۃ کا حکم دیا اور والدہ کا فرمانبردار بنایا۔“

اس واقعہ میں نصاریٰ کے عقیدے کا رو ہے کہ حضرت مریم جو نکالیف و مصائب کا شکار رہیں، جن کو حضرت زکریا ؑ کی تربیت کی ضرورت پڑی اور حضرت عیسیٰ ؑ جو معجزانہ طور پر پیدا ہوئے، یہ دونوں کیسے الہ ہو سکتے ہیں؟

خلاصہ رکوع نمبر ۶

حضرت ابراہیم ؑ کی تبلیغ

حضرت ابراہیم ؑ نے تبلیغ کا آغاز اپنے گھر سے کیا، والد کفر پر تھے، لیکن بھرپور آداب کی رعایت رکھتے ہوئے ان کو حید کی دعوت دی، فرمایا:

”اے میرے ابا جان! یہ بت نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ نفع و نقصان کے مالک ہیں، پھر

بھلا آپ کیوں ان کی پوجا کرتے ہیں؟

میرے ابا جان! میرے پاس وحی الہی کا علم ہے، میری بات تو سن لیں، میں آپ کی سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں گا۔

میرے ابا جان! شیطان کی پیروی تو نہ کریں، وہ اللہ کا نافرمان ہے۔

میرے ابا جان! مجھے خطرہ ہے کہ کہیں اللہ کا عذاب نہ آپہنچے، پھر آپ شیطان کے ہمنا نہ بن جائیں۔“

والد نے ان تمام باتوں کو سن کر جان سے مارنے کی دھمکی دے دی، حضرت ابراہیم ؑ نے پھر بھی بہترین جواب دیا کہ آپ کی سلامتی کے لئے دعا گو رہوں گا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے استغفار کروں گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

انبیاء کرام اور ان کی اقوام کا تذکرہ

اس رکوع میں حضرت موسیٰ ؑ، حضرت ہارون ؑ، حضرت اسماعیل ؑ، حضرت ادریس ؑ، حضرت یعقوب ؑ، اور حضرت نوح ؑ کی بتوتوں اور رسالتوں کا بیان ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان حضرات کی اقوام میں بعض نے احکام الہی کو پامال کیا جس کے نتیجے میں جہنم کے مستحق قرار پائے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۸

بحث بعد الموت

اس رکوع میں انسان کی بری سوچ کی تردید کی گئی کہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ مرنے کے بعد کیسے زندہ کیا جائے گا؟ کیا اس کو معلوم نہیں کہ پہلی مرتبہ اس کو اللہ نے پیدا کیا؟ پھر قسم کھا کر فرمایا کہ ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور پل صراط قائم ہوگا اور اہل ایمان کو نجات ملے گی اور عزت و شرافت کا اس دن پتہ چلے گا؟

خلاصہ رکوع نمبر ۹

کافروں پر شیطان مسلط ہوتا ہے

جو لوگ کفر کرتے ہیں، ان پر شیطان مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو ان کو کفر مزین کر کے دکھاتے ہیں اور جب یہ لوگ اللہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں تو آسمان ٹوٹنے لگتا ہے اور زمین پھٹنے لگتی ہے، اور سن لو! قیامت کے دن سب کو اکیلے اکیلے رب کے پاس حاضر ہونا ہے، اور اہل ایمان کی محبت اللہ ہر دل میں ڈال دیتے ہیں۔

سورہ طہ

ما قبل سے ربط

سورہ کہف اور سورہ مریم میں توحید باری تعالیٰ سے متعلق جو شبہات تھے، ان کا ازالہ کیا گیا تھا، اب سورہ طہ میں کہا گیا ہے کہ اللہ کی وحدانیت کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اس راہ میں جو بھی مصائب آئیں، انہیں مردانہ اور برداشت کرو، جیسا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) توحید کی خاطر فرعون اور اس کی قوم کے ہاتھوں مصیبتیں اٹھائیں۔

خلاصہ سورت

خلاصہ یہ ہے کہ عقیدہ توحید کی خوب خوب تبلیغ کرو اور اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو اور مصائب کو برداشت کرو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

نزول قرآن کا مقصد

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن کے نزول کا مقصد نصیحت ہے اور یہ اس اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہ ظاہر و پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے، نیز حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور معجزوں کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۱

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان الہی

موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر ہے کہ انھوں نے اللہ سے شرح صدر اور نبوت کے معاملات میں آسانی کی دعائیں کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان الہی کا تذکرہ ہے کہ اللہ نے فرعون کے گھر میں پالا اور پھر نبوت عطا فرمائی اور فرعون کے ہر شر و فتنے سے محفوظ رکھا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۲

ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی مٹی سے تخلیق اور پھر اسی میں لوٹایا جانا ہے اور دوبارہ اسی سے زندہ کیا جانا ذکر فرمایا ہے۔

جادو اور معجزہ

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادو گروں سے مقابلہ ذکر کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ معجزہ ایک مسلم حقیقت ہوتی ہے، جس میں چیز کی ماہیت و حقیقت بالکل ہی تبدیل ہو جاتی ہے اور جادو محض نظر بندی ہوتی ہے، حقیقت نہیں ہوتی۔

اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا جادو گروں کے تمام سانپوں کو ایک دم ہی نکل گیا، کیونکہ صورت حقیقت کے مقابلے میں کبھی نہیں جم سکتی، یہی وجہ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سانپ حقیقت بن کر سانپوں کی ظاہری شکلوں کو کھا گیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۳

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامیابی اور فرعون کی بربادی

اس رکوع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر صحیح سالم معجزانہ طور پر سمندر سے پار ہو گئے اور فرعون اسی سمندر کے پانی میں غرق ہوا، اس پانی کے متعلق وہ کہا کرتا تھا کہ موسیٰ تمہیں جنت کی نہروں کے وعدے دیتا ہے، یہ دیکھو مجھے یہ نہریں حاصل ہیں، جو میری مرضی سے

چلتی ہیں، مگر بالآخر اسی پانی میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے خیر کے اسباب پیدا ہوئے اور فرعون کے لئے بربادی کے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۴

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا کوہ طور کی طرف جانا

اس رکوع میں یہ بیان فرمایا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کی قوم کو جب آزادی ملی، تو اللہ نے کتاب دینے کے لیے طور پر بلایا، پیچھے حضرت ہارون (علیہ السلام) کو قوم پر امیر مقرر کیا، لیکن جب قوم کو فرصت ملی اور سختیاں فرعون والی ختم ہوئیں، تو گمراہی میں مبتلا ہو گئے، حضرت ہارون (علیہ السلام) نے ہر ممکن سمجھایا، مگر وہ مسلسل سرکشی میں مبتلا ہوتی چلی گئی اور ایک خود ساختہ پچھڑے کی پوجا پاٹ کرنا شروع کر دی، حضرت موسیٰ (علیہ السلام) جب واپس آئے، تو بے حد ناراض ہوئے اور ڈانٹ ڈپٹ کی، اس کے بعد اس پچھڑے کو نذر آتش کر دیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۵

قیامت کی منظر کشی

اس رکوع میں قیامت کے مناظر کو بیان کیا گیا کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور تمام زمین چٹیل میدان بن جائے گی، آج اللہ کے سامنے کسی کو دم مارنے کی جرات نہ ہوگی، جس کو اللہ چاہے گا اور جس کے لئے چاہے گا، سفارش کا حق دے گا، پھر فرمایا کہ اس قرآن میں ہم نے ہر قسم کی وعیدیں ذکر فرمائیں، تاکہ لوگ ڈرا اختیار کریں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۶

اس رکوع میں حضرت آدم (علیہ السلام) کی تخلیق اور سجود ملائکہ ہونے کو بیان فرمایا اور شیطان کی ابتدائی سرکشی اور عدوت انسانی کو ذکر کر کے دنیا میں آنے کا یہ مقصد بیان فرمایا کہ انسان اللہ کی بھیجی ہوئی ہر ہدایت پر عمل پیرا ہو۔

ہدایت سے اعراض کی سزا

جو آدمی ہدایت الہی سے اعراض کرے گا اس کی دنیاوی زندگی تھک کر دی جائے گی، سب کچھ ہوتے ہوئے بھی وہ پریشان رہے گا اور آخرت میں اندھا اٹھایا جائے گا، وہ پوچھے گا اللہ میں دنیا میں تو بیٹا تھا، یہاں مجھے ٹاپینا کیوں کر دیا؟ جواب ہوگا کہ ہمارے احکام سے تو نے روگردانی کی اس لئے یہ سزا دی گئی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۷

نبی اکرم ﷺ کو تسلی

اس رکوع میں نبی ﷺ کے لئے تسلی کا بیان ہے کہ ان لوگوں کی سرکشی پر آپ صبر کریں، اگر ان کی موت کا اور عذاب کا ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو کب کے یہ ہلاک ہو چکے ہوتے۔

نماز کی پابندی

نیز حکم دیا گیا ہے کہ آپ خود بھی نماز کی پابندی کریں اور گھروالوں کو بھی پابند کیجئے، ہم آپ کو اس پر روزی دیں گے۔

پارہ نمبر ۱

سورہ انبیاء

ما قبل سے ربط

سورہ طہ میں بتایا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ پیغام دیا تھا کہ وہ قوم میں ”لا الہ الا انا فاعبدنی“ کی تبلیغ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور کارساز نہیں لہذا اسی کو پکاریں، اب سورہ انبیاء میں یہ بتایا گیا ہے کہ نہ صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي“ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاجت روا اور مشکل کشا نہیں لہذا اسی کو پکارو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) سورت کا دعویٰ: اس سورت میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی تمام باتوں کو جاننے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، لہذا وہی کارساز اور وہی تمام امور میں متصرف اور حاجت روا و مشکل کشا ہے، اس لئے تمام حاجات میں صرف اسی کو پکارو۔

(۲) مشرکین پر زجر: بشرکین پر زجر کی گئی ہے کہ حساب و کتاب کا وقت قریب ہے، جبکہ ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ غفلت میں پڑے ہیں۔ (آیت نمبر ۵، ۳۱)

(۳) مشرکین کا یہ مطالبہ تھا کہ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے معجزات ہمیں بھی دکھائے جائیں تب ہم ایمان قبول کریں گے ورنہ نہیں۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان قوموں نے اپنے پیغمبروں کے معجزات کو دیکھنے کے بعد بھی ایمان قبول نہیں کیا تھا اور جس کے نتیجے میں وہ لوگ ہلاک کر دیئے گئے تھے، اب اگر تم بھی ویسا ہی کرو گے، تو تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ گے، جبکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اس میں ہے کہ تم لوگوں کو پہلی امتوں کی طرح ہلاک نہ کرے۔

(۴) مشرکین کے اعتراضات کے جوابات:

- ۱۔ رسول بشر نہیں ہو سکتا؟ جواب دیا گیا کہ آپ ﷺ سے پہلے جتنے رسول بھی آئے، وہ سب کے سب بشر تھے، اب اگر آپ ﷺ بھی بشر ہیں، تو اس میں کیا حرج ہے؟
- ۲۔ رسول کھانا پیتا نہیں اور نہ ہی وہ بازاروں میں چلتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ رسول بھی بشری تقاضوں سے خالی نہیں، وہ کھانا پیتا بھی ہے اور ضرورت کے لئے بازار بھی جاتا ہے۔
- ۳۔ یہ تو دنیا میں زندہ رہے گا نہیں، بلکہ فوت ہو جائے گا، پھر بھلا یہ کیسے نبی ہو سکتا ہے؟ جواب دیا گیا کہ انبیاء بھی دیگر انسانوں کی طرح ہمیشہ کے لئے اس دنیا میں نہیں آئے۔ (۲۷ نمبر ۸۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں مشرکین کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں، جنہیں خلاصہ سورت کے تحت جز نمبر ۴ میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں مشرکین کے غلط عقائد کی تردید کی گئی ہے اور اس کے علاوہ دلائل بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

گذشتہ تاریخ سے سبق سیکھنا چاہئے

سب سے پہلے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے، تو گذشتہ امتوں کی تاریخ کی ورق گردانی کرو اور دیکھو کہ کتنی قومیں اسی انکار پر ہلاک کر دی گئیں۔ (۲۷ نمبر ۱۱)

توحید پر عقلی دلیل ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود چیزیں بیکار نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی دلیل ہیں۔

سنت الہیہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کو بیان فرمایا کہ ہم اسی طرح حق کو باطل پر پھینکتے ہیں اور پھر بالآخر باطل مغلوب ہو کر بھاگ نکلتا ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۲-۱۸)

دوسری دلیل نقلی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے، وہ سب کا سب تخلیق، تدبیر، ملک اور تصرف کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا ہے، جہاں اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے صبح و شام اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہیں، نہ ہی وہ ٹھکتے ہیں اور نہ ہی عاجز آتے ہیں اور نہ ہی کستی برستے ہیں۔ (آیت نمبر ۱۹، ۲۰)

الہ صرف ایک ہو سکتا ہے

اور پھر تیسری عقلی دلیل بیان کی گئی کہ اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود بھی ہوتا تو فساد پر پا ہو جاتا، کائنات کا نظام نہیں چل سکتا، جو ایک چاہے گا، دوسرا اس کے خلاف چاہے گا، ایک کا ارادہ پورا ہوگا تو دوسرے کا نہیں تو جس کا ارادہ پورا نہیں ہوگا وہ مغلوب ہو جائے گا اور وہ الہ بھی نہیں ہو سکتا۔ (آیت نمبر ۲۲)

مشرکین سے ان کے شرکیہ عقائد پر دلیل کا مطالبہ

اگلی آیات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کا بیان ہے اور شرک کی نفی کی گئی ہے، ان لوگوں کا گمان یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقربین کو اپنا نائب مقرر کرتا ہے اور اپنی کچھ صفات بھی انہیں دے دیتا ہے۔ اس کے جواب میں یہ بتایا گیا کہ قاعدہ یہ ہے کہ مدعا کے واسطے تین دلیلیں پیش کی جاتی ہیں: دلیل عقلی، دلیل نقلی اور وحی، جبکہ تم لوگوں کے پاس ان تینوں قسموں میں کوئی دلیل نہیں ہے، اگر ہے تو پھر پیش بھی کرو۔ (آیت نمبر ۲۳)

عقیدہ جزیئت اور اس کی تردید

اس کے بعد عقیدہ جزیئت کی نفی کی گئی ہے۔ عقیدہ جزیئت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کو (جیسا کہ یہود کا حضرت عزیر اور نصاریٰ کا حضرت عیسیٰ علیہما السلام) کے بارے میں عقیدہ تھا) یا بیٹیوں کو ثابت کرنا، جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔

یہاں سات طرح سے اس عقیدہ کی نفی کی گئی ہے۔

(۱) **سُبْحَانَہُ**، یعنی اللہ تعالیٰ تمام تابیوں سے پاک ہے۔

- (۲) جنہیں تم خدا کا بیٹا، یا بیٹیاں گردانتے ہو، یہ سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، کوئی الہ نہیں۔
- (۳) اسی معزز اور مقرب ہونے سے لوگوں نے انہیں اللہ کا جز مقرر کر دیا۔
- (۴) یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگے نہیں چلتے، بلکہ حکم کا انتظار کرتے ہیں، نہ مخالفت فعلی کرتے ہیں اور ہی قولی۔
- (۵) اللہ تعالیٰ کو غیب دان جانتے ہیں۔
- (۶) اور ادب کا حال یہ ہے کہ جس شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ پسند کرے گا، اسی کے حق میں سفارش کریں گے۔
- (۷) اللہ تعالیٰ کی معصیت سے ڈرتے والے ہیں۔ (آیت نمبر ۲۶-۲۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

دلائل توحید کا بیان

ابتداء میں عقیدہ توحید پر عقلی دلیلیں بیان ہوئیں، حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو عدم سے وجود بخشا اور زمین و آسمان کو کھولا، آسمان سے بارش برسا کر زمین سے نباتات کو اگایا۔ اور یہ نہ سمجھو کہ پانی صرف نباتات کے لئے ہے، بلکہ ہم نے ہر ذی روح کو پانی سے پیدا کیا ہے، زمین کو پہاڑوں کے ذریعے سکون اور قرار ہم نے بخشا ہے، آسمان کو گرنے اور ٹوٹنے سے ہم نے روکا ہے اور ہم ہی نے لیل و نہار اور شمس و قمر کو پیدا کیا ہے۔ اب کیا ان دلائل کو دیکھنے کے بعد بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے؟ (آیت نمبر ۳۰-۳۳)

مشرکین کے اعتراضات کا اعادہ اور جواب

اس کے بعد مشرکین کے گزشتہ اعتراض ثالث کا اعادہ کیا گیا ہے، ان لوگوں کا سوال یہ تھا کہ نبی اور موت میں منافات ہے، نبی پر موت نہیں آتی، جبکہ آپ (ﷺ) پر موت آئی ہے، اس لئے آپ نبی نہیں؟ جواب دیا گیا کہ ہم نے کسی بھی بشر کے لئے، خواہ وہ نبی یا رسول ہی کیوں نہ ہو، اس دنیا میں

ہمیشہ کے لئے رہنا مقدر نہیں کیا اور اگر تمہارا مقصد نبی کی موت سے دل کو ٹھنڈک پہنچانا ہے تو یا درکو موت تم سب کو بھی آتی ہے۔ (۲۷ نمبر ۳۲)

اور آخر میں یہ بتایا کہ ہر ایک نے مرنا ہے، البتہ ہم اس دنیا میں سب کو آزماتے ہیں، کسی کو فقر و فاقہ اور بیماریوں میں مبتلا کر کے اور کسی کو مال و دولت اور صحت و غنا عطا کر کے، تاکہ ہم دیکھیں کہ کون صبر اور شکر ادا کرتا ہے اور کون بے صبری اور ناشکری کا اظہار کرتا ہے۔

محل نزاع کی تعیین

اس کے بعد محل نزاع کو متعین کیا گیا ہے کہ یہی تو قابل اعتراض ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں، اسے گناہ تک خیال نہیں کرتے، جبکہ دوسروں کی باتوں کو گناہ خیال کرتے ہیں۔ (۲۷ نمبر ۳۱، ۳۲) آخر میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ جیسا ان لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ استہزاء کیا، آپ سے پہلے آنے والے انبیاء کے ساتھ بھی ان کی تو میں استہزاء کر چکی ہے اور باآخر یہ استہزاء کرنے والے تباہ کر دیئے جائیں گے، پس آپ ان کے استہزاء کی پرواہ نہ کریں۔ (۲۷ نمبر ۳۱، ۳۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں عقیدہ توحید پر دو دلیلیں پیش کی گئی ہیں:

(۱) دلیل عقلی: جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ مشرک اس قدر غافل ہیں، اتنا بھی نہیں سوچتے کہ دن اور رات کا نگہبان کون ہے؟ اللہ پاک، یا ان کے جھوٹے معبود؟ ان کی ہر کوشش کے باوجود اسلام کیوں پھیلتا جا رہا ہے؟ مگر یہ لوگ اس وقت تو نبی کی بات پر کان نہیں دھرتے، لیکن جب عذاب کی ہلکی سی بھی جھلک دیکھ لیں گے، تو چیخ پڑیں گے۔ (۲۷ نمبر ۳۲-۳۳)

(۲) دلیل نقلی: جس کا حاصل یہ ہے کہ اے لوگو! جس طرح ہم نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو آیات واضحہ عطا کیں اور انہوں نے مسئلہ توحید کو بیان کیا، اسی طرح آپ ﷺ کو بھی قرآن عطا کیا گیا ہے اور آپ ﷺ بھی مسئلہ توحید بیان کر رہے ہیں، اس لئے عقیدہ توحید کو مان لو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

حضرت ابراہیم ؑ کی اپنی قوم کو دعوت

اس رکوع میں ایک اور دلیل نقلی پیش کی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم ؑ نے بھی اپنی قوم کو اسی بات کی دعوت دی کہ غائبانہ حاجات میں ان مورتیوں کو مت پکارو، بلکہ اس معبود حقیقی کو پکارو، جو زمین و آسمان کا خالق ہے، مگر قوم نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر یہ مورتیاں معبود نہ ہوتیں، تو ہمارے آباء ان کی عبادت نہ کرتے۔

جواب دیا گیا کہ وہ لوگ بھی گمراہی میں تھے اور اب تم لوگ بھی گمراہی میں ہو۔ (آیت نمبر

۵۸-۵۱)

حضرت ابراہیم ؑ کا بتوں کو توڑنا

واقعہ یہ ہوا کہ ایک دن موقعہ پا کر حضرت ابراہیم ؑ نے ان کے بتوں کو توڑ ڈالا اور آخر میں کلہاڑی ان کے بڑے بت کے کندھے پر لٹکا دی، جب پوچھا تو چھ ہوئی، تو حضرت ابراہیم ؑ کو ملزم ٹھرایا گیا، چنانچہ گرفتار کر لئے گئے، اور جب آپ سے پوچھا گیا کہ ہمارے ان معبودوں کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ تو جواب ارشاد فرمایا کہ اپنے ان معبودوں ہی سے پوچھو کہ ان کا ایسا حشر کس نے کیا؟ یعنی اب تمہارے عقیدے کے مطابق تمہارے یہ بت صرف تمہارا قبلہ ہیں، اصل ان کی ارواح ہیں، پس جاؤ اور ان کی ارواح سے پوچھو، یا پھر اس بڑے بت سے پوچھو جس کے کندھے پر کلہاڑی لٹک رہی ہے۔

یہ حضرت ابراہیم ؑ کی طرف سے الزام تھا، ورنہ حضرت ابراہیم ؑ انکا نہیں فرما رہے تھے، حق کہنے والا اپنا جرم نہیں چھپاتا، بلکہ بھرے مجمع میں اقرار کرتا ہے۔ یہ جواب سن کر قوم کو اپنے معبودان کی عاجزی ظاہر ہونے پر شرمندگی ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ یہ بول نہیں سکتے، تو حضرت ابراہیم ؑ نے جواب دیا کہ پھر کیوں ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ نفع دے سکتے ہیں اور نقصان کا ازالہ کر سکتے، اور کر بھی کیسے سکتے ہیں، یہ تو خود اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں؟ کیا تم لوگوں میں اتنی بھی عقل نہیں؟ اس پر قوم غضبناک ہوئی اور آپ کو آگ میں ڈال دیا گیا،

مگر اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو ٹھنڈک بنا دیا۔

نیز ان آیات کا تعلق ”**اهذا الذي يذكركم**“ کے ساتھ ہے کہ اے ظالمو! تم کہتے ہو کہ یہ محمد (ﷺ) تمہارے معبودوں کو برا کہتا ہے۔ آؤ، تم اگر ایمان بھی ہو تو دیکھ لو ابراہیم علیہ السلام نے ان بتوں کے ساتھ کیا کیا۔ (۲۷ نمبر ۵۹-۷۰)

اور آخر میں ایک اور دلیل نقلی پیش کی گئی کہ ہم نے حضرت لوط علیہ السلام کو بھی اسی طرح آیات عطا فرمائی تھیں، مگر قوم نہ مانی تو بالآخر گرفتار عذاب ہوئی۔ (۲۷ نمبر ۷۴، ۷۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں کئی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہے، جن کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی اپنی حاجات اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے، پھر تم لوگوں نے بھلا یہ غیر اللہ کو پکارنا کہاں سے سیکھا؟

کلمات خاصہ حضرت داؤد علیہ السلام

(۱) انتہائی خوبصورت آواز

(۲) جب آپ تلاوت کرتے، یا تسبیح پڑھتے تو تمام چمندر پرند اور پہاڑ بھی آپ کیساتھ تلاوت اور تسبیحات پڑھتے۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے لوہے کو موم بنا دیا تھا۔

کلمات خاصہ حضرت سلیمان علیہ السلام

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا تھا۔

(۲) اسی طرح جنات کو بھی آپ کے لئے مسخر کر دیا تھا۔

(۳) پرندوں کی بولی کی سمجھ بھی آپ کو عطا کی گئی تھی۔

(۴) فیصلہ کرنے کی بہت اعلیٰ قوت عطا فرمائی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اعمال کی قبولیت کے لئے ایمان شرط ہے

اس رکوع کی ابتداء میں بتایا گیا ہے کہ اعمال کی قبولیت کے لئے ایمان کا ہونا شرط ہے۔

یا جوج ماجوج کا تعارف

اس کے بعد یا جوج ماجوج کو کھولے جانے کا بیان ہے۔ یا جوج ماجوج دو قومیں ہیں اور دونوں ہی کافر قومیں ہیں اور دجال کے قتل کے بعد ان قوموں کا خروج ہوگا، یہ لوگ پوری کائنات کو ختم کر دیں گے، جس جگہ سے بھی گزریں گے، اسے ویران کر دیں گے، جس پانی پر سے ان کا گزر ہوگا، اسے ختم کر دیں گے، یہاں تک کہ بعد میں آنے والے یہ سمجھیں گے کہ یہاں کبھی پانی تھا ہی نہیں، پوری کائنات کو ختم کرنے کے بعد یہ لوگ آسمان کی طرف تیر پھٹکیں گے، یہ تیر واپسی میں خون آلود ہوں گے اور یہ سمجھیں گے کہ ہم نے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو بھی قتل کر دیا ہے، پھر ایک وبا ان میں پھیل جائے گی، جس سے ان کی گردنوں میں پھوڑے نکل آئیں گے اور بالآخر یہ لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ یہ دور مسلمانوں پر انتہائی سخت دور ہوگا۔ (آیت نمبر ۹۶)

اس کے بعد قیامت کا بیان ہے کہ بروز قیامت ان کے مجبور و ان باطلہ کو جہنم میں ڈالا جائے گا، بجز انبیاء کرام علیہم السلام کے، کیونکہ ان کے بارے میں بالکل واضح ہے کہ یہ لوگ سب سے اونچے مقام پر فائز ہوں گے۔

امت محمدیہ اور زمین کی خلافت

اس کے بعد یہ پیشین گوئی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر اہل حق خلافت کریں گے، جب ساری امتیں ناکام ہو جائیں گی، تب امت محمدیہ اس نظام کو چلائے گی اور زمین کی وارث ہوگی، لیکن شرط یہ ہے کہ بندے میرے ہوں اور صالح ہوں۔ (آیت نمبر ۱۰۵)

آپ ﷺ دونوں جہانوں کے لئے رحمت ہیں

نیز اس رکوع میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو ایمان کی اور توحید کی دعوت دی، لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی، تو آپ اس وجہ سے لوگوں کے لئے رحمت ہیں اور اس جہان میں کافر عمومی عذابوں سے بچائے گئے، جیسا کہ سابقہ امتیں اس کا شکار ہوتی رہیں، تو اس طرح آپ کافروں کے لئے بھی رحمت ہیں۔ (۲۷ نمبر ۱۰)

سورہ حج خلاصہ رکوع نمبر ۱

قیامت کی ہولناکی

اس رکوع میں قیامت کا اثبات اور اس کی ہولناکی کا تذکرہ ہے کہ قیامت کی شدت کا عالم یہ ہوگا کہ جو جو عورتیں اپنے بچوں کو دودھ پلا رہی ہوں گی تو وہ دودھ پلانا بھول جائیں گی اور اسی طرح حاملہ عورتوں کو وضع حمل ہو جائے گا اور ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ (۲۷ نمبر ۲)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ

نیز یہ بتایا گیا ہے کہ اگر تم لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے کے بارے میں شک میں ہو تو اپنی تخلیق کے مختلف ادوار میں غور کرو کہ تمہیں ابتداء مٹی سے پیدا کیا گیا، پھر ایک مدت کے بعد اس مٹی کو نطفے سے بدلا، پھر اس نطفے کو جما ہوا خون کا لوتھرا بنایا اور پھر اس سے گوشت کی تخلیق کی گئی، پھر ایک مدت تک تمہیں تمہاری مادوں کے پیٹ میں رکھا، اور جب تمہاری تخلیق مکمل ہو گئی تو تمہیں نومولود بچے کی صورت میں اس دنیا میں نکالا تو ذرا غور کر کے بتاؤ کہ جو اس قدر ادوار لا سکتا ہے تو مرنے کے بعد اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کونسا مشکل کام ہے؟ (۲۷ نمبر ۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

مایوسی کفر ہے

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مایوسی اور ناامیدی گناہ بھی ہے اور عقاب کا سبب

بھی اور جو لوگ ناامید ہوتے ہیں، ایسے لوگوں سے خطاب ہے کہ یہ لوگ اپنے دلوں کو ٹھرانے کے لئے یہ صورت قیاس کر لیں کہ جیسے کوئی شخص اونچی رسی سے لٹک رہا ہو، اب اگر چہ وہ اوپر نہیں چڑھ سکتا، مگر توقع رکھتا ہے کہ رسی اوپر کو کھینچے اور یہ اوپر چڑھ جائے، لیکن اگر رسی ہی کو کاٹ دے، تو پھر اوپر چڑھنے کی کیا توقع رہی؟ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، بلکہ یہ گناہ اور کفر ہے۔

اس کے بعد مزید تین امور کا تذکرہ ہے۔

(۱) قیامت والے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں میں فیصلہ فرمائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے اعمال سے باخبر ہے۔

(۲) تو حید پر عقلی دلیل کہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اور اسی کو سجدہ کرتی ہے۔

(۳) یہ شرک اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل نہیں، جبکہ تمام دلائل تو حید پر قائم ہیں۔ (تمت نمبر ۱۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں اہل ایمان کے لئے انعام جنت اور مساجد سے روکنے والوں کے لئے سزا کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

بیت اللہ کی پہلی اینٹ تو حید کی تھی

یہاں اس سورت کا دوسرا حصہ شروع ہو رہا ہے جس میں شرک فعلی کی نفی کا مفصل ذکر ہے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا اور سب سے پہلی اینٹ جو بیت اللہ کی تعمیر میں لگائی گئی، وہ تو حید کی تھی، کیونکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور پھر بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حج بیت اللہ کا حکم دیا۔

حج سے متعلق چند احکام

اور حج سے متعلق درج ذیل احکام بیان فرمائے:

(۱) حج کی تاریخوں (۱۰ سے ۱۲ ذی الحجہ) میں اللہ تعالیٰ کا خوب خوب ذکر کرو۔

(۲) اللہ کے نام کی قربانی کرو۔

(۳) قربانی کے بعد اپنی میل کچیل دور کرو۔

(۴) بیت اللہ کا طواف کرو۔

(۵) احرام کی حالت میں شکار نہ کرو۔ (۲۹-۲۶ نمبر)

اس کے بعد شعائر اللہ میں سے قربانی کا بیان ہے اور اس کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور نیازات غیر

اللہ سے مکمل اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ (۳۲-۳۰ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

فلسفہ قربانی

اس رکوع کا حاصل یہ ہے کہ قربانی اللہ تعالیٰ کے طے کردہ قوانین کے مطابق دینی پڑے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا اصل فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا تقویٰ اور اخلاص قابل قبول ہے، تمہارے جانوروں کا گوشت اور ان کا خون نہیں، اس لئے اپنے اندر اخلاص پیدا کرو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ جیسے قربانی شعائر اللہ میں سے ہے، ایسے ہی راہ جہاد میں جان قربان کرنا بھی شعائر اللہ میں سے ہے اور اس جہاد کا نتیجہ خلافت کبریٰ ہے۔

احکام جہاد اور احکام حج میں مناسبت

یہاں اس رکوع میں جہاد کے احکام کو بیان کیا اور گزشتہ رکوع میں حج کے احکام کا بیان تھا۔ دونوں میں ربط یہ ہے کہ اگر بیت اللہ کو شرک اور مشرکوں سے پاک کرنا چاہتے ہو تو پھر جہاد کرنا پڑے گا۔ دوسرا ربط یہ ہے کہ پہلے جانور کی قربانی کا حکم تھا اور اب اپنی قیمتی جانوں کی قربانی کا حکم ہے۔

حکم جہاد اور اس کی مشروعیت

اس رکوع کی پہلی آیت مدنی ہے اور اس میں تمام مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیا گیا ہے اور ساتھ

ساتھ جہاد کی مشروعیت کی حکمت بھی بتادی اور وہ حکمت یہ ہے کہ اگر جہاد نہ ہوتا، تو نہ مساجد قائم رہتیں اور نہ کلیسا قائم رہتے اور نہ ہی یہ معبد خانے باقی رہتے، مگر یہ جہاد کی برکت ہے کہ آج مساجد اور مدارس دینیہ قائم ہیں اور دین کا پرچار کر رہے ہیں۔ (۲۰، ۳۹ نمبر)

خلفاء راشدین کی فضیلت

آیت نمبر ۴۱ سے متعلق مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت خلفائے راشدین کی حقانیت پر دلالت کرتی ہے۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو جن کی اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے، اگر زمین کی خلافت بھی دے دے تو بھی یہ لوگ راہ حق سے ذرا بھی انحراف نہ کریں۔

اور پھر آخر میں پہلی امتوں کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی تکذیب کی، تو حید و رسالت کا انکار کیا، انبیاء کے ساتھ استہزاء کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا، ایسے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ (۲۱، ۳۶ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

کفار ہمیشہ شبہات میں مبتلا رہیں گے

اس رکوع کا حاصل یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ حق کی آواز اٹھاتے ہیں، تو شیطان مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے اور نزول قرآن کے زمانے میں مشرکین کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل کر کے ان شبہات کو دور کر دیا، مگر یہ کفار اس وقت تک انہی شکوک و شبہات میں مبتلا رہیں گے، جب تک قیامت قائم نہ ہو جائے، یا پھر بدرجیسے المناک اور شدید عذاب میں مبتلا نہ کئے جائیں، تب اس وقت ان کے تمام شبہات دور ہو جائیں گے اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ مسئلہ تو حید حق ہے اور آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، مگر اس وقت ایمان فائدہ مند نہیں ہوگا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۸

ہجرت کا حکم

جہاد کے حکم کے بعد اب ہجرت کا حکم دیا جا رہا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ جن مسلمانوں نے اللہ

تعالیٰ کے لئے ہجرت کی، اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہے، انہیں بہترین رزق عطا کرے گا اور بہترین جگہ عطا کرے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۹

رکوع کی ابتداء میں سورت کے پہلے مضمون پر مزید دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں۔ پہلی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ پوری کائنات کو اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کے لئے مسخر کیا ہے۔ دوسری دلیل کا حاصل یہ ہے کہ موت و حیات دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ دونوں دلیلیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہیں۔ (آیت نمبر ۶۵، ۶۶)

ان دو دلیلوں کے بعد سورت کے دوسرے دعوے کو بیان کیا گیا ہے اور نبی کریم ﷺ حکم دیا گیا ہے کہ جب معاملہ واضح ہو چکا ہے اور تمام دلائل اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں تو پھر اللہ کی وحدانیت میں جھگڑا کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ پس آپ ان کو بدستور حق کی طرف دعوت دیتے رہیں، اور اگر یہ لوگ خواجہ جھگڑا کریں بھی تو آپ ان سے اعراض کریں اور معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیں۔

اور پھر آخر میں شرکین پر زجر کا بیان ہے کہ ان لوگوں کے لئے آگ کا عذاب تیار ہے۔ (آیت نمبر ۷۲، ۷۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

عجز معبودان باطلہ

رکوع کی ابتداء میں ایک مثال پیش کر کے شرکین کے معبودان باطلہ کے عجز کا اظہار کیا گیا ہے کہ ان کے معبودوں کا حال یہ ہے کہ سب مل کر بھی ایک مکھی تک پیدا نہیں کر سکتے، اور پھر پیدا کرنا تو دور کی بات ہے، یہ تو اتنے عاجز ہیں کہ اگر مکھی ان سے کچھ اچک بھی لے، تو یہ اس مکھی سے کچھ نہیں چڑا سکتے، مگر یہ لوگ ہیں کہ کچھ نہیں سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کو پکار کر اللہ تعالیٰ کی ناقدری کرتے ہیں۔ (آیت نمبر ۷۴، ۷۵)

اور پھر ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ اگر چہ فرشتے اور انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے

برگزیدہ ہیں، مگر معبود نہیں ہیں، معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (۲۷ نمبر ۷)

اس کے بعد سورت کے دونوں مضمونوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تمام عبادات میں صرف ایک اللہ کو پکارو اور دین اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔

پارہ نمبر ۱۸

سورہ مومنون

خلاصہ سورت

یہ سورت دلائل کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے، پہلا حصہ ابتداء سے لے کر ”اذا ہم فیہ مبلسون“ رکوع نمبر ۴ تک ہے اور دوسرا حصہ رکوع نمبر ۵ کی ابتداء سے آخر سورت تک ہے۔ پہلے حصہ میں عذاب الہی کو دور کرنے کے لئے امور اصلاحیہ کا تذکرہ ہے اور دوسرے حصہ میں شرک اعتقادی کی نفی پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں درج ذیل دو امور مذکور ہیں:

امراول

کامیاب مسلمان کی صفات

- (۱) نماز خشوع اختیار کرنا
- (۲) لغویات سے بچنا
- (۳) اموال کی زکوٰۃ ادا کرنا اور تزکیہ نفس کرنا
- (۴) شرمگاہوں کی حفاظت کرنا
- (۵) امانتوں کی پاسداری کرنا
- (۶) وعدوں کو پورا کرنا
- (۷) نمازوں کی حفاظت کرنا

یہی لوگ درحقیقت جنت کے وارث ہیں۔ (آیت نمبر ۹-۱۰)

امردوم

تصرفات کی نفی پر ۴ دلائل ذکر کئے گئے ہیں، یعنی کائنات میں تمام تصرفات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(۱) انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل اور مکمل ادوار کا بیان ہے۔

(۲) آسمانوں کی تخلیق کا بیان ہے۔

(۳) آسمان سے بارش برسانے، اس بارش کو چشموں کی صورت دینے اور پھر نباتات کے اگانے کا بیان ہے۔

(۴) حیوانات کی تخلیق کا اور ان سے حاصل ہونے والے منافع کا بیان ہے، یہ چاروں عقلی دلائل ہیں جو بھی ذرا غور کرے اس کو سمجھ آجائے کہ جب ان تمام چیزوں میں متصرف صرف اللہ ہی ہے تو عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ (۲۱-۱۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۳۲

ان دونوں رکوعوں میں درج ذیل دلائل تقلید کا بیان ہے:

(۱) حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کو ان کی نافرمانیوں کے سبب ہلاک کیا گیا۔

(۲) حضرت ہود (علیہ السلام) کی قوم کو بھی ان کی نافرمانیوں کے سبب ہلاک کیا گیا۔

نیز حضرت ہود (علیہ السلام) کی قوم کے بے ہودہ اقوال کو بیان کیا گیا ہے، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) ہم اس شخص کی پیروی کیوں کریں، جو ہماری طرح کھانا پیتا ہے؟

(۲) اپنی قوم کے لوگوں سے کہتے پھرتے تھے کہ اگر کسی نے اس کی اتباع کی، تو وہ خسارے میں ہوگا۔

(۳) قیامت کے منکر تھے کہ یہ تو بہت ہی بعید بات ہے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

(۴) اپنی قوم سے کہتے کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے کہ معبود ایک ہے اور قیامت واقع ہوگی۔

(۳) تیسری دلیل نفی میں اجمالی طور پر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا بیان ہے کہ ہم نے لگاتار ان

کی طرف انبیاء بھیجے، مگر یہ لوگ اپنے انکار پر مصر رہے اور بالآخر اللہ کی رحمت سے دور کر دیئے گئے۔

(۴) حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی قوم کا تذکرہ ہے کہ جب انہوں نے انکار کیا اور انبیاء کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بھی ہلاک کر دیا۔ (۲۳-۵۰ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

امم سابقہ کا اجتماعی دین میں تفرقہ ڈالنا

ابتداءً شرک فعلی کی نفی کی گئی ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اقوام کو غیر اللہ کے نام کی نذر و نیازات کرنے اور کھانے سے منع فرمایا کرتے تھے اور سب کے سب انبیاء علیہم السلام کا یہی دین اسلام تھا، مگر لوگوں نے اس ایک اجتماعی دین میں تفریق ڈال دی اور اب ہر ایک اسی پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے اور اسی کو حق سمجھتا ہے۔ (۵۳-۵۴ نمبر)

مؤمنین کی صفات

اس کے بعد مؤمنوں کی چند صفات کا بیان ہے۔

(۱) ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت ہوتی ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔

(۳) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔

(۴) جس قدر ہو سکتا ہے، اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۵) نیک اعمال کرنے کے باوجود ان کے دلوں میں اعمال کے بارگاہ الہی میں قبول ہونے اور نہ ہونے کا خوف رہتا ہے۔

(۶) نیک کاموں میں جلدی کرتے ہیں۔

احکام شرعیہ پر عمل کرنا آسان ہے

ان صفات کو بیان کرنے کے بعد اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جن احکام کا پابند بنایا ہے وہ احکام سہل ہیں اور ان پر انسان کے لئے عمل کرنا بھی آسان ہے۔

ایمان سے روکنے والے امور کی تردید

اس کے بعد ان امور کا بیان ہے، جو ایمان لانے سے رکاوٹ بن رہے ہیں اور ان امور کی تردید کی گئی ہے۔

ایمان نہ لانے کی پہلی رکاوٹ: یہ لوگ کلام اللہ میں غور و فکر نہیں کرتے، اگر یہ لوگ اس میں غور و فکر کریں تو انہیں دین اسلام کی حقانیت کا علم ہو جائے۔

ایمان نہ لانے کی دوسری رکاوٹ: ان لوگوں کا باطل گمان یہ ہے کہ جو چیز یہ رسول بیان کرتا ہے، وہ ہمارے بڑوں کے پاس نہیں تھی، لہذا ہم اس کو نہیں مانیں گے، تو ان کا یہ گمان ہی سراسر غلط ہے کیونکہ نزول شرائع تو پہلے سے ہے، اس لئے اپنے بڑوں کا بہانہ کر کے شریعت حقہ سے انکار کرنا کفر ہے۔ یہ دو رکاوٹیں قرآن کریم سے متعلق تھیں۔

ایمان نہ لانے کی تیسری رکاوٹ: ایسا بھی نہیں کہ یہ لوگ آپ ﷺ کو پہچانتے نہ ہوں اور اسی وجہ سے ایمان نہ لاتے ہوں، کیونکہ یہ لوگ آپ ﷺ کی صدق و امانت سے بخوبی واقف ہیں۔

ایمان نہ لانے کی چوتھی رکاوٹ: یہ سمجھتے ہیں آپ ﷺ (نعوذ باللہ) مجنون ہیں، تو یہ بھی ان کا زعم باطل ہے کیونکہ آپ ﷺ اعلیٰ درجہ کے صائب الرائے ہیں۔

ایمان نہ لانے کی پانچویں رکاوٹ: ایسا بھی نہیں کہ آپ ان سے اجرت طلب کرتے ہوں، پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے؟

ایمان قبول نہ کرنے کی تین وجوہات

اس کے بعد ان کے ایمان نہ لانے کی تین وجوہات ذکر کیں۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ نبی تو حق کے کرایا ہے اور یہ لوگ حق کو پسند نہیں کرتے اس لئے ایمان نہیں لاتے، دوسری وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام ان کے پاس نصیحت لے کر آئے ہیں اور یہ لوگ نصیحت سے اعراض کرنے والے ہیں، اس لئے ایمان نہیں لاتے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام راہ حق کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور یہ لوگ اسی راہ کو بدلتا چاہتے ہیں اس لئے ایمان نہیں لاتے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

یہاں سے اس سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے، جس میں نفی شرک پر دلائل عقلیہ قائم کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ باوجود دلائل کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے، بلکہ انہیں اعتراض کرتے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں درج ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) **تخویفِ دنیوی:** اس میں خطاب اگرچہ آپ ﷺ کو ہے، مگر مقصد کافروں اور بے دین لوگوں کو ڈرانا ہے کہ عذاب سے قبل ایمان لے آؤ۔ (آیت نمبر ۹۳-۹۵)

(۲) **طریقہ تبلیغ:** کہ اے نبی! آپ کا طریقہ تبلیغ عذاب سے قبل ایسا ہونا چاہیے کہ تم اپنی ذات کے لئے بھی بدلہ نہ لو، بلکہ اسے میرے حوالے کر دو اور برائی کو اچھے طریقے سے ختم کرو۔ (آیت نمبر ۹۹-۱۰۰)

(۳) **قیامت کا مشاہدہ:** کرنے کے بعد یہ کافر نام ہوں گے اور اپنی بد اعمالیوں پر افسوس اور حسرت کا اظہار کریں گے، مگر اس وقت یہ سب بے سود ہوگا۔ (آیت نمبر ۱۰۱)

(۴) **تخویفِ اخروی:** جب دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا اور تمام لوگ مرجائیں گے، تو پھر میدانِ حشر میں نہ تو کسی کے کام نسب آئے گا اور نہ کسی سے اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا، کیونکہ اللہ

تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ (آیت نمبر ۱۰۲، ۱۰۳)

نیکو کار اور بدکار کے درمیان فرق

(۵) **قیامت والے دن نیکوں اور بدکاروں کے درمیان فرق کا تذکرہ ہے کہ نیکوں کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بدکرداروں کو ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔**

جہنم کی سختی کا بیان

(۶) کافروں کو دیئے جانے والے عذاب کی سختی کا بیان ہے کہ جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جلا کر رکھ کر دے گی اور یہ بد شکل ہوں گے۔ (آیت نمبر ۱۰۳-۱۰۸) **ترمذی شریف میں ایک روایت ہے کہ جہنمیوں کا اوپر والا ہونٹ**

سرتک اور نیچا والا ہونٹ سینے تک ہوگا۔ (أو كما قال عليه السلام)

اللہ تمام شرکاء سے پاک ہے

(۷) اللہ تعالیٰ ہی برحق بادشاہ ہے اور جنہیں یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے بری ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(۸) آخر میں آخرت کی تیاری کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۱۱۸)

سورہ نور

ما قبل سے ربط

سورہ مؤمنون میں یہ بات ثابت کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز نہیں، کوئی حاجت روا نہیں، لہذا صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو اور اسی کے نام کی نذر و نیاز دو، اب سورہ نور میں یہ مذکور ہوگا کہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ لوگ دعوت اسلام کو قبول کر لیتے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدنام کرنے کی کوشش کی، تاکہ مسلمانوں کا اعتماد خراب کیا جائے اور وہ بدظن ہو کر آپ کی اتباع چھوڑ دیں۔

خلاصہ سورت

اس سورت کے دو حصے ہیں، پہلا حصہ ابتداء سے لے کر رکوع نمبر ۷ ”لبس المصیر“ تک ہے اور دوسرا حصہ رکوع کی ابتداء ”یا ایہذا الذین امنوا لیستاذنکم“ سے لے کر آخر سورت تک ہے۔

پہلے حصہ میں درج ذیل مضامین ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقین اور مشرکین کی جانب سے لگائی جانے والی

جھوٹی تہمت سے اعلان برائت و طہارت کا اعلان کیا ہے۔

(۲) اصلاح معاشرہ سے متعلق چند قوانین بیان کئے گئے ہیں۔

(۳) دعویٰ توحید اور اس پر دلائل

دوسرے حصہ میں درج ذیل مضامین ہیں:

- (۱) اصلاح معاشرہ کے لئے تین قوانین
- (۲) مخلصین و منافقین کے اعمال کا تقابل
- (۳) آداب رسول اللہ ﷺ۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا

اس رکوع میں چار احکام بیان ہوئے ہیں:

- (۱) غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کو ۱۰۰، ۱۰۰ کوڑے مارے جائیں اور ساتھ ساتھ اس کی بھی تائید کی گئی ہے کہ ان کو سزا دیتے وقت ترس مت کھاؤ اور سزا کے وقت کچھ مؤمن بھی حاضر ہوں تاکہ سب کو عبرت ہو۔

زانی اور زانیہ صالح اور صالحہ کے لائق نہیں

(۲) زنا کی عادت بد میں مبتلا مرد و عورت اس لائق نہیں رہتے کہ وہ کسی پاک دامن مرد یا عورت سے ان کا تعلق ازواج قائم کیا جائے، ان کی ناپاک اور ذلیل طبیعت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی ایسے ہی بدکار مرد و عورت یا ان سے بھی بدتر کسی مشرک مرد و عورت سے ان کا تعلق قائم کیا جائے، ان کی عادت بد کا اقتضا تو یہی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض مصالح کی بناء پر ایسے بدکار اور نام نہاد مسلمان مرد و عورت کا مشرک و مشرکہ کے ساتھ نکاح ناجائز قرار دیا ہے، اسی طرح اگر کسی بدکار مسلمان مرد و عورت کا کسی پارسا عورت و مرد سے عقد ہو جائے، تو باطل قرار نہیں دیا۔ اس آیت سے زنا کی عادت شیعہ کی برائی اور قباحت کو واضح کرنا مقصود ہے۔

زنا کی تہمت لگانے والے کی سزا

- (۳) اگر کوئی مؤمن مرد یا مؤمنہ عورت پر زنا کی تہمت لگائے تو اس شخص سے چار گواہ طلب کرو، اگر گواہ نہ لائے تو اسے ۸۰ کوڑے مارے جائیں اور آئندہ کبھی بھی اس کی کوای قبول نہ کی جائے۔

اگر شوہر بیوی پر تہمت نہ لگائے تو

(۴) اگر خاوند اپنی بیوی پر تہمت لگائے اور اس کے پاس کوہ بھی نہ ہوں، تو پھر دونوں کے درمیان لعان ہوگا، جس کی صورت یہ ہوگی کہ دونوں اپنی اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے چار چار قسمیں کھائیں گے، پھر عدالت فسخ نکاح کا حکم جاری کر دے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

واقعہ فک اور قانون حجاب

اس رکوع میں واقعہ فک (جس میں ابن ابی بن سلول نے ایک سازش کے تحت سیدہ، طاہرہ، مطہرہ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی اور مسلمانوں کا بھی ایک گروہ سادگی کہ وجہ سے اس سازش کا شکار ہو گیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں براءت کا اعلان کیا) اور قانون حجاب سے متعلق تمہید کا بیان ہے۔

چونکہ آگے پر دے سے متعلق احکامات آرہے ہیں، تو ابھی سے اسی کی طرف ترغیب دی جا رہی ہے کہ اگر عورتیں پر دے پر عمل نہیں کریں گی، تو ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔

نیز اس واقعے میں تین گروہ تھے اور تینوں گروہوں پر اللہ تعالیٰ نے زجر فرمائی ہے۔

(۱) ایک گروہ وہ تھا، جو سر غنہ تھا جس نے یہ سازش گھڑی، جیسا کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول۔

(۲) دوسرا گروہ اگرچہ مسلمان تھا، مگر سادگی کی وجہ سے اس الزام میں شریک ہو گئے تھے، جیسا کہ حضرت حسان، حضرت مطح، بی بی حمنہ بنت جحش وغیرہ رضی اللہ عنہم۔

(۳) تیسرا وہ گروہ جس نے سکوت اختیار کیا۔

تیسرے گروہ سے متعلق زجر

تیسرے گروہ کو زجر کرتے ہوئے کہا گیا کہ جب تم لوگوں نے اس خبر کو سنا، تو کیوں نہ اس وقت اچھا گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو صریح جھوٹ ہے؟ (۲ صحت نمبر ۱۲)

دوسرے گروہ سے متعلق زجر

دوسرے گروہ کو زجر کرتے ہوئے ارشاد ہوا کہ جس بات کی تمہارے پاس کوئی دلیل تک نہیں تھی تو کیوں تم لوگوں نے اس بات کو اختیار کیا اور اس کا چرچا کیا، تم نے تو اس بات کو ہلکا گمان کیا، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بات بہت بڑی ہے۔

پہلے گروہ سے متعلق زجر

اس کے بعد سب سے پہلے گروہ کو زجر کرتے ہوئے فرمایا کہ بدکاری اور فحاشی کو رواج دینے والوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں دردناک عذاب ہے۔ (۲۷۴ نمبر ۱۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

رکوع کی ابتداء میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ سازش اس لئے کی گئی، تاکہ لوگ دین اسلام سے جدا عقائد ہوں اور توحید کو نہ مانیں۔ (۲۷۴ نمبر ۲۱)

شان نزول

آیت ”وَلَا يَسْأَلُ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ... الْآيَةُ“ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت مسطحؓ کے ساتھ مالی تعاون کیا کرتے تھے، مگر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگائے جانے والا واقعہ پیش آیا تو حضرت مسطحؓ بھی سادگی کی وجہ سے اس الزام میں شریک ہو گئے تو حضرت ابو بکرؓ نے قسم کھالی کہ آئندہ کبھی بھی ان کے ساتھ تعاون نہیں کروں گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور پھر حضرت ابو بکرؓ نے اپنی قسم توڑ دی اور دوبارہ سے تعاون جاری کر دیا اور اس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کے ملنے کو پسند کیا۔ (۲۷۴ نمبر ۲۲)

قرابت داری کا لحاظ

اس سے معلوم ہوا کہ خاندانی اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے تعاون کو نہ روکا جائے ایسے موقع پر جی نہ چاہتے ہوئے خرچ کرنے کا اجر زیادہ ہے۔

اس کے بعد ایک بار پھر ان لوگوں کے لئے تحویف اخروی کا بیان ہے، جو پاکیزہ عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں دردناک عذاب ہے۔
 رکوع کی آخری آیت میں ایک بار پھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے حق میں اعلانِ برائت ہے۔ (آیت نمبر ۲۳-۲۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اصلاح معاشرے سے متعلق چند ضروری احکام

اس رکوع میں اصلاح معاشرے کے لئے (۶) احکام کو بیان کیا گیا ہے، تاکہ مسلمان ان احکامات پر عمل کر کے آئندہ کے لئے زنا کی تہمت سے بچ سکیں۔
 (۱) کسی کے گھر بغیر اجازت کے داخل نہیں ہونا چاہیے۔
 (۲) مسلمان مرد اپنی نگاہوں کی اور شر لگا ہوں کی حفاظت کریں۔
 (۳) اسی طرح مسلمان عورتیں بھی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے پورے جسم اور بدن کا پردہ کریں۔

(۴) تم میں جو یتیم لڑکے اور لڑکیاں ہوں، تو ان کے مناسب رشتے دیکھ کر ان کے نکاح کرادو اس طرح دیگر جو مرد و خواتین بے نکاح کے ہوں ان کے نکاح کرادو تاکہ معاشرہ میں بگاڑ اور فحاشی پیدا نہ ہو۔
 (آیت نمبر ۲۷-۳۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اللہ کا نور کہاں ملتا ہے؟

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے، کیونکہ پوری کائنات کو اللہ تعالیٰ ہی کے نور سے وجود ملا ہے اور یہ نور الہی اگر ڈھونڈنا چاہتے ہو تو یہ تمہیں مساجد میں ملے گا۔

اللہ کا نور سے استفادہ کرنے والے کون؟

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس نور الہی سے استفادہ وہی لوگ کرتے ہیں، جنہیں ان کی تجارت اللہ کے ذکر، نماز و زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی سے نہیں روکتی اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھا بدلہ (جنت) ملے گا جہاں اللہ اور رسول کے تذکرے ہوں لہذا مساجد سے تعلق جوڑو۔ (۲۸-۳۵ نمبر)

اللہ کے نور سے محروم کون؟

ماقبل میں نور الہی سے استفادہ کرنے والوں کا بیان تھا، اب ان لوگوں کا بیان ہے، جو اپنی بد اعمالیوں اور بد اعتقادیوں کی وجہ سے اس نور الہی سے محروم رہتے ہیں۔

کفار کو آخرت میں اعمال کا اجر نہ ملے گا

یہاں دو مثالیں پیش کی گئی ہیں، پہلے کافروں کے اعمال صالحہ کی مثال دی گئی ہے کہ ان کے اعمال صالحہ، جیسے صدقات دینا، مسافر خانے بنانا وغیرہ کی مثال ایسی ہے، جیسے صحراء میں دور سے ریت چمکتی ہو نظر آتی ہے، جب کوئی بیابان سے دیکھتا ہے تو یہ گمان کرتا ہے کہ یہ پانی ہے، مگر جب قریب پہنچتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا، ایسے ہی ان کافروں کے اعمال بد کی مثال بھی ہے کہ ان کے اعمال صالحہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں۔

پھر ان کی بد اعتقادیوں کی مثال دی گئی ہے کہ ان کے کفر اور شرک کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی گہرے سمندر کی اندرونی تاریکیاں کہ ان تاریکیوں میں رہتے ہوئے اگر کوئی اپنا ہاتھ بھی دیکھنا چاہے، تو نہیں دیکھ سکتا، یہ لوگ بھی جب تک کفر و شرک کی تاریکی میں رہیں گے، اسی طرح نور الہی سے محروم رہیں گے۔ (۴۰، ۴۱ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں دو باتوں کا تذکرہ ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

(۲) غیر ہدایت یافتہ لوگوں کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔

منافقین کی ایک بری عادت اور اس کے اسباب کا بیان

آیت نمبر ۴۷ سے منافقین کی ایک عادت کا بیان ہے کہ جب ان لوگوں نے کوئی حق لینا ہوتا ہے تو حضور ﷺ کی خدمت میں دوڑے چلے آتے ہیں، لیکن جب حق دینا ہوتا ہے، تو پھر نہیں آتے، بلکہ چھپتے پھرتے ہیں۔ اور آخر میں ان کی اس عادت بد کے دو اسباب بیان کئے گئے ہیں:

(۱) ان لوگوں کو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت میں شک ہے۔

(۲) ان لوگوں کو یہ خوف رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ زیادتی کرے گا۔ (آیت نمبر ۴۷-۵۰)

مگر صحیح اور درست بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم اور زیادتی کرنے والے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اللہ کے مومن بندے

اس رکوع میں مسلمانوں کی صفات اور منافقین کے لئے زجر کو بیان کرنے کے بعد اہل ایمان سے تین وعدے ذکر فرمائے۔ (آیت نمبر ۵۱-۵۲)

”وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ...“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام ﷺ سے تین وعدے فرمائے ہیں:

- (۱) اول یہ کہ ان کو سر زمین عرب میں حکومت و خلافت دی جائے گی۔
- (۲) دوم یہ کہ جو دین اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے، اس دین کو ان کے زمانے میں قوت و سطوت اور غلبہ دیا جائے گا اور وہ اس دین پر قائم رہیں گے اور توحید سے شرک کی طرف نہیں لوٹیں گے۔
- (۳) سوم یہ کہ کسی اندرونی یا بیرونی طاقت سے انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا اور وہ بالکل محفوظ و مامون رہیں گے۔ یہ تینوں وعدے اللہ تعالیٰ نے خلفائے راشدین کو خلافت عطا کر کے پورے کر دیئے۔

”وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ“ کا مقتضی خلافت ملنے کے بعد

”وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ“ ان آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اقتدار ملنے کے بعد اللہ کو

مت بھولنا، بلکہ اللہ کی عبادت کرتے رہنا، نمازیں قائم کرتے رہنا، زکوٰۃ ادا کرتے رہنا اور اسی طرح اپنے پیغمبر ﷺ کی کامل اتباع کرنا، تاکہ تمہاری خلافت قائم رہے۔

یہاں ایک نکتہ کی طرف اشارہ ہے اور وہ نکتہ یہ ہے کہ تین باتوں کا حکم دیا، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور آپ ﷺ کی اطاعت کرو۔

آپ ﷺ نے اس خلافت کو نماز کے ذریعے قائم کیا اور حضرت صدیق اکبر ﷺ کو مصلیٰ پر کھڑا کر دیا، پھر صدیق اکبر ﷺ نے اس خلافت کو زکوٰۃ کے ذریعے قائم اور باقی رکھا اور اطاعت رسول کے پیش نظر حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہمیشہ اسامہ کو روانہ کیا اور حالات کی بالکل پرواہ نہ کی۔ (آیت نمبر ۵۵، ۵۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

اصلاح معاشرہ سے متعلق چند قوانین

اس رکوع میں معاشرے کی اصلاح کے حوالے سے مزید چار قوانین اور احکام بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) تین اوقات ایسے ہیں کہ ان میں تمہارے نابالغ بچے بھی اور تمہارے غلام بھی بغیر اجازت کے اندر کمروں میں داخل نہ ہوا کریں:

(۱) فجر سے پہلے

(۲) قیلولے کے وقت

(۳) عشاء کے بعد

ان اوقات میں داخلے سے ہر ایک کے لئے ممانعت کا حکم ہے، پھر جب بچے بالغ ہو جائیں، تو اب ان کے لئے بھی وہی احکام ہوں گے جو بالغوں کے لئے ہوتے ہیں کہ تمام اوقات میں بغیر اجازت کسی کے کمرے میں یا گھر میں جانے کی اجازت نہیں۔

(۲) اگر کوئی عورت اپنی عمر کی اس حد کو پہنچ چکی ہے کہ اب اس سے نکاح میں کسی کو رغبت نہیں رہی ہوگی تو

ایسی عورت اگر پردہ نہ بھی کرے تو گنجائش ہے، مگر پھر بھی عزیمت اسی میں ہے کہ وہ پردہ کرے۔
 (۳) اپنے قریبی رشتہ داروں کے گھروں سے کھانے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ان سب میں بے تکلفی ہوتی ہے، اسی طرح اپنے بے تکلف دوست کے گھر سے کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں یہ اجازت اس صورت میں ہے جب آپ کو یقین ہو کہ رشتہ دار اور دوست برا محسوس نہیں کریں گے بلکہ ان کی اجازت ہے اور وہ میرے اس عمل سے خوش ہوں گے لیکن اگر اجازت یقینی نہ ہو جیسا کہ آج کل عرف میں اس کو بر اجانا جاتا ہے تو پھر جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

(۴) جب بھی کسی کے گھر میں داخل ہو، تو سلام کر کے داخل کیا کرو۔ (۲۷ نمبر ۵-۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۹

حسن صحبت کی تلقین

اس رکوع میں اللہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام ﷺ کو اچھی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کی ہے اور ساتھ ساتھ اہل ایمان اور منافقین کی صفات بھی بیان کی گئی ہیں، چنانچہ اہل ایمان کی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ جب بھی آپ ﷺ کے ساتھ کسی اجتماعی کام میں مصروف ہوتے ہیں، تو آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کرتے، جبکہ منافق لوگ کچھ بھی کرنے سے پہلے آپ سے اجازت نہیں لیتے۔
 (۲۷ نمبر ۶)

حسن صحبت کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ جب بھی کسی کام کا حکم دیں، تو فوراً اس کام کے لئے حاضر ہو جایا کرو۔ (۲۷ نمبر ۷)

سورہ فرقان

ما قبل سے ربط

سورہ نور میں اس بات کا بیان تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی زمین و آسمان کا نور ہے اور کائنات میں اسی کی تجلیات ہیں، اب اس سورت میں ”فرقان“ یعنی قرآن کریم کا تذکرہ ہے اور قرآن کریم بھی اللہ کی تجلیات میں سے ایک تجلی ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت کا دعویٰ اور مضمون یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں اور تمام تر برکات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور وہی ان برکات کا واحد مالک ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں دعوائے سورت پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

قرآن کریم جیسی بابرکت کتاب کو نازل کرنا

پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر قرآن کریم جیسی بابرکت کتاب کو نازل کیا، تاکہ وہ لوگوں کو سیدھا راستہ دکھائیں، اور اس بابرکت کتاب کو نازل کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام برکات کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

زمین و آسمان کا اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہونا

دوسری دلیل یہ دی کہ جب زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں اور تخت شاهی پر بھی اللہ تعالیٰ ہی قائم ہے، تو برکات دہندہ بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ الغرض تمام دلائل کا حاصل یہ ہے کہ تمام تر برکات اور انعامات کا مالک ایک اللہ تعالیٰ ہے۔

حقائق کے اعتراضات

- اس کے بعد معاندین (ضدی کافروں) کے درج ذیل اقوال ذکر کئے گئے ہیں:
- (۱) یہ (قرآن) ایک جھوٹی کتاب ہے، جسے اس (نبی ﷺ) نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے۔
 - (۲) اس کتاب کو بنانے میں اس کے ساتھ اہل کتاب نے بھی مدد کی ہے اور اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔
 - (۳) اس کتاب کے مضامین فقط قصے اور کہانیاں ہیں، جو ایک لوہار نے اس کو یا د کرائی ہیں۔
- ان اقوال کا جواب یہ ہے کہ ہر پوشیدہ چیز کو جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، دوسرا کوئی نہیں، پھر بھلا کس کے بس میں ہے کہ قرآن پاک جیسی کتاب نازل کر سکے.....؟! (۲۷ نمبر ۶۰)

- (۴) رسول تو فرشتہ ہوا کرتا ہے اور یہ (آپ ﷺ) انسان ہے، پھر ہم اسے رسول کیسے مان لیں؟
- (۵) اگر یہ خود فرشتہ نہیں، تو کم از کم اس کے ساتھ فرشتہ ہو، جو اس کا معاون اور مددگار ہو۔
- (۶) اور کچھ نہیں تو کم از کم اپنے معاش کے حوالے سے تو بے فکر ہوتا؟

خلاصہ رکوع نمبر ۲

معاندین کے گزشتہ اقوال کی تردید

اس رکوع میں ان معاندین کے گزشتہ اقوال کی تردید کی گئی ہے، چنانچہ ان کے چھٹے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ ﷺ کو ان کافروں کے تصور سے بھی بہت بڑھ کر عطا کرتا، مگر یہ سب ہمارا مقصد نہیں۔ (۲۷ نمبر ۱۰)

مشرکین کے معبودوں کا شرکین سے اعلان برائت

دوسرا مضمون اس رکوع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو اور ان کے معبودوں کو جمع کرے گا اور ان کے معبودوں سے سوال ہوگا کہ کیا تم نے ان لوگوں کو گمراہ کیا، یا پھر یہ لوگ خود ہی گمراہ تھے؟ تو اس وقت ان کے معبودان سے برائت کا اعلان کریں گے اور ان کی تکذیب کریں گے۔ (۲۷ نمبر ۱۷-۱۹) اور آخر میں ان کے چوتھے اشکال کا جواب دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ سے قبل جتنے انبیاء بھی مبعوث ہوئے، وہ سب کے سب بھی بشر ہی تھے، پھر آپ ﷺ کے فرشتہ ہونے مطالبہ کیونکر؟ (۲۷ نمبر ۲۰)

پارہ نمبر ۱۹

خلاصہ رکوع نمبر ۳

رکوع کی ابتداء میں ان کافروں کے پانچویں اشکال کا جواب دیا گیا ہے کہ ابھی تو تم ملائکہ کو دیکھنے کا مطالبہ کر رہے ہو، مگر جب وقت آنے پر ان ملائکہ کو دیکھو گے، تو پھر پناہ ڈھونڈتے پھرو گے اور تب تمہیں کوئی پناہ دینے والا نہیں ملے گا۔ (۲۷۲ نمبر ۲۲)

نیز یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا میں بری مجالس قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوں گی۔ (۲۷۲ نمبر ۲۹)

(۲۹-۲۳)

حضور اکرم ﷺ کا امت سے شکوہ

اس کے بعد کافروں کے خلاف آپ ﷺ کی کواہی اور شہادت کا بیان ہے کہ قیامت والے دن آپ ﷺ کافروں کے خلاف کواہی دیں گے کہ انہوں نے قرآن پاک کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔ یہ مفہوم اس وقت ہے جب کہ اس آیت کو خاص کافروں سے متعلق قرار دیا جائے، اور اگر اس آیت کو عام لیا جائے تو پھر یہ شکوہ ان مسلمانوں سے بھی ہوگا، جو قرآن کریم بالکل نہیں پڑھتے، یا پڑھتے تو ہیں، مگر اس کے مضامین میں غور نہیں کرتے، اور یا پھر عمل نہیں کرتے۔ (۲۷۲ نمبر ۳۰)

آپ ﷺ کے غم اور اللہ پاک کی طرف سے تسلی

آپ ﷺ کو دو طرح سے غم لاحق تھا، ایک تو قوم کے ایمان نہ لانے کا غم تھا اور دوسرا قوم کی طرف سے ایذا رسانی کا غم بھی لاحق تھا، اس پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ قوموں کی اس طرح کی دشمنی پرانی روایت ہے، جو ہر نبی کے ساتھ ہوتی چلی آئی ہے، اس لئے آپ غم نہ کریں اور صبر کریں۔ (۲۷۲ نمبر ۳۱) اس کے بعد کافروں کے ساتوں شکوے کا جواب دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ پر قرآن کریم پورا کا پورا ایک دفعہ میں اس لئے نازل نہیں کیا گیا، تاکہ آپ اس کو خوب سمجھیں اور آپ کا دل ثابت قدم رہے۔ (۲۷۲ نمبر ۳۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس پورے رکوع میں گذشتہ اقوام کی سابقہ تاریخ میں ہونے والی تباہی کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

طریقہ تبلیغ

اس رکوع میں آپ ﷺ کو تبلیغ کا طریقہ سکھایا گیا ہے کہ آپ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مختلف نشانیاں یاد دلاتے رہیں اور ان سے کہیں کہ میں تم سے نہ مال کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ ہی جاہ کا، میرا تو صرف اتنا مطالبہ ہے کہ تم لوگ صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر لو اور توحید کا راستہ اختیار کرو۔ (آیت نمبر ۴۵-۵۷)

کامیابی کے دو اصول

آخر میں کامیابی کے دو اصول بتائے:

(۱) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

(۲) اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اس کی حمد ثنا۔ (آیت نمبر ۵۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اللہ کے مقبول بندے

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کی چند نشانیاں کو بیان کیا ہے۔ (آیت نمبر ۶۱-۶۲)

جس کے بعد اخروی برکات کے مستحقین کو قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، یعنی جس

طرح دنیاوی برکات کا عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اسی طرح اخروی برکات کا مالک بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وہ مقبول بندے جو اخروی برکات کے مستحق ہوں گے، ان کی تفصیل درج ذیل

ہے:

(۱) متواضع لوگ، جو اپنے نفس کے لئے کسی سے بھی بدلہ نہیں لیتے۔

- (۲) جو راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔
- (۳) جو باوجود نیکیوں کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔
- (۴) جو نہ شرک کرتے ہیں، نہ کسی کا ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ ہی زنا کرتے ہیں۔
- (۵) جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔
- (۶) جو شرکیہ مجالس میں حاضر نہیں ہوتے۔
- (۷) وہ کہ جن کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جائیں، تو ان میں غور کرتے ہیں۔
- (۸) جو اپنے لئے، اپنے اہل و عیال کے لئے دعا کرتے ہیں۔
- ان صفات سے موصوف لوگ جب توبہ کرتے ہیں تو ان کے گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

سورہ شعراء

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں سابقہ اقوام کی تباہ بربادی کو بیان کیا گیا تھا کہ باوجود معجزات دکھانے کے یہ لوگ ایمان نہیں لائے، اس لئے ہلاک کر دیئے گئے، اب اس سورت میں بھی اقوام کی ہلاکت کا تذکرہ ہے اور دونوں کا حاصل یہ ہے کہ ضدی اقوام کو معجزات دکھانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، اس لئے آپ بھی اپنی قوم سے معجزات طلب نہ کریں۔

خلاصہ سورت

یہ سورت درج ذیل مضامین پر مشتمل ہے:

(۱) آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان

(۲) منکرین پر زجر

(۳) تنخويفات دنیویہ اور اخرویہ

(۴) مشرکین کے دو شبہات کا ازالہ

خلاصہ رکوع نمبر ۱

طلب معجزات سے ممانعت

اس رکوع میں آپ ﷺ سے خطاب ہے کہ ان شرک لوگوں کے بار بار معجزات طلب کرنے پر آپ کی طرف سے یہ تمنا اور خواہش نہیں ہونی چاہیے کہ معجزات کا نزول ہو، تاکہ یہ لوگ ایمان لے آئیں، کیونکہ ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حجت پوری ہو چکی ہے اور جس تبلیغ کا آپ کو حکم دیا گیا تھا، آپ نے بھی اس حکم کو پورا کر دیا ہے، لہذا آپ معجزات طلب نہ کریں، بلکہ دلائل پر زور دیں اور چونکہ اس قوم میں بھی یہ تین امراض پیدا ہو چکے ہیں: تکذیب، استہزاء اور اعراض (اور جس قوم میں یہ امراض پیدا ہو جائیں، وہ ایمان نہیں لاتی)، اس لئے آپ معجزات طلب کر کے ان کو ہلاک نہ کرائیں، بلکہ دلائل سے قائل کریں۔

نیز ”ان فی ذالک“ اور ”وما کان اکثرہم مؤمنین“ یہ دو آیتیں اس سورت میں کئی دفعہ آئی ہیں، جن سے مقصود یہ ہے کہ دلائل تو بہت ظاہر ہیں، لیکن یہ ایک دلیل ثبوت مدعا یعنی تبارک کے واسطے کافی ہے، مگر یہ شرکین مانتے نہیں اور اللہ تعالیٰ غیب دان ہے، عذاب دے سکتا ہے، لیکن بوجہ رحیم ہونے کے عذاب نہیں دیتا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

معجزات کے سلسلے میں سنت الہیہ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی سنت کو بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی قوم معجزات دکھائے جانے کے باوجود ایمان قبول نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو تباہ و برباد کر دیتا ہے، جیسا کہ فرعون اور اس کی قوم کو باوجود معجزات دکھانے کے ایمان لانے کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا گیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں فرعون کے تعاقب اور اس کے نتیجے میں اس کے ہلاک اور تباہ ہونے کا منظر

بیان کیا گیا ہے۔

فرعون کی تین سیاسی چالیں

یہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ فرعون نے قوم کو مطمئن کرنے کے لئے تین سیاسی چالیں چلی تھیں:

پہلی چال

پہلی چال اس نے یہ چلی تھی کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور آپ کے حواریوں کے متعلق بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ یہ لوگ بہت چھوٹی سی جماعت ہیں، جو ہمارا کچھ مقابلہ نہیں کر سکتی، حالانکہ اس وقت حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور حواریوں کی جماعت چھ لاکھ پر مشتمل تھی، جن میں سے کم از کم ایک لاکھ تو لڑنے والے ضرور ہوں گے، مگر فرعون نے ایسا اس لئے کہا، تاکہ ساری عوام اس کا ساتھ دے۔

دوسری چال

دوسری چال یہ چلی کہ بنی اسرائیل سے یہ کہا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور آپ کے قبیعین نے ہمیں غصہ دلایا ہے، اس لئے قصور وار یہی ہیں۔

تیسری چال

تیسری چال یہ چلی کہ اپنے لوگوں سے یہ کہا کہ ہم سب اس پر متفق ہیں کہ ان لوگوں کو سزا دی جائے، اس لئے ان کا تعاقب کر کے ان کو سزا دینا ضروری ہے، اور پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور آپ کے حواریوں کا تعاقب شروع کر دیا۔ (آیت نمبر ۵۲-۵۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں حضرت امراہیم (علیہ السلام) کا اعلان توحید، اس پر اکثریت کا انکار اور اس انکار کے نتیجے میں ان کا جہنم واصل ہونا مذکور ہوا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں حضرت نوح (علیہ السلام) کا اعلان توحید، اور قوم کا نافرمانی کے سبب ہلاک ہونا مذکور

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے قوم کو شرک اور تکبر سے روکا مگر قوم نہ مانی اور اس کے سبب ہلاک کر دی گئی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۸

اس رکوع میں حضرت صالح علیہ السلام کی دعوت اور قوم کے انکار سبب قوم کے ہلاک ہونے کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۹

اس رکوع میں حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت توحید، قوم کو اعمال قبیحہ و خبیثہ سے روکنے، قوم کے انکار و اعراض اور بالآخر اس انکار کی وجہ سے قوم کے ہلاک ہونے کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۰

اس رکوع میں حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت توحید دینا، قوم کو بد اعمالیوں سے روکنا اور آخر کار نہ ماننے کی وجہ سے قوم کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱۱

قرآن کریم کی حقانیت کا بیان

اس رکوع میں اس بات کا بیان ہے کہ قرآن کریم شعراء کا کلام نہیں، بلکہ یہ ایک بابرکت کتاب ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے واضح اور فصیح عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس قرآن مجید کے برحق ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس بابرکت کتاب کا تذکرہ کتب سابقہ میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے اور بنی اسرائیل کے علماء اس بات کو خوب جانتے ہیں۔ (آیت نمبر ۱۹۲-۱۹۷)

قرآن شیطان اور جنات کی دسترس میں نہیں

مشرکین کو شبہ تھا کہ یہ کلام آپ ﷺ پر شیاطین اور جنات لاتے ہیں، ان کے اس شبہ کے جواب میں یہ کہا گیا کہ یہ قرآن شیطان کی دسترس سے دور ہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ شیاطین اور

جنات گناہگاروں اور جھوٹوں پر آتے ہیں، نا کہ اللہ کے نیک بندوں پر۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر یہ کلام مقدس شیطان کی طرف سے ہوتا، تو پھر تو اس میں شرک ہی شرک ہوتا، جبکہ یہ قرآن کریم تو توحید سے بھرا ہوا ہے، معلوم ہوا کہ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے ہے۔ (آیت نمبر ۲۱-۲۴)

تعلیمات الہیہ

اس کے بعد آپ ﷺ کو پانچ باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔

(۱) صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

(۲) سب سے پہلے قریبی رشتہ داروں کو دین کی دعوت دیں۔

(۳) اپنے تابعین کے ساتھ نرمی اور عاجزی کے ساتھ پیش آنا ہے۔

(۴) اگر آپ کی نافرمانی کریں، تو ان سے براءت کا اعلان کریں۔

(۵) براءت کا اعلان کرنے کے بعد ان سے خود کا خوف نہیں کرنا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی پر کامل

بھروسہ رکھنا۔ (آیت نمبر ۲۳، ۲۴)

سورہ نمل

ما قبل سے ربط

سورہ شعراء میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کا تذکرہ تھا، جن سے معلوم ہوا تھا کہ اقوام کو معجزات دکھانے سے فائدہ نہیں ہوا، اس لئے اے نبی! آپ بھی معجزات نہ مانگیں، اب سورہ نمل میں مزید چار واقعات حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مذکور ہوئے ہیں۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل چند واقعات کا تذکرہ ہے۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ٹکراؤ۔

(۲) حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا واقعہ۔

(۳) حضرت صالح ؑ کا واقعہ۔

(۴) حضرت لوط ؑ کا واقعہ۔

حضرت موسیٰ ؑ کا مقابلہ فرعون سے ہوا، حضرت صالح ؑ کا قوم شمود سے، حضرت لوط ؑ کا اہل صدوم سے اور حضرت سلیمان ؑ کا بی بی بلقیس سے مقابلہ ہوا، اول الذکرتین تو ام نافرمانی پر برقرار ہیں اور اسی کی پاداش میں تباہ و بربادی ان کا مقدر بنی، البتہ بی بی بلقیس نے مان لیا اور یوں وہ اور اس کی قوم ہلاکت سے بچ گئی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں درج ذیل امور کا بیان ہے۔

قرآن اللہ کی طرف سے انعام ہے

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک انعام ہے، جو اہل حق اور اہل ایمان کے لئے باعث ہدایت اور خوشخبری ہے اور کافر لوگ اس کے منکر ہونے کی وجہ سے خسارے میں ہیں۔

حضرت موسیٰ ؑ غیب دان نہیں تھے

عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عالی ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ ؑ باوجودیکہ اولوالعزم رسولوں میں سے تھے، اتنا بھی نہ جان سکے کہ یہ سانپ مجھے ضرر نہیں دے سکے گا۔ (آیت نمبر ۷-۱۳)

قوم کا ہلاک ہونا

قوم نے معجزات کا انکار کیا اور بالآخر ہلاک ہوئی۔ (آیت نمبر ۱۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام پر انعامات

اس رکوع میں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا تذکرہ ہے، ان دونوں نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے دانشمندی، علم شریعت اور ملک داری سمجھ سے نوازا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو بطور

خاص جانوروں اور پرندوں کی بولی کی سمجھ بھی عطا کی گئی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

ایک موقع پر جب آپ اپنے لشکر کے ساتھ ایک وادی سے گزر رہے تھے تو ایک چیونٹی (جو اپنی ساتھیوں کے ساتھ اپنے کاموں میں مصروف تھی) نے اپنی ساتھی چیونٹیوں سے کہا کہ سلیمان اور اس کا لشکر آ رہا ہے، تم سب اپنی اپنی بلوں میں چلی جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ نادانستہ تم سب کو پھیل کر رکھ دیں۔ چیونٹی کی اس بات کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچا دیا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس چیونٹی سے پوچھا کہ کیا تم نہیں جانتی کہ میں اللہ کا نبی ہوں اور نبی ظالم نہیں ہوا کرتا؟ تو چیونٹی نے جواب دیا کہ جانتی ہوں، تبھی تو میں نے یہ کہا تھا کہ کہیں نادانستہ طور پر ایسا نہ ہو جائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چیونٹی کا لا جواب جواب سن کر ہنس پڑے۔

چیونٹی جانتی تھی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام غیب دان نہیں ہیں، کیونکہ تو حید ایک فطری مسئلہ ہے اور پھر وہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ نبی کی جماعت دیدہ و دانستہ کسی کو نہیں روندتی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام غیب دان نہیں تھے

حضرت سلیمان علیہ السلام کے علم غیب نہ جانے کا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ کو ہد کے غائب ہونے کی خبر نہیں ہوئی تھی۔ (امت نمبر ۱۸-۲۱)

ہد ہد کی ملکہ بلقیس کی طرف روانگی

ہد ہد جب حاضر ہوا، تو اس نے بی بی بلقیس اور اس کی سلطنت کا تذکرہ کیا اور بتایا کہ یہ قوم موحد نہیں ہے، بلکہ سورج کی پوجا کرتی ہے، اس پر ہد کو روانہ کیا گیا کہ جاؤ، ان لوگوں کو ہمارا پیغام اور یہ خط دے آؤ، اس خط میں اطاعت تسلیم کرتے ہوئے دربار میں حاضری کا حکم دیا گیا تھا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

ملکہ بلقیس کا اطاعت قبول کرنا

اس رکوع میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کو پڑھ کر بی بی بلقیس کے مدبرانہ فیصلہ اور دربار میں

حاضری کا بیان ہے۔ حضرت سلیمان ؑ نے بی بی بلقیس کے دربار میں حاضر ہونے سے پہلے ہی اس کا تخت اپنے دربار میں حاضر کروا لیا تھا اور پھر اس پر کچھ منتر وغیرہ پڑھوا کر بی بی بلقیس کی راست کا امتحان لیا، جس میں وہ کامیاب ہوئی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں حضرت صالح ؑ کے اعلان توحید قوم کی جارحیت اور بربادی کا تذکرہ ہے، اسی طرح حضرت لوط ؑ کی قوم کی بربادی کا بھی تذکرہ ہے۔

حضرت صالح ؑ کی قوم کے سرغنہ اور بد معاش

یوں تو حضرت صالح ؑ کی پوری قوم ہی کا فرقی، مگر اس میں سرغنہ اور بد معاش ۹ افراد تھے، جن کی جارحیت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ انہوں نے آپس میں مل کر یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ رات آپ پر شب خون ماریں گے اور آپ کے ورثاء سے کہہ دیں گے کہ ہمیں کیا معلوم کس نے قتل کیا، ہم تو یہاں تھے ہی نہیں، مگر اس سے پہلے کہ یہ لوگ کوئی قدم اٹھاتے اور ان کی تدبیر کام کرتی، اللہ تعالیٰ نے پوری قوم کو تباہ برباد کر دیا۔

پارہ نمبر ۲۰

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس پر قدرتی دلائل

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت پر قدرت کے پانچ بڑے بڑے دلائل ذکر کئے ہیں اور تمام دلائل سوالیہ انداز میں ہیں:

پہلی دلیل

بتاؤ کون ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا؟ آسمان سے پانی برسایا؟ پھر کس نے اس پانی کے ذریعے زمین میں قسمائے قسم کے پھل پیدا کئے؟ جب کہ تم تو ایک درخت بھی پیدا نہیں کر سکتے، پھر بھلا کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہو سکتا ہے؟

دوسری دلیل

بتاؤ کس نے زمین کو قرار بخشا؟ کس نے اس زمین میں مختلف نہریں جاری کیں؟ کس نے زمین میں پہاڑوں کو منھوں کے طور پر گاڑھا؟ اور کس نے میٹھے اور کڑوے پانی کے درمیان رکاوٹیں کھڑی کیں؟ جب یہ سب کچھ کرنے والا صرف اللہ ہے، تو پھر بھلا کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہو سکتا ہے؟

تیسری دلیل

بھلا بتاؤ تو اگر کوئی مصیبت اور پریشانی میں اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے تو اس کی وہ پریشانی کون دور کرتا ہے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی دور کرتا ہے تو پھر بھلا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہو سکتا ہے؟

چوتھی دلیل

یہ بتاؤ کہ سمندر اور خشکی میں تمہیں راستہ کون دکھاتا ہے اور کون ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے؟ کیا پھر بھی اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟

پانچویں دلیل

ذرا بتاؤ تو تمہیں کس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا اور کون ذات تمہیں دوسری مرتبہ تمہارے مرنے کے بعد زندہ کرے گی؟ جواب ظاہر ہے کہ صرف ایک اللہ کی ذات ہے، جو ان تمام امور کو سرانجام دیتی ہے، پھر بھلا کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہو سکتا ہے؟
اب بھی اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود دے، تو لاؤ اسے پیش کرو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

مشرکین کے فاسد عقائد کا رد

اس رکوع میں مشرکین کے معاندانہ اقوال کو ذکر کر کے ان کے جوابات دیئے گئے ہیں، ان لوگوں کا کہنا تھا کہ مرنے کے بعد جب کہ انسان مٹی میں مل جاتا ہے، دوبارہ زندہ ہونا یا زندہ کیا جانا ناممکن ہے، جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ یہ تھا کہ قیامت واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح ان لوگوں کا یہ بھی کہنا تھا کہ اگر قیامت (تمہارے عقیدے کے مطابق) برحق ہے، لیکن پھر بھی ہم اس کے انکار ہی ہیں، تو ہمارے انکار کی وجہ سے ابھی قیامت کو ہم پر واقع کر دو۔ جواب دیا گیا کہ قیامت کے واقع ہونے کا علم تو کسی کو بھی نہیں، البتہ عبرت حاصل کرنے کے لئے اتنا بھی کافی ہوگا کہ تم زمین میں چل پھر کر گذشتہ امتوں کا حال دیکھ لو، جنہوں نے قیامت کا انکار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ (آیت نمبر ۶۷-۷۲)

آخر میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

عقیدہ توحید اور قیامت کی ہولناکیوں سے چھٹکارا

اس رکوع میں قیامت کی مصیبتوں سے بچنے کے لئے عقیدہ توحید کی طرف رہنمائی کی گئی ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے بنو اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھراؤ، اسی سے تم قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچ سکتے ہو۔ نیز یہاں اس رکوع میں پہلی صورت کا بھی تذکرہ ہے۔ (آیت نمبر ۸۷)

زیادہ تر مفسرین کا رجحان اس طرف ہے کہ صورت دو بار پھونکا جائے گا، پہلی مرتبہ کے صورت سے ساری مخلوق ہلاک ہو جائے گی اور آیت نمبر ۸ میں اسی کا بیان ہے اور دوسرا صورت ہوگا جس کے بعد تمام لوگ زندہ کھڑے ہو جائیں گے اور اس کا ذکر سورہ زمر کی آیت نمبر ۶۸ کے آخر میں ہے۔

سورہ قصص

ماقبل سے ربط

ماقبل میں دلائل سے ثابت کیا گیا تھا کہ برکات و بندہ، عالم الغیب، لائق عبادت و پکار اور متصرف و مختار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ مشرکین آپ ﷺ کو اسی مسئلہ توحید کی وجہ سے ستایا کرتے تھے، اب سورہ قصص میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی کو ذکر کر کے آپ ﷺ کو صبر اور ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی وحدانیت کو بیان کرنے میں مصائب اور تکلیفیں اٹھائی ہیں، آپ کو بھی اے نبی! اس دعوت توحید کی راہ میں مصائب اور تکالیف سے دوچار ہونا پڑے گا، لیکن آپ نے ان مصائب پر صبر کرنا ہے، ثابت قدم رہنا ہے، اللہ تعالیٰ آپ ہی کو غالب رکھے گا۔

خلاصہ سورت

یہ سورت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ابتدائی حالات اور نبوت کے بعد قوم کو دعوت دینے، قوم کے رد و انکار اور ایذا رسانی اور آخر کار حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے متبعین کے غلبے اور فرعون اور اس کی قوم کی مغلوبیت و ہلاکت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد دعویٰ توحید پر دلائل عقلیہ و نقلیہ مذکور ہیں، اسی طرح تنویفات اور تبشیرات بھی ذکر کی گئی ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اللہ تعالیٰ کے پانچ وعدے

سورہ قصص کی ابتدا میں اللہ پاک نے پانچ وعدے فرمائے:

(۱) ہم کمزوروں یعنی بنی اسرائیل پر احسان کرنا چاہتے ہیں

(۲) ہم ان کو مذہبی قوت دینا چاہتے ہیں

(۳) ہم انہیں وارث بنانا چاہتے ہیں

(۴) ہم ان کو زمین میں خلافت دینا چاہتے ہیں

(۵) ہم ان کے دشمن فرعون کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں۔

ان پانچ وعدوں کو پورا کرنے کے لئے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی پیدائش ہوئی، چالیس سال میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو نبوت ملی پھر چالیس سال دعوت دیتے رہے، اسی سال بعد فرعون کی ہلاکت ہوئی تو دو وعدے پورے ہوئے، کمزوروں کو غلبہ اور دشمن کی ہلاکت پھر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کا میدان تیبہ میں انتقال ہو گیا پھر حضرت یوشع (علیہ السلام) نے جہاد کیا تو باقی وعدے بھی پورے ہوئے، اللہ کی حکمت ہے کہ یہ کام اتنے طویل عرصے میں بتدریج ہوئے ورنہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے، ایک لمحہ میں یہ سب کام ہو سکتے تھے۔

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی پرورش اور حفاظت

اس رکوع میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی زندگی کی بالکل ابتدائی حالت کا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ انہوں نے فرعون کے گھر میں پرورش پائی اور دودھ پلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کا انتظام فرمایا اور یوں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) محفوظ بھی ہوئے اور والدہ کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوئیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

مصر سے ہجرت

اس رکوع میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی مصر سے ہجرت کو اور آنے والی آزمائشوں اور امتحانات کو

بیان کیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں، ایک ان میں قبیلی تھا، یعنی فرعون کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا سبطی تھا، یعنی حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کا تھا، سبطی نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو دیکھ کر قبیلی کے خلاف آپ کی مدد چاہی اور فریاد کرنے لگا، اس پر حضرت

موسیٰ (علیہ السلام) نے قبطی کو سمجھایا، جب وہ نہ مانا تو ظلم کو دور کرنے کے لئے اسے ایک گھونٹہ مارا، وہ قبطی اس گھونٹے کی تاب نہ لا سکا اور وہیں مر گیا۔ اس قتل کے بعد حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف فرمادیا، مگر دوسری طرف فرعون اور اس کے لشکریوں نے آپ کی گرفتاری کا وارنٹ جاری کر دیا، جس کی وجہ سے آپ کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

مدین آمد اور ازدواجی زندگی کی شروعات

یہاں سے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے مدین پہنچنے اور وہاں سے ازدواجی زندگی کے شروع ہونے کا تذکرہ ہے۔ مدین پہنچ کر آپ (علیہ السلام) نے کنویں کے کنارے کھڑی دو بے بس لڑکیوں کی مدد کی، وہ لڑکیاں حضرت شعیب (علیہ السلام) کی بیٹیاں تھیں، اس نیکی اور احسان کو دیکھ کر حضرت شعیب (علیہ السلام) نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا نکاح اپنی بڑی بیٹی سے کر دیا اور مہر میں یہ طے ہوا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) آٹھ یا دس سال وہاں حضرت شعیب (علیہ السلام) کے ہاں بکریاں چرائیں گے۔

بکریاں چرانے کو مہر بنانے کا جواز حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی شریعت میں تھا، ہماری شریعت محمد یہ میں یہ جائز نہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

مصر واپسی اور عطاء باری تعالیٰ

اس رکوع میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی مصر واپسی کا تذکرہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) دس سال پورے کر چکے تو آپ نے مصر کی طرف کوچ فرمایا اور دوران سفر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت کا تحفہ ملا اور آپ کی تائید اور نصرت کے لئے حضرت ہارون (علیہ السلام) کو آپ کو ساتھ ہی مقرر کیا۔

نبوت ملنے کے بعد فرعون کی طرف جا کر اسے دعوت تو حید دینے کا حکم ہوا، چنانچہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت ہارون (علیہ السلام) نے فرعون کو بارہا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، مگر وہ نہ مانا اور اپنے تکبر

پر مصر رہا اور ان حضرات کا جانی دشمن بن گیا، اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کی مدد فرمائی اور فرعون کو غرق دریا کر دیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کا ملنا

اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات ملنے کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بصیرت، ہدایت اور رحمت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عنایت فرمائی۔ اس کے بعد حضرت محمد ﷺ کی صداقت پر شواہد قائم کئے گئے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ گزشتہ امتوں اور گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال کو بیان کرنے میں بالکل سچے ہیں، کیونکہ یہ سب باتیں آپ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوئی ہیں اور وحی سے معلوم ہونے والی ہر خبر سچی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں قرآن کریم پر ایمان لانے کی ترغیب دی گئی ہے اور مشرکین مکہ کے عناد اور ان کی ضد کو بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب کے اس قرآن پر ایمان لانے اور اس کو قبول کرنے کے باوجود مشرک لوگ صرف اور صرف ضد اور عناد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے۔

مؤمن اہل کتاب کی صفات

اس کے بعد مؤمن اہل کتاب کی درج ذیل صفات بیان کی گئی ہیں:

- (۱) دونوں شریعتوں پر استقامت کے ساتھ رہے۔
- (۲) برائیوں کو اچھائیوں کے ذریعے ختم کیا۔
- (۳) اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔
- (۴) شرک اور پر قسم کی لغویات سے اعراض کرتے ہیں۔
- (۵) بے سمجھ اور جاہل قسم کے لوگوں سے نہیں الجھتے۔

مشرکین کے حیلے بہانوں کا ازالہ

آخر میں مشرکین کی ان رکاوٹوں کا ازالہ کیا گیا ہے جن کی وجہ سے وہ ایمان قبول نہیں کرتے تھے۔ پہلی رکاوٹ یہ تھی کہ اگر ہم ایمان لے آئے، تو قوم کے دوسرے لوگ ہمیں اس سر زمین سے نکال دیں گے، اس کا ازالہ یوں کیا گیا کہ ایمان لانے میں لوگوں کا خوف نہ کرو، اللہ تمہیں ایسی جگہ عطا کر دے گا، جہاں تمہیں ہر طرح کا رزق میسر ہوگا۔

دوسری رکاوٹ یہ تھی کہ ان لوگوں کو اپنی معیشت اور سرمایہ کاری پر غور تھا، اس رکاوٹ کا ازالہ یوں کیا گیا کہ ان لوگوں کو ان لوگوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، جنہیں اپنی مضبوط معیشت پر ناز تھا، مگر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ہم نے ان تمام بستیوں کو تباہ کر دیا۔ تیسری رکاوٹ دنیا کا غور تھا، جواب دیا گیا کہ اس دنیاوی زندگی کا بھی خاتمہ ہونا ہے، یہ تو تھوڑے دنوں کی زندگی ہے بالہذا اس کے دھوکے میں نہ پڑو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اس رکوع میں درج ذیل امور مذکور ہیں:

- (۱) بروز قیامت مشرکین اور ان کے معبودان باطلہ دونوں ایک دوسرے سے براءت کا اعلان کریں گے، مگر اس وقت ان سب باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
- (۲) جن لوگوں نے شرک سے توبہ کی اور ایمان قبول کیا تو وہ لوگ کامیاب ہیں۔
- (۳) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۸

قارون کا انجام

اس رکوع میں مشرکین کو قارون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قارون کے پاس بے تحاشا دولت تھی، جس کی وجہ سے وہ غرور و تکبر میں مبتلا تھا۔

قارون کو نصیحت

قارون کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام ملا

(۱) اتر آیا نہ کرو اس لئے کہ تیرا نے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا

(۲) اللہ نے جو مال دیا اس کے ذریعے آخرت کی بھلائی حاصل کرو

(۳) اور سارا مال بھی نہ خرچ کرو بلکہ اس دنیا میں رہنے کے لئے اپنا حصہ بھی رکھو

(۴) جس طرح اللہ نے آپ پر احسان کیا ہے آپ بھی لوگوں پر احسان کریں

(۵) زمین میں فساد نہ پھیلاؤ۔

لیکن اس پر ایک نصیحت کا اثر بھی نہ ہوا، اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ اپنی تمام تر دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا گیا، اس لئے اے مشرکین مکہ! تکبر اختیار مت کرو، بلکہ ایمان لے آؤ۔

خلاصہ رکوع نمبر ۹

ابتدا میں اہل تقویٰ کے انجام کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کے بہترین انجام اور بہترین گھرتیار کر رکھا ہے۔ آخر میں اس بات کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح آخری کامیابی آپ ﷺ ہی کی ہوگی، اس لئے بس آپ دین کی تبلیغ اور قرآن کو لوگوں تک پہنچانے کے عمل میں مصروف رہیں۔

سورہ بکبوت

خلاصہ رکوع نمبر ۱

امت محمدیہ کی آزمائش بذریعہ جہاد

اس رکوع میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ امت محمدیہ کی آزمائش ہوگی، کیونکہ مخلصین کو آزمائش کے بغیر انعام نہیں دیا جاتا، اس لئے اہل ایمان اور نیک اعمال کرنے والوں کو بشارت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو اچھائیوں سے بدل دے گا۔

والدین کی اطاعت کا حکم

اس کے بعد والدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اگر والدین شرک کرنے کا کہیں، تو اس بات میں ان کی اطاعت نہ کی جائے۔

بروز قیامت ہر ایک اپنے اعمال کا خود جواب دہ ہوگا

آخر میں کافروں اور شرکوں کی بے باکی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اس قدر بے باک ہیں کہ خود کو کفر پر مصر ہیں ہی، اوپر سے مسلمانوں کو بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے راستے پر آ جاؤ، تمہارے گناہوں کے ہم ذمہ دار ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں، یہ لوگ کسی کا بوجھ اٹھانے والے نہیں، بلکہ بروز قیامت ہر کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کی اقوام کی نافرمانی

اس رکوع میں سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے مسلسل نو سو پچاس سال اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی، اس راہ کے مصائب برداشت کئے، مگر اس کے باوجود قوم نہ مانی اور بالآخر طوفان کے ذریعے ہلاک کر دی گئی۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محنت اور دعوت و تبلیغ کا بیان ہے کہ انہوں نے قوم کو شرک چھوڑنے کا کہا، مختلف طریقوں سے شرک کی مذمت کی اور بہت سے عقلی دلائل کے ذریعے قوم کو سمجھایا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کا تذکرہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بھرپور محنت کے بعد بھی قوم نہ مانی، بلکہ آپ کے جانی دشمن بن گئے اور آپ کو قتل کر دینے یا پھر جلا دینے کا فیصلہ کر لیا، مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔

حضرت لوط علیہ السلام کا ایمان لانا اور نبوت کا ملنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کے نتیجے میں بھلے ہی قوم ایمان نہیں لائی، مگر آپ کے بھتیجے

حضرت لوط ؑ نے ایمان لے آئے تھے، جنہیں پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق ؑ کی صورت میں بیٹا اور حضرت یعقوب ؑ کی صورت میں پوتا عنایت فرمایا اور ان کی ذریت میں نبوت کو رکھا، یہی وجہ ہے کہ حضرت اسحاق ؑ کی ذریت سے بکثرت انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں۔

آخر میں حضرت لوط ؑ کی قوم کی تباہی و بربادی کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

مختلف اقوام کی تباہی

اس رکوع میں حضرت شعیب ؑ کی قوم، قوم عاد، قوم ثمود، قارون، فرعون اور ہامان کی تباہی کا بیان ہے کہ چونکہ انہوں نے تکبر کی راہ اختیار کی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سب کو نیست و نابود کر دیا، کسی پر تو پتھر برسے، کسی کو سخت چیخ نے ہلاک کیا، کسی کو زلزلہ نے تباہ کیا، کسی کو دریا نے غرق کیا، تو کسی کو زمین میں دھنسا دیا۔

مشرکین کے معبود کٹڑی کے جالے کی مانند ہیں

آخر میں مشرکین کے معبودان باطلہ کو کٹڑی کے جالے کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ یہ مشرک لوگ اپنے معبودوں کو مشکل کشا اور کارساز سمجھتے ہیں، جو کہ بالکل کٹڑی کے جالے کی طرح جان و مال کے بچاؤ کے لئے غیر محفوظ ہے۔

پارہ نمبر ۲۱

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں نبی کریم ﷺ کو بغرض تبلیغ تلاوت قرآن پاک اور اس کی عملی تصویر پیش کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ آپ نماز قائم کریں اور لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دیتے رہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سوائے ضدی لوگوں کے سب مانیں گے۔

نماز کن امور پر مشتمل ہوتی ہے؟

نماز تین چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے:

(۱) اخلاص (۲) اللہ کا خوف (۳) اللہ کا ذکر

اخلاص انسان کو نیکی کا حکم کرتا ہے، لیکن یہ سب اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب نماز کو اس کے تمام فرائض، شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کیا جائے۔ (آیت نمبر ۴۵-۴۷)

آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل

اس کے بعد آپ ﷺ کی صداقت پر دو دلیلیں پیش کی گئی ہیں:

(۱) ایک دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ آپ نے پہلے سے کوئی کتاب پڑھی ہوئی نہیں تھی۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ کو لکھنا بھی نہیں آتا تھا۔

جب یہ دونوں باتیں آپ ﷺ میں موجود ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ آپ کی صداقت اور

قرآن کے برحق کتاب ہونے میں شک کرتے ہیں؟! (آیت نمبر ۴۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

ہجرت کا حکم

اس رکوع میں مسلمانوں کو جہاد سے پہلے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا ہے اور اس

شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ اگر ہم ہجرت کریں گے، تو ہمیں رزق کیاں سے ملے گا؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے

فرما دیا ہے کہ رزق کی فکر نہ کرو، رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ پر ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

اس رکوع میں درج ذیل امور مذکور ہیں:

دنیا کی حقیقت

دنیا کی حقیقت، یعنی: دنیا کی کچھ حقیقت نہیں، دنیا تو بس ایک کھیل ہے، اصل زندگی تو آخرت کی ہے، بس اسی کی تیاری کرو۔

مشرکین کی عادت بد

مشرکین کے احوال کو بیان کیا گیا ہے کہ جب مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور انہیں اپنی موت قریب معلوم ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو اخلاص کے ساتھ پکارنے لگتے ہیں، مگر جب اس مصیبت سے نجات ملتی ہے تو پھر سے شرک شروع کر دیتے ہیں۔

لیکن آج کا مشرک کل کے مشرک سے زیادہ خطرناک ہے، کل کا مشرک مصیبت میں اللہ کو اخلاص کے ساتھ پکارا کرتا تھا اور آج کا مشرک مشکلات اور حاجات میں بھی غیر اللہ ہی کو پکارتا ہے۔
(اعاذنا اللہ منہ)

مہاجرین کے لئے بشارت

ہجرت کرنے والے مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معیت اور رضا کی بشارت سنائی گئی ہے۔

(آیت نمبر ۶۲-۶۹)

سورہ روم

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں مسلمانوں کو ہجرت اور جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری کا حکم دیا گیا تھا، اب یہاں اس بات کا تذکرہ ہوگا کہ جب ہجرت اور جہاد کی تیاری مکمل ہوگئی تو اب اللہ کی طرف سے دو

خوشخبریاں ہیں:

(۱) رومی عن قریب فاسر پر غالب آئیں گے۔

(۲) اسی دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بھی مشرکین مکہ پر غلبہ عطا کرے گا۔

اس سورت میں روم کے فارس پر اور مسلمانوں کے مشرکین مکہ پر غلبہ کا اعلان کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اس غلبہ کی علتوں اور اصولوں کا بھی بیان ہے، نیز چونکہ مسلمانوں کی اس فتح کا مدار عقیدہ توحید پر ہے، تو اس سے اس مسئلہ توحید کی اہمیت بھی اجاگر ہوگی۔

خلاصہ سورت

اس پوری سورت میں عقیدہ توحید کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے اور اس کی بنیاد پر مسلمانوں کے لئے مشرکین پر فتح و نصرت کا اعلان کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

چارپٹن گوئیاں

اس رکوع میں چارپٹن گوئیاں مذکور ہیں:

(۱) روم کے فارس پر غلبہ کا اعلان

(۲) یہ غلبہ چند سالوں میں ہوگا

(۳) مسلمان کے لئے مشرکین مکہ پر غلبہ کی بشارت

(۴) روم کو فارس پر اور مسلمانوں کو مشرکین مکہ پر غلبہ اللہ تعالیٰ ایک ہی دن عطا کرے گا۔

چنانچہ ۹ سال کا عرصہ بھی نگزرے گا کہ ان تمام پٹن گوئیوں کا وقوع ہو گیا۔ (۲۷ نمبر ۷)

اس کے بعد مشرکوں کو گدشتہ اقوام سے عبرت حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (۲۷ نمبر ۸-۱۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع کی ابتداء میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہر چیز کی ابتداء اور انتہاء وہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ

قدرت میں ہے، اسی طرح غالب کو مغلوب اور مغلوب کو غالب کرنا بھی اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس کے علاوہ کافروں اور ایمان والوں کے انجام کا بھی بیان ہے کہ کافروں کو عذاب دیا جائے گا اور اہل ایمان نعمتوں میں ہوں گے، نیز اوقات خمسہ (فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء) میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۱۹-۱۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں غلبہ کے دلائل کا بیان ہے، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

خلاصہ دلیل نمبر ۱

جب اللہ تعالیٰ مٹی سے انسان پیدا کر سکتا ہے، تو وہی خدا کمزوروں کو حکومت بھی دے سکتا

ہے۔ (آیت نمبر ۲۰)

خلاصہ دلیل نمبر ۲

جو دور کے لوگوں کو آپس میں جوڑ کر ایک گھرانہ اور کنبہ بنا سکتا ہے، وہ مسلمانوں کو منظم کر کے

کفار کے سامنے بھی کھڑا کر سکتا ہے۔ (آیت نمبر ۲۱)

خلاصہ دلیل نمبر ۳

جو لوگوں کو مختلف زبانوں میں تقسیم کر سکتا ہے اور ایک ابن آدم کی مختلف شکلیں اور صورتیں بنا

سکتا ہے تو وہ کفر کی طاقت کو منتشر بھی کر سکتا ہے۔ (آیت نمبر ۲۲)

خلاصہ دلیل نمبر ۴

جو رات کے سوتے ہوئے کو بیدار کر سکتا ہے، وہ غفلت کی نیند سونے ہوئے مسلم کو بھی بیدار کر

کے کفر کے سامنے لا کھڑا کر سکتا ہے۔ (آیت نمبر ۲۳)

خلاصہ دلیل نمبر ۵

جو خدا بجلی میں خوف اور امید دونوں پیدا کر سکتا ہے، جو پانی پر سا کر زمینوں کو زندہ کر سکتا ہے، وہ

جہاد کے ذریعہ جس میں امید بھی ہے اور خوف بھی ہے، مردہ قوموں کو زندہ کر کے کفر کے مقابلے میں کھڑا

بھی کر سکتا ہے اور ان کی رحمتیں بھی دے سکتا ہے۔ (۲۲۷ نمبر)

خلاصہ دلیل نمبر ۶

یہ زمین و آسمان میرے حکم کے تابع ہیں، اگر تم جہاد میں نکلو گے، تو یہ ساری بتکون تمہارے ساتھ چلے گی۔ (۲۲۷ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

ساری بتکون اللہ تعالیٰ کے تابع ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ قیامت والے دن جب سب کو حکم ہوگا، تو اٹھ کھڑے ہوں گے، لہذا جب سب چیزیں اللہ کی تابعداری ہیں، تو اگر جہاد میں نکلو گے، تو ساری بتکون تمہارے ساتھ ہو جائے گی۔ (۲۲۷ نمبر)

خلاصہ دلیل نمبر ۸

ہر طرح کی بدایت و نہایت اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، لہذا وہ مسلمانوں کو غلبہ بھی دے سکتا ہے۔ (۲۲۷ نمبر)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

اس رکوع میں ایک مثال دے کر عقیدہ توحید کی حقانیت اور شرک کی قباحت کو واضح کیا گیا ہے۔ مثال کا حاصل یہ ہے کہ اے لوگو! تمہارے اپنے اموال (غلام اور باندیاں وغیرہ) جن کے تم ظاہری اور مجازی مالک ہو، کیا تم ان کو براہِ کاشریک تسلیم کر سکتے ہو؟ جس طرح مشترک اموال و جائیداد میں اپنے بھائی حصہ دار ہوتے ہیں اور پھر ہر وقت دل میں یہ کھکا لگا رہتا ہے کہ مشترک چیز میں تصرف کرنے پر کہیں برہم نہ ہو جائیں، یا تقسیم کرانے لگیں، یا کم از کم سوال کر بیٹھیں کہ ہماری اجازت کے بغیر کیوں تصرف کیا؟ کیا ایسا ہی کھکا ایک آقا کو اپنے غلام یا نوکر کی طرف سے ہوتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر سمجھنا چاہیے کہ جب ایک چھوٹے مالک کا یہ حال ہے تو اس حقیقی مالک کو اپنے غلام کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے، جس غلام کو تم اس رب کا سا جھی قرار دیتے ہو؟ ایک غلام تو آقا کی ملک میں شریک نہ ہو سکے، حالانکہ دونوں خدائی مخلوق ہیں اور اسی کی دی ہوئی روزی کھاتے ہیں، مگر ایک مخلوق، بلکہ مخلوق در مخلوق

خالق کی خدائی میں شرک ہو جائے؟ ایسی مہمل اور لغو بات کوئی بھی عقلمند انسان نہیں کر سکتا۔ (۲۷ نمبر ۲۸)

اہل حق کے غلبہ کے لئے آٹھ اصول

اور پھر اہل حق کے غلبہ کے لئے آٹھ اصول بیان کئے گئے ہیں:

(۱) دین پر مضبوطی سے قائم رہو۔ (۲۷ نمبر ۳۰)

(۲) اللہ کی طرف رجوع رہو۔

(۳) تقویٰ اختیار کرو۔

(۴) نماز قائم کرو۔

(۵) مشرکین سے ہر اعتبار سے جدا رہو۔ (۲۷ نمبر ۳۱)

(۶) رشتہ داروں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔

(۷) فقراء اور مساکین کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔

(۸) مسافروں اور مہمانوں کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو۔ (۲۷ نمبر ۳۸)

سود اور زکوٰۃ

اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ سود با عث خسارہ اور زکوٰۃ با عث برکت ہے۔ (۲۷ نمبر ۳۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

فساد کا سبب انسان کے اپنے اعمال ہیں

رکوع کی ابتداء میں یہ بتایا گیا ہے کہ زمین میں ہر پاپ فساد لوگوں کے اپنے اعمال کفریہ اور شرکیہ کا نتیجہ ہے، لیکن جب مسلمان غالب آجائیں گے تو پھر یہ سب فساد ختم ہو جائے گا۔ (۲۷ نمبر ۴۱-۴۵)

اس کے بعد عقیدہ توحید پر دو عقلی دلیلیں پیش کی گئی ہیں:

(۱) پہلی عقلی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ ہواؤں کو چلانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔

ہواؤوں کے فوائد

یہاں ان ہواؤوں کے چار فوائد گنوائے گئے ہیں:

(۱) بارش کی خوشخبری

(۲) بارش کے بعد زمین سے اگنے والے پھل اور سبزیوں کے منافع (یہ دونوں بڑی، یعنی خشکی کے فائدے ہیں)

(۳) کشتیاں چلتی ہیں۔

(۴) تمہارے لئے تمہاری روزی میں مددگار ہیں۔ (یہ دونوں سمندری فائدے ہیں)

(۲) دوسری دلیل عقلی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو ہواؤوں کو بھیجتی ہے، پھر یہ ہوائیں بادلوں کو چلاتی ہیں، پھر ان بادلوں کو اللہ تعالیٰ آسمان میں پھیلاتا ہے، پھر ان کو مختلف ٹکڑوں میں بانٹ دیتا ہے اور پھر ان کے درمیان سے بارش اتارتا ہے اور پھر جن اللہ کے بندوں کو یہ رحمت پہنچتی ہے، تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، تو یہ سب امور بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں۔ (آیت نمبر ۴۶-۴۸)

ایک نکتہ

اس دلیل عقلی کے بیان کرنے میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ جس طرح میں ان ہواؤوں اور بادلوں کو فضا میں پھیلاتا ہے، جس سے لوگ خوش ہوتے ہیں، اسی طرح میں دین اسلام کو بھی تمام دنیا میں پھیلاؤں گا، جس سے اے نبی! آپ خوش ہوں گے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

تخلیق انسانی کے مختلف مراحل و ادوار

رکوع کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلیل عقلی پیش کی گئی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی انسان کو اس کی زندگی کے مختلف مراحل اور ادوار سے گزارتا ہے، پہلے بچپن اور ضعف کا دور ہوتا ہے، پھر قوت اور شباب کا اور اس کے بعد ایک بار پھر ضعف اور بڑھاپے کا دور شروع ہوتا ہے تو یہ سب امور بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

نکتہ

اس دلیل عقلی کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح قوت اور ضعف اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کمزوروں کو غالب بھی کر سکتا ہے۔ (۲۷۴ نمبر ۵)

سورہ لقمان

ما قبل سے ربط

سورہ روم میں بیان کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں سے فتح کا وعدہ ہے، شرط یہ ہے کہ مسلمان توحید پر قائم رہیں اور اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھرائیں، اب یہاں اسی توحید اور نفی شرک کو علی وجہ الکمال بیان کیا جائے گا، کو یا یہ سورت گذشتہ سورت کے لئے تہہ ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں نفی شرک پر دلائل پیش کئے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ ان دلائل کا ثمرہ بھی ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

قرآن سے اہل ایمان اور اہل کفر دونوں ہی اثر لیتے ہیں

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آیات ایک ایسی کتاب کی ہیں جو حکمت سے بھری ہوئی ہے اور اس کتاب سے محسنین اور معاندین دونوں ہی اثر لیتے ہیں، محسنین تو ان آیات قرآنیہ سے یہ اثر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نمازوں کو قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے انعام کا وعدہ فرمایا ہے۔

اور معاندین یہ اثر لیتے ہیں کہ اس قرآن سے عناد کرتے ہیں اور اس کے مقابلے میں مزامیر اور لہو لعب کو اپنا مشغلہ بناتے ہیں، ایسے لوگ گمراہ ہیں اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

نصائح لقمان عليه السلام

اس رکوع میں حضرت لقمان عليه السلام کے نصائح کا تذکرہ ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے کو درج ذیل نصیحتیں کیں:

- (۱) اللہ کے شکر گزار بندے بنو۔
- (۲) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھراتا، کیونکہ شرک ایک ایسا قبیح عمل ہے جو مخلوق کو خالق کے برابر لا کھڑا کرتا ہے اور یہ خود پر ایک بہت بڑا ظلم ہے۔
- (۳) والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔
- (۴) اور اگر والدین شرک پر مجبور کریں، تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرنا، اگرچہ پرورش کرنے کی وجہ سے ان کے بہت سے حقوق ہیں۔
- (۵) دین کے معاملے میں ہمیشہ مؤمن اور مؤحد لوگوں کی اتباع کرنا۔
- (۶) کوئی بھی عمل کرتے وقت یہ بات تمہارے پیش نظر ہونی چاہیے کہ عمل چاہیے کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہوں، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے حاضر کریں گے۔
- (۷) نمازوں کو قائم رکھنا۔
- (۸) نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا۔
- (۹) مصائب پر صبر کرنا۔
- (۱۰) تکبر مت کرنا۔
- (۱۱) اپنی چال ورمیانی رکھنا۔
- (۱۲) اپنی آواز پست رکھنا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عقلی دلائل قائم کئے گئے ہیں اور آخر میں ان دلائل کا

شمرہ ذکر کیا گیا ہے کہ قادر مطلق اور علم غیب کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

قیامت ضرور واقع ہوگی

اس رکوع میں تمام لوگوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو فراموش نہ کریں، بلکہ کفر اور شرک کو چھوڑ دیں اور اس دن کے واقع ہونے سے ڈریں جس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا، کیونکہ قیامت ضرور واقع ہوگی، لہذا اس کے وقوع کے سلسلے میں نہ تو تمہیں دنیا دھوکے میں ڈالے کہ جس کو اس دنیا میں عیش و عشرت کی زندگی ملی، اسے آخرت میں بھی عیش و عشرت نصیب ہو گا اور نہ ہی کوئی دھوکے باز دھوکے میں ڈالے کہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے، بخش دے گا۔ (آیت نمبر ۳۱-۳۳)

مغیبات خمسہ

رکوع کے آخر میں مغیبات خمسہ (غیب سے متعلق پانچ امور) کا تذکرہ ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ مغیبات خمسہ کی تخصیص صرف اس وجہ سے ہے کہ بدوی (دیہاتی) نے آپ ﷺ سے انہی پانچ چیزوں کے بارے میں سوال کیا تھا، ورنہ ہر غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

مغیبات خمسہ درج ذیل ہیں:

(۱) وقوع قیامت کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

(۲) اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ان بادلوں میں بارش ہے کہ نہیں۔

(۳) رحم مادر میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

(۴) کل کون کیا کرے گا، اس کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

(۵) کون زمین کے کس حصے میں مرے گا، اس کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

اس پوری سورت کا حاصل یہ ہے کہ حضرت لقمان ؑ کی نصائح کے تحت جن صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے، اگر مسلمان ان صفات کو اپنالیں، تو ان کو ضرور غلبہ حاصل ہو۔

سورہ مجدہ

خلاصہ سورت

اس سورت کے مرکزی مضمون دو ہیں:

(۱) مسئلہ وحید

(۲) اثبات قیامت

خلاصہ رکوع نمبر ۱

قرآن کریم سے متعلق ایک شبہ کا ازالہ

رکوع کی ابتداء میں مشرکین کے ایک شکوہ کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ قرآن کریم آپ ﷺ کا خود ساختہ نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ایک مقدس کتاب ہے۔ (آیت نمبر ۱-۳)

بحث بعد الموت

رکوع کے آخر میں ایک اور شکوہ کا جواب دیا گیا ہے، شکوہ یہ تھا کہ کیا ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے؟ جواب دیا گیا کہ ہاں! مرنے کے بعد سب لوگ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر کئے جائیں گے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

آپ ﷺ کے لئے جماعت حقہ کی بشارت

اس رکوع میں اہل ایمان کے لئے جنت کی بشارت اور اہل کفر و منکرین کو حید و قیامت کے لئے دردناک عذاب کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی جماعت حقہ کا تذکرہ ہے اور آپ ﷺ کے لئے تسلی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کی طرح آپ کی امت میں بھی ایک جماعت پیدا ہوگی۔

سورۂ احزاب خلاصہ رکوع نمبر ۱

چند اہم رہنما اصول

اس رکوع کی ابتداء میں چند رہنما اصولوں کا تذکرہ ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ سورۂ فرقان سے لے کر اب تک یہ بتایا گیا ہے کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس مسئلہ کو بیان کرو اور جو مصائب و آلام اس راہ میں تمہیں پہنچیں، ان پر صبر کرو، نتیجہ فتح تمہاری ہوگی، لیکن اس کے لئے ہجرت اور جہاد ضروری ہے اور ہر کامیابی کے لئے ان صفات کو اختیار کرنا ضروری ہے جو سورۂ لقمان میں بیان ہوئیں اور اب سورۂ احزاب میں یہ بتایا گیا ہے کہ جب اقوام عالم تمہیں مٹانے کے لئے کھڑی ہوں، تو دفاع کے لئے درج ذیل رہنما اصول اختیار کرو:

(۱) منافق کافر دفاع کرنے کا مشورہ دے گا، پس اس کی بات نہیں سننی، بلکہ صرف وحی کی اتباع کرنی ہے۔

(۲) جو حفاظتی تدابیر جنگ کے مناسب ہوں، اپنے اپنے ادوار کے مطابق انہی کو اختیار کرنا، جیسے اس وقت خندق کا کھودنا مناسب تھا۔

(۳) اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھنا۔

(۴) آپ ﷺ اور جو بھی آپ کی نیابت کرے، اس کی ایذا رسانی سے مکمل اجتناب کرنا، کیونکہ قائد وحدت کی علامت ہوتا ہے۔ (۲۷ نمبر ۳)

مشرکین کی تین خرابیوں کا بیان

اس کے بعد مشرکین کی تین خرابیوں کا تذکرہ ہے:

پہلی خرابی

یہ لوگ اپنے معبودان باطلہ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں شفاعت کرنے والا سمجھتے ہیں، جو کہ سراسر باطل

عقیدہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے دل میں دو دل نہیں رکھے کہ ایک سے اللہ تعالیٰ کی اتباع کرے اور دوسرے سے غیر اللہ کی پیروی کرے، لہذا اچھی طرح جان لو کہ اللہ کے ہاں کوئی شفع غالب نہیں۔

دوسری خرابی

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لیتا تو یہ لوگ اسے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیتے تھے، اس پر رد کرتے ہوئے بتایا گیا کہ جس طرح تمہارے شفع کہنے سے تمہارے معبود شفع نہیں بن سکتے، اسی طرح بیوی کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی، بلکہ اگر کفارہ ادا کر دیا جائے، تو وہ حرمت ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ حقیقی ماں صرف وہ ہے، جس نے انسان کو جنم دیا ہوتا ہے۔

تیسری خرابی

یہ لوگ حتمی کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اور جس طرح حقیقی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے، ایسے ہی منہ بولے بیٹے کی بیوی کو بھی حرام سمجھتے تھے، اس باطل عقیدہ کی بھی تردید کی گئی اور بتایا گیا کہ لے پا لک کو بیٹا کہنے سے وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا۔

منہ بولے بیٹے سے متعلق اصلاحی امر

اس سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کی پرستش کرنے سے وہ حقیقی خدا نہیں بن جاتا۔ (۲۷۴ نمبر ۴)

اس کے بعد تیسری خرابی سے متعلق ایک اصلاحی بات بیان ہوئی اور وہ یہ کہ اپنے منہ بولے بیٹے کو اس کے حقیقی والد کے نام سے پکارا کرو، اگر والد کا نام معلوم نہ ہو، تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں، تمہارے حقیقی بیٹے نہیں۔ (۲۷۴ نمبر ۵)

آپ ﷺ اور ازواج مطہرات کی حرمت سب پر مقدم ہے

آخر میں مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اے مؤمنو! جب کہ نبی کریم ﷺ نے پرانی رسماً کو توڑ ڈالا ہے، تو اب منافق لوگ مخالفت کریں گے، لہذا تم نبی کریم ﷺ اور ازواج مطہرات کی بے حرمتی نہ ہونے دینا۔

وراثت کا سبب نسبی قرابت ہے

نیز یہاں ایک اور مسئلہ بھی بیان کیا گیا کہ ابتداءً وراثت دینی اخوت کی بنیاد پر تقسیم ہوا کرتی تھی، تو اس کو بھی منسوخ کیا گیا اور صرف نسبی قرابت کو وراثت کا سبب قرار دیا گیا۔ (۲۷ نمبر ۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنے انعام کا تذکرہ کیا ہے، تاکہ اس انعام کو مسلمان یاد رکھیں اور آئندہ رسومات کو ختم کرنے میں نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیں۔

غزوہ خندق کا بیان

وہ انعام غزوہ احزاب میں مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت ہے۔ اس غزوہ کو ”غزوہ خندق“ بھی کہتے ہیں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ کے ارد گرد خندق کھدوائی گئی تھی، مسلمان اس غزوہ میں تین ہزار تھے اور کافر دس سے پندرہ ہزار کے درمیان تھے، یہ جنگ ۴ یا ۵ ہجری میں ہوئی تھی، اس غزوہ میں تقریباً ۷۰ کے قریب منافق بھی شریک تھے، جو کفار کے عظیم لشکر کو دیکھنے کے بعد مسلمانوں سے طرح طرح کی باتیں کر کے انہیں پست کرنا چاہتے تھے۔

منافقوں کا مکروہ کردار

یہاں ان منافقوں کے تین اقوال مذکور ہیں:

- (۱) اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے مدد کا جھوٹا وعدہ کیا ہے۔
 - (۲) مدینہ والوں سے کہنے لگے کہ بہتری اسی میں ہے کہ واپس لوٹ چلو۔
 - (۳) آپ ﷺ سے کہنے لگے کہ ہمیں واپس جانے کی اجازت دیں، ہمارے گھروں میں کوئی نہیں، جبکہ یہ سب جھوٹ تھا، کیونکہ گھروں میں بچے اور بوڑھے مرد و عورت تھے۔ (۲۷ نمبر ۱۳)
- اس کے بعد منافقوں کی چند برائیوں کا ذکر ہے۔

منافق بے غیرت ہوتا ہے

ایک برائی یہ بیان ہوئی کہ اگر مشرکین ان پر مدینہ کے اطراف سے چڑھائی کرتے اور ان

کے گھروں میں داخل ہو جاتے، تو یہ منافق اس کو قبول کر لیتے۔

منافق میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنے والا ہوتا ہے

دوسری برائی یہ بیان ہوئی کہ یہ لوگ عہد شکن ہوتے ہیں، ساتھ دینے کا وعدہ تو کرتے ہیں، مگر وقت آنے پر میدان جنگ سے پیٹھ پھیر دیتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں موت سے مفر نہیں، چاہے کچھ بھی کر لو۔ (آیت نمبر ۱۶-۱۷)

منافق حریص، لالچی اور بزدل ہوتا ہے

تیسری خصلت یہ بیان ہوئی کہ خود تو یہ لوگ بزدل ہیں ہی، اوپر سے مسلمانوں کی امداد کرنے میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں، جب فوجوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے، اس وقت تو چکرائے ہوئے ہوتے ہیں، مگر جب مسلمانوں کو فتح اور کامیابی مل جاتی ہے، تو پھر بڑھ چڑھ کر خود کو آگے کرتے ہیں، تاکہ غنیمت میں سے انہی بھی کچھ مل سکے۔

منافق انتہائی ڈر پوک ہوتا ہے

چوتھی خصلت یہ بیان ہوئی کہ کفار میدان جنگ سے بھاگ بھی جائیں، تب بھی انہیں یہی خوف رہتا ہے کہ شاید وہ اپنے مورچوں میں ہیں اور یہ لوگ اس کی بات کی تمنا کرتے ہیں کہ کاش ہم بس اپنے دیہاتوں ہی میں ہوتے اور جنگ کی خبریں سنا کرتے۔ (آیت نمبر ۱۷-۲۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

آپ ﷺ امت کے لئے بہترین نمونہ ہیں

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص بھی مبداء و معاد پر ایمان و یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ میدان جنگ میں بھی آپ ﷺ کی کامل اتباع و پیروی کرے، کیونکہ آپ ﷺ ساری کائنات کے لئے نمونہ ہیں، اور یہ آیت اگرچہ جہاد کے ساتھ خاص ہے، مگر مراد عام ہے اور آپ ﷺ کی سیرت و کردار ہم سب کے لئے تمام امور میں نمونہ ہے۔ (آیت نمبر ۲۱)

غزوہ احزاب میں مسلمانوں کا کردار

اس کے بعد غزوہ احزاب میں شریک مؤمنوں کی صفت کا بیان ہے کہ جب دشمن سے سامنا ہوا تو انہوں نے مایوسی، خوف اور ڈر کا مظاہرہ نہیں کیا، بلکہ یہ کہا کہ یہی وہ کامیابی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ (آیت نمبر ۲۲) اور پھر ان مؤمنوں کا تذکرہ ہے جو غزوہ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، مگر اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ہم لڑیں گے اور پھر غزوہ احزاب کے موقع پر یہ حضرات خوب دلجمعی کے ساتھ لڑے اور بالآخر بعض نے جام شہادت نوش کیا اور بعض شہادت کے مشتاق رہے۔ (آیت نمبر ۲۳)

اللہ کی طرف سے ملنے والے پانچ انعام

پھر انعامات خمسہ کا بیان ہے:

- (۱) مدینہ سے مشرکین کو نکالا۔
- (۲) اللہ تعالیٰ نے ہوا اور ملائکہ کے ذریعے مسلمانوں کی مدد کی۔
- (۳) قبیلہ بنو قریظہ کو مغلوب کیا۔
- (۴) یہودیوں اور کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈالا۔
- (۵) ان کی املاک کا مسلمانوں کو وارث بنایا اور آئندہ فتوحات کی بشارت دی۔

خلاصہ کوغ نمبر ۴

ازواج مطہرات سے خصوصی خطاب

ان آیات میں ازواج مطہرات کو خطاب ہے کہ اگر وہ دنیا کا عیش و آرام چاہتی ہیں تو پھر اس بات کے لئے تیار رہیں کہ آپ انہیں شرع کے موافق طلاق دے دیں گے اور اگر اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرنا ہے تو پھر مصائب و آلام کے لئے تیار رہیں اور مشکلات میں آپ ﷺ کا ساتھ دیں۔

شان نزول

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کو وہی عنایت فرمایا کرتے تھے، جو بیت

المال سے ملتا تھا، زندگی غربت میں گزر رہی تھی، پھر جب فتوحات ملیں اور کچھ وسعت ہوئی، تو ازواج نے آپس میں مشورہ کر کے اخراجات میں زیادتی کا مطالبہ کیا، سوائے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے، اس پر آپ ﷺ سخت ناراض ہوئے اور ایک ماہ تک کے لئے ایلاہ فرمایا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے بالاخانہ میں تشریف لے گئے، ادھر مشہور یہ ہو گیا کہ آپ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے، القصہ ایک ماہ تک یہی سلسلہ رہا اور پھر ان آیات کا نزول ہوا، سب سے پہلے یہ حکم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنایا اور فرمایا کہ مشورہ کر لو، آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں، میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا، ان کے بعد تمام ازواج نے بھی یہی جواب دیا۔

تعداد ازواج کی حکمت

آپ ﷺ کو تعداد ازواج کی اجازت تھی، کیونکہ آپ ﷺ کی زندگی کو محفوظ کرنا مقصود تھا، چنانچہ آپ کی باہر کی زندگی کو صحابہ کرام ﷺ نے محفوظ فرمایا اور آپ کی گھریلو زندگی کو آپ کی ازواج نے محفوظ فرمایا، یہی وجہ ہے کہ دین کا ایک بہت بڑا حصہ ازواج سے منقول ہے۔

معاذ اللہ اگر محض قضاء شہوت مقصود ہوتی تو آپ کنواریاں تلاش کرتے، جبکہ سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کوئی بھی کنواری نہ تھی۔ (۲۸، ۲۹)

”فاحشہ بیہ“ سے کیا مراد ہے

اس کے بعد ازواج مطہرات سے خطابات ہیں۔

واضح رہے کہ یہاں آیت میں ”فاحشہ بیہ“ سے مراد معاذ اللہ زنا نہیں، کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

”ما زنت امرأة نبي قط“

”کبھی بھی کسی بھی نبی کی بیوی نے زنا نہیں کیا۔“

بلکہ یہاں فاحشہ بیہ سے مراد ہر وہ کام ہے جس سے آپ ﷺ تنگ ہوں اور اس میں آپ ﷺ

کی نافرمانی ہو۔

پہلا خطاب

جس میں بھی نشو و زپایا گیا باس معنی کہ اگر کوئی عورت تم سے یہ کہہ دے کہ نبی نے یہ کیا کیا کہ اپنے لے پا لک کی بیوی سے نکاح کر لیا اور تم نے جواب میں یہ کہہ دیا کہ نبی زور والا ہے، اپنی مرضی سے کرتا ہے، تو تمہارا اس طرح کہنا ”فاحشہ بیہنہ“ ہے اور ایسی کو جہنم میں ڈالا جائے گا اور دو گنا عذاب دیا جائے گا اور جس نے یہ جواب دیا کہ پیغمبر اللہ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتا، تو اس کو دو ہزار اجر ملے گا۔

دوسرا خطاب

تم ازواج اور عورتوں کی طرح نہیں ہو، بلکہ تمہارا ایک بڑا رتبہ ہے، جو تمہیں اللہ نے نبی کی زوجیت کی صورت میں عطا کیا ہے، لہذا درج ذیل امور کی پیروی کرو:

(۱) اللہ سے ڈرتی رہو اور تقویٰ کو اختیار کرو۔

(۲) اگر کسی غیر محرم سے بات کی نوبت آئے تو نرمی سے بات مت کرنا، البتہ سیدھی بات کرنا، جس میں روکھاپن اور خشکی ہو۔

(۳) اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور چادریں اوڑھ کر بھی بلا ضرورت باہر نہ نکلو اور اپنا لباس بھی کسی کونہ دکھاؤ، یہ حکم اس لئے دیا، تاکہ ازواج کافروں اور منافقوں کے طعن سے محفوظ رہیں۔

(۴) گھروں میں بھی اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رہنا، بلکہ نمازوں کو قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرتی رہنا اور تمام امور میں آپ ﷺ کی تعلیمات کی پیروی کرنا۔

آخر میں ان تمام امور پر عمل کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ یہ سب احکام تمہارے لئے اس لئے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں گندگی سے دور رکھنا چاہتا ہے۔ (آیت نمبر ۳۲-۳۳)

ایک باطل عقیدہ

کچھ لوگوں نے اس آیت تطہیر سے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرات حسنینؓ کو مراد لیا ہے

اور ”بیچ تن پاک“ کا نعرہ لگا کر ان حضرات کی عصمت کا عقیدہ گھڑا ہے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے ان حضرات کو بلا کر کملی میں داخل کر کے کہا کہ:

”اللہم هؤلاء اہل بیٹی“

”اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔“

اس موقع پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمائش کی کہ مجھے بھی کملی میں داخل فرمالیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”أنت علی الخیر“

”تم خیر ہی پر ہو۔“

دوسرا یہ لوگ اس بات سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ یہاں لفظ ”اہل“ مذکور ہوا ہے اور وہ مذکر ہے، لہذا یہاں مراد بھی مرد ہوں گے تو حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم ایک فصیح و بلیغ کتاب ہے، یہاں اس مقام پر جتنے الفاظ بھی سیاق و سباق میں موجود ہیں، ان میں ازواج مراد ہیں، تمام گناہوں کا تذکرہ کرنے کے بعد انہی سے کہا جا رہا ہے کہ ان گناہوں سے اجتناب کا فائدہ تمہیں پاکی کی صورت میں ملے گا۔

اہل بیت کی تحقیق

اور پھر ”اہل بیت“ تو کہتے ہی بیوی کو ہیں اور لفظ اہل کا قانون بھی یہی ہے کہ یہ لفظ صرف لفظی اعتبار سے مذکر ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ”**قال لاهلہ امکثوا**“ فرمایا گیا، جبکہ وہاں صرف ان کی اہلیہ موجود تھیں۔ اب آپ ﷺ کا کملی میں لانا اس لئے تھا کیونکہ ازواج کی فضیلت نازل ہو چکی تھی، اور آیت تطہیر انہی کے بارے میں ہے، لیکن آپ ﷺ چاہتے تھے کہ یہ فضیلت حضرات حسنین و حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو بھی حاصل ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ جب آپ ﷺ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمائش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”أنت علی الخیر۔“

”تم تو اصل ہی میں فضیلت پر ہو۔“

پارہ نمبر ۲۲

خلاصہ رکوع نمبر ۱

مسلمانوں سے خطاب

سب سے پہلے مسلمان مردوں اور عورتوں کو خطاب ہے کہ وہ اپنے اندر درج ذیل صفات پیدا کریں:

- (۱) خود کو ظاہری احکام شرعیہ کا پابند کریں۔
- (۲) عقائد درست کریں۔
- (۳) اطاعت گزار بنیں۔
- (۴) نیت، قول، اور عمل کی صفائی ہو۔
- (۵) طاعات اور مصائب پر صبر کریں۔
- (۶) عاجزی پیدا کریں۔
- (۷) صدقات و خیرات کا اہتمام کریں۔
- (۸) روزوں کا اہتمام کریں۔
- (۹) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ کا خوب خوب ذکر کریں۔

اعمال پر اجر و ثواب کب ملتا ہے؟

اس کے بعد یہ بتایا گیا کہ تمہیں تمہارے اعمال پر اجر اس وقت ملے گا، جب تمہارے اعمال میں آپ ﷺ کی مخالفت نہیں ہوگی اور تم اپنے اختیارات کو دخل نہیں دو گے۔

آپ ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح

اس کے بعد آپ ﷺ کا حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کا تذکرہ ہے، جو کہ آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، مگر پھر انہوں نے طلاق دے دی تھی، پھر آپ ﷺ کو حکم

ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور یوں کفار میں رائج اس رسم کو کچل ڈالا جس کی رو سے منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا اسی طرح حرام تھا، جس طرح حقیقی بیٹے کی بیوی سے نکاح کرنا حرام ہے۔

ابتدا آپ ﷺ اس نکاح سے صرف اس وجہ سے احتراز فرما رہے تھے کہ لوگوں کی طرف سے سخت مخالفت کا اندیشہ تھا، مگر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہو گیا، تو پھر آپ ﷺ نے اس پر اقدام کر لیا، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو بھی حکم نازل کرتا ہے، تو انبیاء کرام علیہم السلام اسے بے تکلف بجالاتے ہیں۔ (آیت نمبر ۳۵-۳۸)

آپ ﷺ کی کوئی زینہ اولاد زیادہ عرصہ حیات نہیں رہی

آخر میں یہ بھی بتا دیا کہ آپ ﷺ کی کوئی زینہ اولاد رہی ہی نہیں تھی، جو یہ کہا جاتا آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا ہے، کیونکہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ حقیقی بیٹے نہیں تھے، بلکہ لے پا لک اور متبقی تھے اور شریعت اسلامیہ میں لے پا لک اور متبقی کے بعد اس کی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے۔

نبی ﷺ آخری نبی ہیں: اس آیت اس کی بھی تصریح کر دی کہ محمد ﷺ اگرچہ تم مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں مگر آپا امت کے ساتھ روحانی رشتہ ہے اور آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ (آیت نمبر ۴۰)

لہذا اب نبی ﷺ کے بعد کوئی شخص اب اگر نبوت کا دعویٰ کرے گا تو اس آیت کا انکار کرنے والا شمار ہو کر کافر قرار دیا جائے اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہوں گے۔

آپ ﷺ کی زینہ اولاد کے زندہ نہ ہونے میں حکمت

آپ ﷺ کے بیٹے حضرت قاسم انتقال کر گئے تھے۔

طیب رحمہ اللہ، طاہر حضرت خدیجہ سے تھے اور امراہیم ماریہ قطیبہ رضی اللہ عنہا سے، یہ بچپن میں انتقال کر گئے، سن بلوغ کو کوئی نہ پہنچ سکا اور ان تمام کی فوجی سے اشارہ اس طرف تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

آپ ﷺ کی صفات

اس رکوع کی ابتداء میں مسلمانوں کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ رب العزت کی خوب خوب حمد و ثنا کریں اور پھر آپ ﷺ کی چند صفات کا تذکرہ ہے۔

(۱) آپ حق کی کواہی دینے والے ہیں۔

(۲) طاعات پر اجر کی بشارت دینے والے ہیں۔

(۳) گناہوں پر عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔

(۵) ہدایت کا چمکتا ہوا چراغ ہیں۔ (آیت نمبر ۴۱-۴۶)

اس کے بعد مسلمانوں سے خطاب ہے کہ اگر تم نے ان عورتوں سے نکاح کرنا ہو، جنہیں ہمہستری سے پہلے طلاق دے دی گئی ہو، خواہ تمہارے متبنیٰ کی بیوی ہو، یا کسی اور کی تو تم ان عورتوں سے عدت کے بغیر بھی نکاح کر سکتے ہو۔

اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس عورت کو ہمہستری سے پہلے طلاق ہو گئی ہو، تو اس پر عدت

نہیں۔ (آیت نمبر ۴۹)

نبی ﷺ کی زیادہ شادیوں کی حکمت

”لکبلا یكون علی المؤمنین حرج“ اس آیت میں تعدد ازواج کی طرف اشارہ ہے، تاکہ دین کی اشاعت میں تنگی نہ ہو، اسی وجہ سے مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ نے نبی بنی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور جب مدینہ طیبہ تشریف لائے مسلسل احکام اترنا شروع ہو گئے اور اسلام خوب پھیلا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے، تو زیادہ عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی، تاکہ جس طرح مردوں کی ایک جماعت نبی ﷺ سے دین سیکھ رہی ہے اس طرح خواتین کی بھی ایک

جماعت نبی ﷺ سے گھریلو زندگی کے احکام سکھ سکے دوسرا نبی ﷺ کی مختلف قبائل سے رشتہ داری ہوگی تو ان قبائل کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ پیدا ہوگا۔ (آیت نمبر ۵۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

مسلمانوں کو آداب کی تعلیم

اس رکوع میں مسلمانوں کو معاشرے کے چند آداب کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۱) بلا اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہوا کرو۔

(۲) جب کسی دعوت اور ولیمہ وغیرہ میں بلائے جاؤ، تو وہاں ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھو۔

(۳) وقت مقررہ کا خیال رکھنا چاہیے، وقت سے پہلے پہنچ کر کھانے کے انتظار میں نہ بیٹھیں۔

(۴) کھانے سے فارگ ہو کر اپنے اپنے کاموں میں منتشر ہو جائیں، ایسا جم کر نہ بیٹھیں کہ جس سے میزبان کو تکلیف ہو۔

(۵) عام عورتوں کے لئے تو قانون یہ ہے کہ جب وہ برقعہ پہن کر آئیں، تو ضرورت کے وقت ان سے بات کر سکتے ہیں، لیکن ازواج مطہرات کے لئے قانون یہ ہے کہ جب ان سے بات کی ضرورت پیش آئے، تو دیوار کے پیچھے سے بات کرنی ہوگی۔

(۶) عورتوں پر اپنے والدین، اپنی اولاد، بھائیوں، بھانجیوں، بھتیجیوں، مسلمان عورتوں اور اسی طرح باندیوں سے پردہ نہیں۔

(۷) مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آپ ﷺ پر کثرت کے ساتھ درود پاک پڑھا کریں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

پردے کا حکم

مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر کبھی ضرورت سے گھر سے نکلنا پڑے، تو بڑی چادریں اوڑھ کر گھروں سے نکلیں اور اپنے چہروں کو چھپالیں تاکہ منافق اور شریر و خبیث قسم کے لوگ سے محفوظ رہیں۔

رہیں، یعنی مسلمان عورتوں کو مکمل پردہ کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۵۹)

آپ ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں

لفظ ”بنات“ جمع ہے، اور اس کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے لہذا روا فض کا یہ کہنا کہ آپ کی صرف ایک بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں، یہ بات غلط ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

یہاں اہل ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ پر بری تمہیں لگا کر ایذا نہ دیں، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اتہام کے ساتھ ایذا دی۔

کامیابی کے دو اصول

اس کے بعد کامیابی کے دو اصول بیان کئے گئے:

(۱) تقویٰ کو اختیار کرو۔

(۲) صحیح اور درست بات کرو، کیونکہ اس کا نتیجہ دو صورتوں میں سامنے آئے گا:

(الف) اللہ تمہارے اعمال درست کرے گا۔

(ب) تمہاری مغفرت کرے گا۔ (آیت نمبر ۷۷، ۷۸)

انسان کی تعریف

اس کے بعد انسان کی تعریف کی گئی کہ عقل تو سوچتی ہے، مگر محبت بے سوچ ہوتی ہے، زمین و آسمان کو عقل دی گئی، تو انہوں نے سوچ کر اس امانت کو لینے سے انکار کر دیا اور چونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے، تو انسان نے فرط محبت میں اس امانت کو قبول کر لیا اور انجام کو نہ سوچا، اسی لئے انسان کو ”ظلوما جھولا“ قرار دیا گیا ہے۔

سورہ سبا

خلاصہ سورت

اس سورت کا مرکزی مضمون شفاعتِ قہریہ (زبردستی سفارش) کی نفی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے

ہاں کوئی زبردستی سفارش کرنے والا نہیں۔ اس مضمون اور دعویٰ کو ۶ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ اور اصل مضمون سے متعلق چار شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ پہلا شبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے متعلق ہے، دوسرا شبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں، تیسرا شبہ جنات کے بارے میں اور چوتھا شبہ ملائکہ سے متعلق ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

دلائل توحید

اس سورت سے قرآن کریم کا چوتھا حصہ شروع ہوتا ہے۔ سب سے پہلے عقیدہ توحید پر عقلی دلیل پیش کی گئی کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے، سب اللہ تعالیٰ کی ملک اور اس کے تصرف میں ہے، وہ زمین سے اگنے والی نباتات، زمین میں ڈالی جانے والی معدنیات اور بیج اور نازل ہونے والی بارش اور آسمان کی طرف چڑھنے والے ملائکہ اور ارواح، سب کو خوب جانتا ہے۔ ان سب دلائل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہی تمام تر اختیارات ہیں اور کوئی بھی اس کے ہاں شفاعت قہریہ کا مالک نہیں۔ (۲۷۲ نمبر ۱)

دو شبہوں کا ازالہ

اس کے بعد دو شبہوں کا ازالہ کیا گیا ہے۔

(۱) اگر قیامت آنی ہے، تو بتاؤ کب آئے گی؟ جواب دیا گیا کہ قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

(۲) مرنے کے بعد ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتی ہیں اور دیگر اجزاء اور ذرات کے ساتھ مل جاتی ہیں، اللہ ان کو کیسے زندہ کرے گا؟ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان میں کوئی ذرہ تک مخفی نہیں، سب کچھ لوح محفوظ میں مکتوب ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کے لئے انسان کی بوسیدہ ہڈیوں اور اس کے منتشر اجزاء کو جمع کرنا کوئی مشکل نہیں۔ (۲۷۲ نمبر ۲)

کفار کی عادت بد

پھر کافروں کی ایک عادت بد کا تذکرہ ہے کہ جب یہ لوگ آپس میں مرنے کے دوبارہ زندہ

اٹھائے جانے کی بات کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کا استہزاء کرتے ہیں کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں یا پھر آپ مجنون ہیں۔ جواب دیا گیا کہ نہ تو آپ مجنون ہیں اور نہ ہی جھوٹ بول رہے ہیں، بلکہ تم ہی لوگ گمراہی میں ہو، جس کا صلہ تمہیں بروز قیامت عذاب کی صورت میں ضرور ملے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

چند شبہات کا ازالہ

اس رکوع میں چند شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔

پہلا شبہ

پہلا شبہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تو پرندے اور پہاڑ بھی ترنم کیا کرتے تھے، اسی طرح آپ ﷺ کے لئے لوہے کو بھی موم بنا دیا گیا تھا تو جو اتنی صفات کا مالک ہو، تو وہ ضرور سفارش کر سکے گا۔

جواب دیا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے یہ کمالات ذاتی نہیں تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تھے۔

دوسرا شبہ

دوسرا شبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں تھا کہ ان کے لئے تانبہ کا چشمہ جاری تھا، ایک ایک ماہ کا سفر ایک صبح اور ایک شام میں طے کر لیا کرتے تھے اور اسی طرح جنات بھی آپ کے لئے مسخر تھے، تو ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ جس میں اتنی صفات ہوں، تو وہ ضرور سفارش کر سکے گا۔

جواب دیا گیا کہ یہ سب نعمتیں اور ان تمام چیزوں کا مسخر ہونا اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔

تیسرا شبہ

تیسرا شبہ جنات سے متعلق تھا کہ جنات غیب کا علم جانتے ہیں۔ جواب دیا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد بھی ایک عرصہ تک مسلسل جنات کام میں مصروف رہے، اگر جنات کو

غیب کا علم حاصل ہوتا تو یوں ایک سال تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت سے بے خبر نہ رہتے۔ (آیت نمبر ۱۰-۱۳)

اس کے بعد قوم سبا کی نافرمانی کا بیان ہے، جس کے سبب بالآخر انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ (آیت نمبر ۱۵، ۱۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

چوتھا شبہ

اس رکوع کی ابتداء میں ملائکہ سے متعلق شفع غالب ہونے کے شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے، کیونکہ ملائکہ کسی چیز کے مالک نہیں، وہ کسی سے کچھ نہیں کرا سکتے، بلکہ ان کی عاجزی کا عالم تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کو سنتے ہیں، تو بیعت اور خوف کے مارے کانپ اٹھتے ہیں، پھر بھلا وہ کیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں زبردستی سفارش کرنے کے مالک ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو بس صرف وہی شفاعت کر سکے گا جسے اللہ تعالیٰ خود اجازت عطا کرے گا۔ (آیت نمبر ۲۲-۲۴)

طریقہ تبلیغ اور دعوت الی الحق

اس کے بعد عقیدہ توحید پر ایک دلیل عقلی علی سبیل الاعتراض من انحصار (ایسی دلیل جسے خود مد مقابل بھی تسلیم کرتا ہو) پیش کی گئی ہے اور پھر تبلیغ کا طریقہ سمجھایا گیا ہے کہ کافروں کو دلائل میں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرنے کی دعوت دیں، تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ حق پر کون ہے اور گمراہ کون ہے؟

نیز ان لوگوں سے کہا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزات کا مالک نہ سمجھو، وہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کئے جاتے ہیں۔ آخر میں ان کے وقوع قیامت کے مطالبہ کا جواب دیا گیا ہے کہ ہمیں قیامت کے وقوع کے وقت کا تو علم نہیں، اتنا ضرور جانتے ہیں کہ وہ آئے گی ضرور۔ (آیت نمبر ۲۲-۲۴)

خلاصہ رکوع نمبر ۴، ۵

بروز قیامت کفار کی ایک دوسرے پر الزام تراشی

اس رکوع میں کافروں کے کفر کا بیان ہے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی اس سے پہلی کتابوں پر، لیکن جب بروز قیامت حساب و کتاب شروع ہوگا، تو اس وقت یہ کافر بات کو ایک دوسرے پر ڈالیں گے، چنانچہ پیروکار اپنے پیشواؤں پر الزام لگائیں گے اور پیشوا اپنے پیروکاروں پر الزام تھوپیں گے کہ ہم نے تم لوگوں پر کوئی زور بردستی نہیں کی تھی، تم خود مجرم ہو، تم لوگوں نے خود آپ ﷺ کی اتباع کو چھوڑ کر ہماری اتباع کی، مگر اس دن ایک دوسرے پر الزام لگانا کچھ فائدہ نہیں دے گا اور ان کو ان کے اعمال کی سزا مل کر رہے گی۔ (آیت نمبر ۳۱-۳۳)

ارباب اقتدار اور ارباب اموال کا تکبر

اس کے بعد ان کے پیشواؤں اور ان کے لیڈروں کے کفر کا بیان ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی بستی میں کسی نبی، یا رسول کو مبعوث کیا، تو وہاں کے خوشحال لوگوں اور لیڈروں نے اس رسول اور نبی کی مخالفت کی اور کہہ دیتے تھے کہ ہم ان تمام چیزوں کا انکار کرتے ہیں جن کے ساتھ تم مبعوث کئے گئے ہو، ان لوگوں کا زعم باطل یہ تھا کہ ہم مال و اولاد والے ہیں، لہذا ہمارا دین اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور ہمیں عذاب نہیں ہوگا۔ ان کے اس زعم کو باطل کرتے ہوئے یہ ارشاد ہوا کہ یہ مال کی کشادگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، کیونکہ وہ جسے چاہتا ہے، رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے، اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے اور یہ نہ سمجھو کہ مال و اولاد کی فراوانی ہے، تو تم اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام صرف وہی شخص پا سکتا ہے، جو ایمان لایا ہو اور اعمال صالحہ کئے ہوں۔ (آیت نمبر ۳۴-۳۷)

فرشتوں کا اعلان برائت

پھر اس بات کا بیان ہے کہ بروز قیامت فرشتے ان کافروں سے اعلان برائت کریں گے اور ان کافروں کے خلاف گواہی دیں گے کہ یہ لوگ جنوں اور شیاطین کی عبادت کیا کرتے تھے، جس کے بعد

ان کافروں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا، کیونکہ یہ لوگ جس وقت انبیاء کرام علیہم السلامؑ انہیں دعوت دیا کرتے تھے، تو ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور ان کے کلام کو جھوٹ اور جادو کہا کرتے تھے۔ (آیت نمبر ۲۰-۲۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع میں دو باتوں کا بیان ہے:

(۲) ایمان باللہ

کافروں کو عقیدہ تو حید پر ایمان لانے کے لئے مختلف انداز میں ترغیب گئی۔

(۱) ہر روز قیامت کفار کی حالت زار

ہر روز قیامت ان کافروں کا کیا حال ہوگا؟ اس کی منظر کشی کی گئی ہے کہ اس وقت یہ لوگ مختلف آرزوئیں کریں گے، مگر ان کی کوئی آرزو پوری نہیں کی جائے گی۔

سورہ فاطر

ما قبل سے ربط

سورہ سبا میں شفاعت قہریہ، یعنی زبردستی سفارش کا مالک ہونے کی نفی کا مضمون مذکور تھا اور انبیاء کرام علیہم السلامؑ، ملائکہ اور جنات سے متعلق شبہات کا ازالہ کیا گیا تھا، اب سورہ فاطر میں اس بات کا بیان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی شفیع غالب یعنی: زبردستی سفارش کرنے والا نہیں، تو پھر صرف اسی کی عبادت کرو اور اپنی حاجات میں اسی کو پکارو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں شرک اعتقادی کی نفی کا بیان ہے کہ ساری کائنات کا مالک اور خالق اور سارے عالم میں متصرف و مختار اور عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس دعویٰ پر بارہ دلائل بیان کئے گئے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں درج ذیل امور کا بیان ہے۔

- (۱) ابتدائی دو آیتوں میں دلائل تو حید کا تذکرہ ہے۔ (آیت نمبر ۲)
- (۲) تو حید کی طرف ترغیب دی گئی ہے کہ شرک کو چھوڑو اور تو حید کو قبول کرو۔ (آیت نمبر ۳)
- (۳) نبی کریم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر یہ لوگ تو حید کو قبول نہیں کرتے، تو آپ غمزدہ نہ ہوں۔

غمزدہ نہ ہونے کی وجوہات

ایک تو اس وجہ سے کہ آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ بھی یہی توہین آمیز رویہ اور عدم اطاعت کی روش اختیار کی گئی تھی اور دوسری علت یہ ہے کہ سب نے بالآخر اللہ تعالیٰ کے ہاں جمع ہونا ہے، اس وقت آپ کو آپ کی محنت کا اجر ملے گا اور نہ ماننے والوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(۴) تحویف اخروی کا بیان ہے کہ خبردار شیطان کے دھوکے میں مت آنا، کیونکہ وہ تمہیں جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔

(۵) آخر میں تحویف اخروی اور مؤمنین کے لئے بشارت کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

دلائل تو حید اور ثمرات

اس رکوع میں وحدانیت باری تعالیٰ پر چار عقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ ان دلائل کے ثمرات کو بھی بیان کیا گیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر ان دلائل کا یہ ثمرہ ذکر کیا کہ تم نے اللہ کے سوا معبود اس لئے بنائے، تاکہ تمہیں عزت حاصل ہو، تو یاد رکھو کہ تمام تر عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اگر عزت چاہتے ہو، تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کو اختیار کرو اور اسی کو پکارو اور دوسرے مقام پر یہ ثمرہ بیان ہوا کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے قبضہ میں کچھ نہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے

رکوع کے شروع میں تو حید پر عقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ تم سب کے سب (خواہ ملائکہ ہوں، یا جنات یا انسان وغیرہ) اللہ تعالیٰ کی محتاج ہو، پھر بھلا تم میں معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ تو اگر چاہے، تو تمہیں ہلاک بھی کر سکتا ہے اور تمہاری جگہ اچھے لوگوں کو پیدا کر دے، کیا تمہارے معبود بھی ایسا کر سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں کر سکتے، تو جب ان کے اختیار میں ایسا کچھ نہیں، تو پھر ان کو کیوں پکارتے ہو؟

(آیت نمبر ۱۵-۱۷)

توحید اور شرک کی مثال

اس کے بعد شرک اور توحید کے درمیان فرق سمجھانے کے لئے مشلہ کا بیان ہے کہ جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے، سایہ اور دھوپ برابر نہیں ہو سکتے، زندہ اور مردہ برابر نہیں ہو سکتے، ایسے ہی کفر اور ایمان بھی برابر نہیں ہو سکتے۔ (آیت نمبر ۱۹-۲۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اللہ تعالیٰ ہی تمام امور میں تصرف کرنے والا ہے

رکوع کی ابتداء میں تو حید پر عقلی دلیل پیش کی گئی ہے کہ میوہ جات اور سب چیزوں کا رنگ مختلف کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے، بھلا دوسرا کون کر سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ جب دوسرا کوئی نہیں کر سکتا تو پھر کیوں غیر اللہ کو پکارتے ہو؟ (آیت نمبر ۲۷)

خوف خدا رکھنے والے کون؟

اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ دلائل کے بیان کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے، لیکن سوائے علماء کے کوئی اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا۔

خشیت اور خوف میں فرق

خوف محض ڈرنے کو کہتے ہیں جیسے کوئی شخص شیر سے ڈرتا ہے اور اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، مگر خشیت کہتے ہیں وہ ڈرتا جو تعظیم کی وجہ سے ہو جیسے ایک بیٹا ماں کی سزا سے ڈرتا ہے اور بری حرکت نہیں کرتا اور دوسرا ماں کی عظمت کی وجہ سے برائی سے بچتا ہے اور سوچتا ہے اگر میں نے ایسا کیا تو ماں ناراض ہوگی، یہ خشیت ہے، علماء کو یہی حاصل ہے اور پہلا خوف ہے۔ (آیت نمبر ۲۸)

تین قسم کے مسلمان

اور آخر میں مسلمانوں کی تین جماعتوں کا تذکرہ ہے۔

(۱) وہ اہل ایمان جو گناہ گار ہیں۔

(۲) گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور فرائض و واجبات پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(۳) گناہوں سے بچتے ہیں اور فرائض سے بڑھ کر سنن و نوافل اور آداب کی بھی ہمت کرتے ہیں۔

ان جماعتوں کا حکم

یہ تینوں جماعتیں جنتی ہیں، جیسا کہ علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ:

”سابقنا سابق، ومقتصدنا ناج، وظالمنا مغفور لہ“ (آیت نمبر ۳۲، ۳۳)

”ہم مسلمانوں میں جو اعمال کے اعتبار سے سب سے آگے ہیں، تو وہ تو ہیں ہی آگے اور جو اعتدال کی راہ پر ہیں، تو وہ بھی نجات پائیں گے اور جو ہم میں خود پر ظلم کرنے والے ہیں، تو ان کی مغفرت کی جائے گی۔“

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں درج ذیل امور کا بیان ہے۔

علم غیب خاصہ خداوندی

(۱) علم غیب خاصہ خداوندی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آؤ۔

جانشینی کا تقاضا

(۲) اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے، لہذا جانشین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آقا کی اطاعت کرے، اگر اطاعت نہیں کرے گا تو اس کا وبال اس کو بھگتنا پڑے گا۔

مشرکین سے دلائل کا مطالبہ

(۳) توحید کے دلائل ذکر کرنے کے بعد اب مشرکین سے دلائل کا مطالبہ ہے کہ اگر تمہارے معبودوں نے کچھ پیدا کیا ہے، یا وہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں، یا اگر تمہارے پاس کوئی ایسی حجت اور دلیل ہے، جس میں تمہارے معبودوں کا تذکرہ ہے، تو لاؤ، ہمیں بھی دکھا دو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، محض دھوکے میں پڑے ہیں۔

مشرکین کا دوغلا پن

(۴) زجر کا بیان ہے کہ بعثت سے قبل یہ لوگ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نبی ڈرانے والا آیا تو ہم ایمان لے آئیں گے، مگر جب ان کی طرف نبی کی بعثت ہوئی، تو انہوں نے سخت نفرت کا اظہار کیا اور صرف اس نفرت کے اظہار پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ آپ کو اذیت دینے کے لئے مختلف تدبیریں بھی کرتے رہے، اس پر ان لوگوں کو خبردار کیا گیا کہ کیا تم لوگوں نے خود سے پہلی امتوں کا حال نہیں دیکھا کہ نہ ماننے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اس لئے ان واقعات سے عبرت حاصل کرو۔ (۲۴ نمبر ۴۱-۴۳)

حلم خداوندی

(۵) حلم خداوندی کا بیان ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اعمال شرکیہ اور کفریہ پر پکڑ کرنے لگے، تو روئے زمین پر کوئی حیوان تک باقی نہ رہے، مگر اللہ تعالیٰ نے ایک وقت تک مہلت دی ہوئی ہے، تاکہ لوگ سدھر جائیں، لیکن جب وہ وقت اور قیامت واقع ہو جائے گی، تو پھر اس کے بعد کسی قسم کی مہلت نہیں دی جائے گی۔ (۲۴ نمبر ۴۵)

سورہ یس

ما قبل سے ربط

ما قبل سے ربط یہ ہے کہ اس سورت میں بھی شفاعت قہر یہ کی نفی کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورت

سورت یس میں تین مضامین بیان کئے گئے ہیں:

(۱) توحید

(۲) رسالت

(۳) آخرت

سورہ یس کو ”قلب القرآن“ بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ اس میں شرک کو جڑ سے اکھڑ دیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

ابتداء میں درج ذیل تین باتوں پر قرآن کریم کی قسم کھائی گئی ہے:

(۱) آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(۲) آپ ﷺ ہدایت پر ہیں۔

(۳) یہ قرآن منزل من اللہ ہے۔

اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن اگر چاہیے بادشاہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو عزیز بھی ہے اور رحیم بھی، مگر یہ خیال نہیں کرنا کہ تمام ہی لوگ ایمان لائیں گے، بلکہ اکثر لوگ تو ایمان نہیں لائیں گے، کیونکہ ان کے دلوں پر مہر جباریت ثبت ہو چکی ہے، اب آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں، وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ (آیت نمبر ۱۰-۱۱)

آپ کا ڈرانا کن لوگوں کے لئے نافع ہوگا؟

آپ کا ڈرانا ان لوگوں کے لئے نافع ہوگا، جن میں درج ذیل ۲ صفتیں ہوں گی:

(۱) دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کا ارادہ ہو۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔

اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ کا ان سے مغفرت اور اجر عظیم عطا کرنے کا وعدہ ہے۔ (آیت نمبر ۱)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اہل اہل کیہ کی تباہی کا سبب ”تکذیبِ رسل“

سب سے پہلے اہل اہل کیہ کے واقعہ کو بیان کر کے اہل مکہ کو اس پر متنبہ کیا گیا کہ اہل اہل کیہ نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا، تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے مرمومہ سفارشی بھی ان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں چھڑا سکے، اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی زبردستی سفارش کرنے والا نہیں، اس لئے تم لوگ بھی اے اہل مکہ شفاعتِ قہر یہ کے عقیدہ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرو اور ان تمام اقوام سابقہ کے احوال سے عبرت حاصل کرو، جن کو رسولوں کی تکذیب کی وجہ سے تباہ و برباد کر دیا گیا۔

مرشد کی شرائط

آیت نمبر ۲۱ میں مرشد راہنما کے لئے تین باتوں کے ضروری ہونے کا تذکرہ ہے:

(۱) ایک یہ ہے کہ مرشد نہ ہی جاہ کا طلب گار ہو،

(۲) اور نہ ہی مال کا،

(۳) اور دوسری بات یہ کہ وہ خود بھی ہدایت پر ہو۔

پارہ نمبر ۲۳

خلاصہ رکوع نمبر ۳

دلائل توحید

یہ پورا رکوع درج ذیل مختلف دلائل توحید پر مشتمل ہے:

- (۱) غیر آبا و اجداد مردہ زمینوں کو ہم زندہ کرتے ہیں۔
- (۲) اناج اور غلے وغیرہ ہم اگاتے ہیں۔
- (۳) دن رات کی گردش کو ہم لاتے ہیں۔
- (۴) سورج اور چاند کو مختلف مراحل میں ہم چلاتے ہیں۔
- (۵) لوگوں کو سمندری سفروں میں غرق ہونے سے بچانے والے ہم ہیں۔

جب یہ سب کام اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، ان کے قبضہ میں نہیں، جن کو اللہ کے ہاں سفارشی سمجھتے ہو، تو پھر وہ معبود کیسے بن سکتے ہیں اور کیسے وہ زبردستی اللہ کے ہاں سفارش کرنے کے مالک ہو سکتے ہیں؟ (آیت نمبر ۳۲-۴۴)

مشرکین کا گھٹیا پن

اس کے بعد قوم کے گھٹیا پن کا تذکرہ ہے کہ جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ ہلاک شدہ اقوام کے حالات سے عبرت حاصل کرو اور ایمان لے آؤ، تو اعراض کرتے ہیں اور جب فقراء اور مساکین پر خرچ کرنے کا کہا جاتا ہے، تو مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب اللہ نے انہیں نہیں دیا، تو ہم کیوں دیں؟ جاؤ اسی سے مانگو صرف اسی پر اتکنا نہیں، بلکہ سرکشی میں اس قدر بڑھ چکے ہیں کہ قیامت کے واقع ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں، اس مطالبہ کے جواب میں کہا گیا ہے کہ درحقیقت یہ لوگ اس آواز کے انتظار میں ہیں، جو انہیں اچانک اچک لے گی اور یہ لوگ اس وقت بھی دنیاوی معاملات میں مصروف ہوں گے، تب یہ لوگ اسی حال میں مرجائیں گے، کسی کو کچھ وصیت کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔ (آیت نمبر ۴۵-۵۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں درج ذیل امور کا تذکرہ ہے:

- (۱) بحث بعد الموت اور احوال قیامت، یعنی جب قیامت واقع ہوگی، تو لوگ قبروں سے نکل کر مارے خوف کے دوڑتے ہوئے میدان محشر میں جمع ہوں گے اور وہاں حساب و کتاب ہوگا اور کسی کے ساتھ بھی کسی قسم کا ظلم یا نا انصافی نہیں ہوگی۔ (آیت نمبر ۵۸-۶۴)
- (۲) اہل جنت کے انعامات کا تذکرہ ہے۔
- (۳) جہنمیوں اور مجرموں کی رسوائی کا تذکرہ ہے کہ قیامت والے دن ان لوگوں کے خلاف خود ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ (آیت نمبر ۵۹-۶۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں مشرکین کے چند اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

اعتراض نمبر ۱

یہ لوگ کہتے تھے کہ ہمیں وقت تھوڑا ملا ہے، ورنہ ہم سمجھ جاتے اور پھر ایمان بھی لے آتے۔
جواب دیا گیا کہ اتنی عمر تک تو سمجھے نہیں ہو، اس سے زیادہ میں تو ضعف شروع ہو جاتا ہے، پھر کیا سمجھتے؟

اعتراض نمبر ۲

بنی کریم ﷺ سے متعلق یہ لوگ کہتے تھے کہ یہ شاعر ہے اور شاعر ان کا کام کرتا ہے (نعوذ باللہ)۔
جواب دیا گیا کہ ہم نے کسی بھی پیغمبر کو شاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی شاعری کسی پیغمبر کے شایان شان ہے، قرآن پاک ایک واضح دلیل ہے، جو زندوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتی ہے اور کافروں پر حق کو ثابت کرتی ہے۔ (آیت نمبر ۶۸-۷۰)

وحدانیت باری تعالیٰ پر مزید عقلی دلائل

اس کے بعد توحید کے دلائل کو بیان کیا کہ ہم نے ان لوگوں کے لئے جانوروں کو مسخر کیا،

جانوروں کو ان لوگوں کا تابع کر دیا، اب یہ ان پر سواری بھی کرتے ہیں، ان کا گوشت بھی کھاتے ہیں اور اسی طرح دیگر منافع بھی ان سے حاصل کرتے ہیں، جیسا کہ ان کے بالوں سے، کھال سے، ہڈیوں سے اور دودھ وغیرہ سے فائدہ حاصل کرتا۔

ان تمام نعمتوں کے نتیجے میں ہونا یہ چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے، مگر بجائے شکر ادا کرنے کے ان لوگوں نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور جھوٹے معبود بنائے، تاکہ وہ ان کی مدد کریں، جبکہ ان لوگوں کے معبودان باطلہ کا حال یہ ہے کہ وہ کسی بھی قسم کی مدد کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، بلکہ وہ خود مدد کے محتاج ہیں۔ (آیت نمبر ۴۵-۴۷)

بد بخت ابی بن خلف کا واقعہ

ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور کہنے لگا کہ اس کو کون زندہ کرے گا؟ جواب دیا گیا کہ وہی ذات زندہ کرے گی، جس نے اسے ابتدائی وجود بخشا، کیا یہ لوگ اتنا بھی سمجھتے کہ جو ذات بغیر کسی نمونے کے زمین و آسمان کی تخلیق پر قادر ہے، وہ مثل کے پیدا کرنے پر بھی ضرور قادر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت تو یہ ہے کہ جس چیز کی بھی تخلیق کا ارادہ فرماتے ہیں، تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ (آیت نمبر ۴۸-۸۲)

پوری سورت کا خلاصہ

اور آخر میں پوری سورت کا خلاصہ ذکر کر دیا کہ ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شریکوں سے پاک اور مغترہ ہے اور سارے اختیارات اسی کے قبضہ میں ہیں۔ (آیت نمبر ۸۳)

سورہ صافات

ما قبل سے ربط

اس سورت میں بھی سورہ یس کی طرح شفاعت قبریہ (زبردستی سفارش) کی نفی کی گئی ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں جنات، فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے عجز کا بیان ہے کہ یہ تمام خود

محتاج ہیں، لہذا یہ زبردستی اللہ سے کسی کو بخشوا نہیں سکتے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں

اس رکوع میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ فرشتے مجبور ہیں اور جنات مقہور ہیں، تو پھر بھلا یہ الٰہ کیسے بن سکتے ہیں؟

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع کی ابتداء میں بھی مشرکین کے معبودان باطلہ کے عجز کا بیان ہے، جس کے بعد اہل جہنم کے لئے عذاب اور اہل جنت کے لئے انعامات کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳-۵

ان دونوں رکوعوں میں سات انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہے اور ان کے عجز کو ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں عاجز ہیں، اسی سے مانگ کر چلتے ہیں، اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں، قوموں کی طرف سے آنے والی سختیوں پر اللہ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہذا اللہ کے ہاں جبراً کسی کی سفارش نہیں کر سکتے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کے عجز کا بیان

نیز انبیاء کرام علیہم السلام کے عجز کا اظہار اس انداز میں بھی کیا گیا ہے کہ وہ خود بھی مصائب و آلام اور آفات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی عاجزی اور نیاز مندی کا اعتراف کرتے تھے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے عجز کا بیان

چنانچہ سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ آپ جب قوم کی اذیتوں سے تنگ آئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا اور اللہ تعالیٰ کو پکارا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے قوم کو غرق کر دیا تو جب آپ بھی اللہ تعالیٰ کو پکارنے والے ہوئے تو پھر شفیع غالب کیسے ہو سکتے ہیں؟

حضرت ابراہیم ؑ کے عجز کا بیان

ان کے بعد حضرت ابراہیم ؑ کے قصے کا تذکرہ ہے کہ قوم نے انہیں آگ میں جلانا چاہا، مگر اللہ رب العزت نے آپ کی حفاظت فرمائی، حضرت ابراہیم ؑ اس قدر تابعدار تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے اور آپ کی دعا کا بھی تذکرہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے صبر و عمل والی اولاد مانگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل ؑ کی صورت میں ایک صابر بیٹا عطا کیا، تو جب وہ خود ان تمام امور میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو پھر بھلا زبردستی سفارشی کیسے ہو سکتے ہیں؟

دیگر انبیاء علیہم السلام کے عجز کا بیان

اس کے بعد حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یونس، حضرت لوط اور اسی طرح حضرت الیاس علیہم السلام کا تذکرہ ہے کہ ہم ہی نے تمام مصائب اور مشکلات میں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کی مدد کی، پھر بھلا یہ حضرات زبردستی سفارشی کیسے بن سکتے ہیں؟

فرشتوں اور جنات سے متعلق مشرکین کا ایک غلط عقیدہ

اس کے بعد فرشتوں اور جنات سے متعلق مشرکین کے ایک غلط عقیدہ کا تذکرہ ہے کہ یہ لوگ جنات کی شہزادیوں کو ملائکہ کی مائیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی بیویاں اور ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیا کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ) جب ان لوگوں سے پوچھا گیا کہ کیا تم لوگ اس وقت موجود تھے، جب ملائکہ کو مونث تخلیق کیا جا رہا تھا؟ نیز جنات تو خود بھی جانتے ہیں کہ وہ جہنم میں جائیں گے، پھر بھلا ان کا اللہ تعالیٰ سے کیسے کوئی رشتہ ہو سکتا ہے؟

اور پھر بتایا گیا ہے کہ ملائکہ تو از خود عبدیت کا اعتراف کرتے ہیں، پھر بھلا وہ زبردستی سفارشی کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور آخر میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء اور شفعاء سے پاک ہے۔

سورہ مص

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں جنات، فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے عجز کا اظہار تھا کہ خود انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی حاجات میں اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں، اس لئے وہ زبردستی سفارشی نہیں ہو سکتے، اب بطور ترقی اس بات کا بیان ہوگا کہ مشرکین جن بندگان خدا کو زبردستی سفارش کرنے والا سمجھتے ہیں، وہ اپنی عاجزی اور بے چارگی ظاہر کرنے کے علاوہ خود بعض جسمانی تکلیفوں اور آزمائشوں میں مبتلا ہیں، پھر بھلا وہ زبردستی سفارشی کیسے ہو سکتے ہیں؟

خلاصہ سورت

اس سورت میں شفاعتِ قہریہ (زبردستی سفارش) کی نفی پر دلائل قائم کئے گئے ہیں، درمیان سورت میں انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ ہے اور اسی طرح جنات اور فرشتوں کا بھی تذکرہ ہے اور ان کا عجز بیان کیا گیا ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی زبردستی سفارش کرنے کا مالک نہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

کافر ضد کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے

ابتداء میں وحدانیت باری تعالیٰ اور رسالت رسول اللہ ﷺ کے برحق ہونے پر قرآن کریم کی قسم کھائی گئی ہے، مگر یہ کافر ضد اور عناد کی وجہ سے ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں۔

شان نزول

شان نزول ان آیات کا یہ ہے کہ ابو جہل، عتبہ اور شیبہ نے ابو طالب سے مطالبہ کیا کہ تم اپنے بھتیجے کو اس بات سے منع کرو کہ ہمارے معبودوں کی توہین نہ کرے، ابو طالب نے آپ ﷺ سے بات کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری ایک بات میں یہ لوگ اتباع کر لیں تو سارا عرب ان کا مطیع ہو جائے گا تو ابو طالب فوراً بول پڑے کہ ایک نہیں، ہم دس ماننے کے لئے تیار ہیں، اس پر آپ ﷺ نے

فرمایا کہ یہ سب لا الہ الا اللہ میں میری اتباع کریں، اس پر ابو جہل نے کہا: ”اجعل الہة الہا
واحدا“ چنانچہ اس پر ان آیات کا نزول ہوا۔ (آیت نمبر ۵)

مشرکین کے اعتراضات

یہ مشرک کہتے تھے کہ آپ ﷺ ریاست کے طلبگار ہیں، بعض یہ بھی کہتے تھے کہ آپ اپنے
دعوے میں جھوٹے ہیں، کیونکہ پہلی امتوں اور ملتوں میں ہم نے ایسا نہیں سنا اور بعض یہ بھی کہتے تھے کہ
آپ پر اللہ کی طرف سے کوئی ذکر نہیں اترتا۔

ان سوالوں کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا رحمت کے خزانے ان مشرکوں کے پاس
ہیں؟ جو یہ اس قسم کے اعتراضات کرتے ہیں، یا پھر ان کے پاس زمینوں اور آسمانوں کی بادشاہت
ہے؟ اگر ان کا کوئی بھی اختیار چلتا ہے تو آسمانوں پر وحی کو روک لیں۔ (آیت نمبر ۱۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان

اس رکوع میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان مشرکوں کی باتوں کی پرواہ نہ کریں، بلکہ صبر
سے کام لیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کے قصے کو یاد کریں کہ باوجود جلالت شان کے ایک خلاف اولیٰ کام پر
ان کو تنبیہ کی گئی، نیز یہ مشرک لوگ تو نہایت ہی سرکش اور گستاخ ہیں، پھر بھلا یہ کیسے چھوڑے جائیں گے؟

حضرت داؤد علیہ السلام کی آزمائش سے متعلق واقعات کا جائزہ

حضرت داؤد علیہ السلام سے لغزش ہوئی کہ ایک فریق کی بات کو سن کر دوسرے فریق کے خلاف
فیصلہ صادر فرمادیا، حالانکہ آپ کو پہلے کہہ دیا گیا تھا کہ بغیر مکمل تفتیش کے کوئی فیصلہ نہیں کرنا، یہ دونوں
درحقیقت دو فرشتے تھے، جنہوں نے آزمائش کے لئے یہ فرضی صورت اختیار کی تھی، جب آپ ﷺ
نے ایک کی صورت پر فیصلہ کیا، تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ہنسے اور پھر آسمانوں کی طرف
چلے گئے، حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا، آپ پھر اللہ کی طرف متوجہ
ہوئے اور استغفار کیا۔

اس کے علاوہ ان آیات کی تفاسیر میں حضرت داؤد علیہ السلام کے مختلف واقعات نقل کئے گئے ہیں، وہ سب صحیح نہیں ہیں۔

تو حاصل یہ نکلا کہ جب اتنے سے واقعہ کی وجہ سے حضرت داؤد (علیہ السلام) اتنے روئے اور اللہ کی طرف رجوع کیا تو پھر آپ مشکل کشا اور زبردستی سفارشی کیسے ہو سکتے ہیں؟

خلاصہ رکوع نمبر ۳

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے واقعات

اس رکوع میں حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے دو قصوں کا بیان ہے۔

(۱) ایک دفعہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو جہاد کی ضرورت پیش آئی، تو پچھلے پہر کے وقت اصطبل سے گھوڑے پیش کرنے کا حکم دیا جن کی تعداد کم و بیش ایک ہزار تھی، چنانچہ گھوڑے ان کے سامنے پیش کئے گئے، چونکہ وہ گھوڑوں کے اوصاف سے بخوبی واقف تھے، جب انہوں نے دیکھا کہ تمام گھوڑے عمدہ قسم کے اصیل اور سب رفتار ہیں تو بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ یہ مال (گھوڑوں) کی محبت یاد الہی کی وجہ سے ہے، یہ دنیوی محبت نہیں، اسی دوران گھوڑے آنکھوں سے اوجھل ہو چکے تھے، اس لئے دوبارہ حکم دیا کہ ان کو دوبارہ واپس لاؤ، جب وہ دوبارہ لائے گئے تو ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ٹھپکی دینے لگے۔ تفسیر کبیر، تفسیر خازن اور ابن جریر میں یہی لکھا ہے اور یہی مفہوم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ب سند متصل امام طبری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

حضرت ایوب (علیہ السلام) کی بے بسی کا بیان

اس رکوع میں حضرت ایوب (علیہ السلام) کی بیماری، بے بسی اور لاچارگی کا بیان ہے، مؤرخین نے لکھا ہے کہ آپ (علیہ السلام) ۱۸ سال تک جلد کی ایک بیماری میں مبتلا رہے، آپ (علیہ السلام) اتنے لاچار ہو چکے تھے کہ ساری اولاد مر چکی تھی، پس آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کیا اور مغفرت مانگی تو جو خود مانگ رہا ہو، وہ دوسروں کے لئے شفیق غالب کیسے بن سکتا ہے؟

پھر دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کا تذکرہ ہے، جن میں نصیحت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام شفیع غالب نہیں بن سکتے اور آخر میں اہل تقویٰ کے انجام خیر، جنت کی بشارت اور درجات عالیہ کا تذکرہ ہے اور اسی طرح اشرار کے انجام بد اور ان کے لئے برے ٹھکانے کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

اس رکوع میں دعوائے سورت کا بیان ہے کہ آپ ان کے سامنے اعلان کر دیں کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تم لوگوں نے سن لیا ہے، لہذا اب جان لو کہ اللہ کے ہاں کوئی زبردستی سفارشی نہیں، بلکہ وہ اکیلا ہی معبود برحق ہے۔ (آیت نمبر ۶۵-۶۸)

قیامت کے وقوع کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

اس کے بعد ان لوگوں کا ایک شبہ بیان ہوا کہ عذاب کب آئے گا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ غیب کا علم میرے پاس نہیں، جو تمہیں وقوع عذاب کا وقت بتاؤں، مجھے صرف اسی قدر علم حاصل ہے جس کی مجھ پر وحی اترتی ہے۔ (آیت نمبر ۶۹-۷۰)

اور پھر آخر تک اہلبیس کے تکبر و غرور، راندہ درگاہ ہونے اور پھر قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ سے مہلت مانگنے کا تذکرہ ہے۔

سورہ زمر

ما قبل سے ربط

سورہ ص میں واضح کیا گیا تھا کہ جن کو تم شفیع غالب (زبردستی سفارش کرنے والا) سمجھتے ہو، وہ تو خود بطور امتحان و ابتلاء جسمانی تکالیف میں ماخوذ ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی شفیع غالب نہیں، لہذا اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اب سورہ زمر میں یہ بیان ہوگا کہ اہل توحید اور اہل شرک مختلف گروہوں (زمروں) میں بٹ جائیں گے، اہل توحید جنت میں اور اہل شرک جہنم میں جائیں گے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں شفاعتِ قہریہ (زبردستی سفارش) کی نفی کا مضمون مذکور ہے اور اس پر دلائل قائم کئے گئے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

شروع میں تمہید مع الترغیب کا بیان ہے، یعنی یہ حکمنامہ (قرآن کریم) اس بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے، جو غالب ہے اور اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے اگر اس نے تمہاری اپ تک پکڑ نہیں کی تو ضرور اس میں کوئی حکمت ہوگی، لہذا توحید کو مان لو اور خالص اسی کی عبادت کرو۔ (آیت نمبر ۱۰)

مشرکین کے ایک دُعا باطل کی تردید

اس کے بعد اس بات کا تذکرہ ہے کہ یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم ان معبودوں کی عبادت صرف اس غرض سے کرتے ہیں، تا کہ یہ ہمیں کل اللہ تعالیٰ کے قریب کریں، یعنی: ہماری عبادت اور حوائج کو اللہ کے حضور پیش کریں۔ جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارے اور موحّدین کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنا نائب بنانا ہی ہوتا، تو جسے وہ چاہتا، نائب بنالیتا، یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ جسے تم چاہو، وہی اللہ کا نائب بن جائے!!! یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام شرکاء سے پاک ہے۔

تمام دلائل کا مقتضی ایمان باللہ ہے

اس کے بعد مختلف دلائل پیش کئے گئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو اظہارِ حق کے لئے پیدا کیا، دن و رات کو پیدا کیا، سورج و چاند کو پیدا کیا، تمہیں ایک وجود سے تین اندھیروں میں پیدا کیا، تین اندھیروں میں پیدا کیا (۱) پیٹ کا اندھیرا۔ (۲) رحم مادر کا اندھیرا۔ (۳) معارف القرآن دیکھنا، ظلمتِ شکم، ظلمتِ رحم، ظلمتِ جہل سے گزار کر دنیا میں وجود بخشا، یہ تمام دلائل اس بات کو مقتضی ہیں کہ توحید کو مان لو اور شرک کو چھوڑ دو، اگر اس پر عمل نہیں کرو گے، تو یہ بھی جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب

اللہ بندوں کی عبادت کا محتاج نہیں

پھر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا انکار کرو گے، کفر اور شرک کو اختیار کرو گے، تو یاد رکھو کہ اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرر نہیں، تمہاری عبادت سے اللہ تعالیٰ خوش تو ہوتا ہے، اسے پسند تو کرتا ہے کہ اس کے بندے اس کی عبادت کرتے ہیں، مگر وہ تمہاری عبادت کا محتاج نہیں، تمہاری عبادت تم ہی لوگوں کو نفع دے گی۔ (۲۷ نمبر ۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

ہجرت کا حکم اور اس پر صبر کی تلقین

ابتداء میں اہل ایمان کو فتویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کیونکہ اس کا شرہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، اسی طرح یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر دین قائم کرنے میں وطن مانع ہو تو ہجرت کرو اور چونکہ ہجرت کرنا کوئی آسان کام نہیں، بلکہ اس میں بہت سے مصائب اور مشکلات درپیش آتی ہیں، اس لئے ہجرت کے دوران صبر کی تلقین کی گئی جس کے صلہ میں مہاجر عند اللہ بے شمار اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

مؤمن و کافر میں تقابل

شروع میں مؤمنوں اور کافروں کا تقابل کرایا گیا ہے کہ آیا وہ شخص جس کے دل میں ایمان ہو اور وہ نور ہدایت پر قائم ہو اور وہ شخص کہ جو نہ نور ہدایت پر قائم ہو اور نہ اس کے دل میں ایمان ہو، کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ (۲۷ نمبر ۲۲)

کتاب اللہ کے اوصاف

اس کے بعد کتاب اللہ کے اوصاف کو بیان کیا گیا:

(۱) عمدہ باتوں پر مشتمل ہے۔

(۲) اس کے بعض حصے دوسرے بعض حصوں سے حسن و خوبی میں ملتے جلتے ہیں۔

(۳) اس کی بعض آیتوں اور مضامین کو بار بار دہرایا گیا، تاکہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔

(۴) جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہوتا ہے، وہ جب اس قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، تو ان پر اللہ کا خوف طاری ہو جاتا ہے اور پھر تمام اعضاء نرم پڑ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف، اور عمل کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔

(۵) یہ قرآن قیامت تک پڑھا جائے گا، کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔

(۶) یہ کتاب عربی زبان میں نازل کی گئی ہے۔

(۷) اس میں کچھ کجی نہیں، نہ لفظی اور نہ معنوی۔

توحید اور شرک ایک مثال میں

آخر میں ایک خدا کو ماننے والوں کے لئے اور کئی خداؤں کو ماننے والوں کے لئے مثال بیان کی گئی ہے، ان کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک غلام ہے، جو کئی بندوں اور مالکوں کے درمیان مشترک ہے، ایسے غلام کو نہ تو کوئی اپنا سمجھتا ہے اور نہ کوئی اس کی خبر لیتا ہے، اور ایک وہ غلام ہے، جو پورا کا پورا ایک بندے کا ہے تو مالک اس کی خبر بھی لیتا ہے اور اس کو اپنا بھی سمجھتا ہے۔ (۲۷ نمبر ۲۹)

ان لوگوں کا کہنا تھا کہ جب یہ (نبی ﷺ) اس دنیا سے چلا جائے گا، تو ہماری خلاصی ہو جائے گی، جواب دیا گیا کہ اس نے اس دنیا سے جانا ہے، تو تم نے کوئی اس دنیا میں باقی رہنا ہے، مرنے کا بھی نے ہے اور دوبارہ زندہ بھی کیا جاتا ہے اور پھر اس وقت تمہارے درمیان میں فیصلہ کروں گا۔ (۲۷ نمبر ۳۱، ۳۲)

پارہ نمبر ۲۴

خلاصہ رکوع نمبر ۴

معبودان باطلہ نہ راحت دے سکتے ہیں، نہ تکلیف دور کر سکتے ہیں

یہاں مشرکین سے ایک سوال کیا گیا ہے کہ یہ تو بتاؤ کہ اگر مجھے کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی تو کیا تمہارے معبودوں میں اتنی سکت اور طاقت ہے کہ مجھ سے اس تکلیف اور مصیبت کو دور کر دیں، یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر رحمت برسانا چاہے، تو کیا تمہارے معبود اس رحمت کو روک سکتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ نہیں روک سکتے، پھر بھلا تم لوگ کیوں شرک کرتے ہو اور کیوں خود کو جہنم کا ایندھن بناتے ہو؟! (۲۷: ۳۶-۳۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

موت اور نیند میں قبض روح

سب سے پہلے عقیدہ تو حید پر دلیل عقلی پیش کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو روحوں کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور بعض کی روحوں کو نیند کے اوقات میں صرف کھینچ لیتا ہے اور پھر لوٹا دیتا ہے۔ (۲۷: ۴۲)

اس کے بعد یہ اعلان کیا گیا ہے کہ سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، جبکہ ان منکروں کا حال یہ ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے، تو ان کے دل تنگ ہوتے ہیں اور جب ان کے معبودوں کا تذکرہ ہوتا ہے، تو خوش ہوتے ہیں۔ (۲۷: ۴۴، ۴۵)

کفار کا جہنم سے خلاصی کے لئے فدیہ دینا

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ بروزی امت یہ کافر لوگ عذاب سے خلاصی کے لئے اگر جو کچھ زمین میں ہے، وہ سب بھی دینا چاہیں گے تو قابل قبول نہیں ہوگا اور یوں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلتے رہیں گے۔ (۲۷: ۴۷) اور ان کافروں کا حال یہ ہے کہ جب کوئی نعمت ان کو ملتی ہے تو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں حیلہ کیا تھا، فلاں پیر کو پکارا تھا، یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اسی طرح حیلے

بہانے کئے، مگر انہیں ان کے حیلوں نے کوئی فائدہ نہیں دیا، بلکہ ان کو ان کے کئے کی سزا مل کر رہی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں

اس رکوع میں ان لوگوں کو دعوت اسلام دی گئی ہے، جنہوں نے اپنی زندگیاں اسلام کے خلاف لڑنے میں گزار دیں اور اب اسلام جب ان کی سمجھ میں آ گیا اور قبول کرنا چاہتے ہیں، تو شرم محسوس کرتے ہیں کہ کس منہ سے آئیں، ان لوگوں سے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہوں، بلکہ فوراً اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائیں، اللہ تعالیٰ بڑا غفور رحیم ہے۔ (۲۷۲ نمبر ۵۵-۵۵)

اور خود کو اس دن سے بچاؤ، جس دن کافر اپنے انجام کو دیکھ کر افسوس کریں گے، مگر تب افسوس کرنے کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔ (۲۷۲ نمبر ۵۶-۶۰) اس دن صرف اہل تقویٰ اور اہل ایمان کو نجات ملے گی اور ان کا ٹھکانہ جنت ہوگی۔ (۲۷۲ نمبر ۶۱)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

شان نزول

مشرکین کی سودا بازی

ان آیات کا نزول اس موقع پر ہوا، جب مشرکوں نے آپ ﷺ سے فرمایا کہ ہمارے بعض معبودوں کو مان لو، تو ہم بھی تمہارے معبود کی عبادت کریں گے۔ جواب دیا گیا کہ اتنے دلائل کے بعد بھی ان لوگوں کا حال یہ ہے کہ مجھے اپنے معبودان باطلہ کی عبادت کا کہہ رہے ہیں، جبکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر یہ وحی نازل ہو چکی ہے کہ اگر شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور آپ ان سے کہہ دیں کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں گا اور اسی کا شکر بجالاؤں گا۔ (۲۷۲ نمبر ۶۲-۶۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

مؤمن و کافر کے ٹھکانوں کا بیان

اس رکوع میں کافروں اور مؤمنوں کا انجام بیان کیا گیا ہے کہ قیامت والے دن کافروں کو انتہائی ذلت کے ساتھ جہنم کی طرف ہٹایا جائے گا اور مؤمنوں کا حال یہ ہوگا کہ انہیں انتہائی اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا اور مؤمن اللہ کے ہاں اپنا مقام دیکھ کر شکر بجالائیں گے۔

سورہ مؤمن

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں شفاعتِ قہر یہ (زبردستی سفارش) کی نفی کا مضمون بیان ہوا اور اب اس سورت میں پکار، اور دعا کے مسئلے کا مفصل اور مدلل بیان ہوگا۔

خلاصہ سورت

اس سورت کے دو حصے ہیں:

(۱) پہلا حصہ چار عنوانات پر مشتمل ہے، جن کا بیان عنقریب آئے گا۔ اس کے علاوہ سورت کا دعویٰ اور اس پر دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

(۲) دوسرے حصے میں پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

یہ رکوع چار عنوانات میں سے تین عنوانات پر مشتمل ہے۔

(۱) پہلا عنوان یہ ہے کہ یہ قرآن بڑے غالب اور بڑے بادشاہ کا حکمنامہ ہے، وہ بے علم نہیں کہ بے علمی کی بات کرے، وہ رجوع کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور نہ ماننے والوں کے لئے شدید العقاب بھی ہے۔

(۲) دوسرا عنوان یہ ہے کہ یہ حکمنامہ حق اور ظاہر ہے، صرف ضدی لوگ اس میں جدال کریں گے، باقی

سب مان لیں گے۔

(۳) تیسرا عنوان یہ ہے کہ جو اس حکمنامہ کو مان لے گا تو فرشتے حملۃ العرش اس کے لئے اور اس کے بچوں کے لئے دعائیں مانگیں گے۔

نزول عذاب کے اسباب

اس کے بعد نزول عذاب کے تین اسباب کا بیان ہے۔

(۱) حق کو جھٹلانا۔

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کرنا۔

(۳) باطل کے ذریعے جھگڑا کرنا۔

جتنی بھی بڑی طاقت ہو، اگر اس میں یہ تین امراض ہوں گے، تو بالآخر وہ تباہ ہو جائے گی۔

نیز آخر میں چار وعظموں کا بیان ہے۔

(۱) گناہوں کی مغفرت مانگنا۔

(۲) بڑے عذاب سے پناہ مانگنا۔

(۳) چھوٹے عذاب سے پناہ مانگنا۔

(۴) جنت میں داخلے کی دعا مانگنا۔ (۲ ص ۷۹-۹۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

شروع میں چوتھے عنوان کا بیان ہے کہ جو لوگ حکمنامہ نہیں مانتے، تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

اترے گا اور یہ لوگ شریکہ دعاؤں کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ (۲ ص ۱۰۱-۱۰۲)

اس کے بعد پہلی بار سورت کا دعویٰ بیان ہوا کہ خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اسی سے دعائیں

مانگو۔

ایک اللہ کی عبادت کا حکم کیوں؟

خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم اس لئے ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ مافوق الاسباب اختیارات،

قدرت اور سب چیزوں کا علم رکھتا ہے اور یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کے ساتھ مختص ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

بڑی بڑی طاقتوں کے تباہ ہونے کے اسباب

”ماید جادل فی آیات اللہ الا الذین کفروا“ اس آیت کے تحت ان اسباب کو بیان کیا

گیا ہے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی طاقتوں کو تباہ و برباد کیا۔

(۱) حق اور اہل حق کو چھٹانا۔

(۲) رسولوں کو چھٹانا۔

(۳) باطل کا سہارا لے کر حق کے خلاف لڑنا۔

اب یہاں اس مسئلہ کو دو مثالوں سے واضح کیا ہے، پہلی مثال میں اجمالی نقشہ کھینچا گیا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے گذشتہ اقوام کو ان کے انہی گناہوں کے سبب ہلاک کیا ہے اور دوسری مثال میں تفصیلی نقشہ

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کے واقعہ کو بیان کر کے کھینچا گیا۔

فرعون کے مختلف حربے

ابتداء میں حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو جا دو گر کہا جانے لگا، پھر جب آپ کی جماعت بڑھنے لگی، تو

فرعون نے بالترتیب دو حربے آزمائے:

(۱) بچوں کو قتل کرنا

آپ (علیہ السلام) کے تابعین کی اولاد کو قتل کرنے کا حکم دیا، تاکہ اپنے بچوں کی خاطر حضرت موسیٰ (علیہ السلام)

کا ساتھ چھوڑ دیں۔

(۲) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر قاتلانہ حملہ

جب اس میں کامیابی نہ ہوئی، تو براہ راست قاتل حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر حملہ کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے

آپ کی حفاظت فرمائی اور فرعون کو اس کے لشکریوں سمیت غرق کر دیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

مردمؤمن کی قوم کو نصیحت

اس رکوع میں اس مردمؤمن کی دو تقریروں کا بیان ہے، جس کا تعلق فرعون کے خاندان سے تھا اور جس نے اپنی قوم کے لوگوں کو اس قتل سے باز رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ اس مردمؤمن کی پہلی تقریر کا حاصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ اگر وہ جھوٹا ہوا، تو خودی ختم ہو جائے گا، لیکن اگر سچا ہوا، تو پھر ہماری خیر نہیں اور پھر اپنی قوم کے سامنے گذشتہ اقوام کی تاریخ دھرائی اور انہیں نصیحت کی۔ (آیت نمبر ۲۸-۳۱)

دوسری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے، اللہ کا عذاب سر پر کھڑا ہے۔ (آیت نمبر ۳۲-۳۵)

فرعون کا جواب

فرعون نے اس کے جواب میں ایک احمقانہ بات کی کہ اگر ایسا ہی ہے، تو ایک محل تیار کیا جائے، تاکہ میں اس پر چڑھ کر آسمان کی بلند یوں تک پہنچ سکوں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھوں۔
فرعون کا مقصد صرف اور صرف بات کو طول دینا تھا، ورنہ یہی کام وہ کسی اونچے پہاڑ پر چڑھ کر بھی کر سکتا تھا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

مردمؤمن کا آخری خطاب

اس رکوع میں اس مردمؤمن کی تیسری اور آخری تقریر کا بیان ہے جس میں اس نے اپنی قوم کو نہایت دلسوزی کے ساتھ واضح انداز میں دعوت ایمان دی اور جاتے جاتے یہ بھی کہا کہ تمہیں میری باتیں ضرور یاد آئیں گی، اب میرا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، میں تمہیں دعوت دے چکا ہوں، اس کے بعد وہ شخص بھاگ گیا، فرعون نے اس کے تعاقب میں ایک ہزار آدمی بھیجے، جن میں سے پانچ سو آدمی راستہ

ہی میں اللہ کے عذاب کی لپیٹ میں آگئے اور باقی پانچ بچے، تو انہیں فرعون نے موت کے گھاٹ اتار دیا اس خیال سے کہ یہ لوگ عداً سے چھوڑ آئے ہیں۔ (۲۷ نمبر ۳۸-۳۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۶

اس رکوع کے بنیادی مضامین درج ذیل ہیں:

(۱) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے وعدہ نصرت کا بیان۔

(۲) اثبات قیامت۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا قتل ہونے سے کیوں نہ بچایا گیا؟

سوال یہ ہوتا ہے کہ جب مدد نصرت کا وعدہ ہے، تو پھر انبیاء علیہم السلام کا قتل ہونے سے کیوں نہ بچایا گیا؟ جواب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا قتل کبھی بھی غیر قوموں نے نہیں کیا کہ کفر اور اسلام کی جنگ ہوئی ہو اور اس میں نبی یا رسول مغلوب ہو گیا ہو، انبیاء کو اپنی ہی قوموں کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں اور ان کے خلاف بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی شہادت کے بعد انتقام لیا ہے، اس لئے یہ بھی ”انا لننصر رسولنا“ عظیم اپنے رسولوں کی مدد نصرت کرتے ہیں، کے تحت داخل ہے۔ (۲۷ نمبر ۵۵)

چند احکام

اس کے بعد آپ ﷺ کو چار باتوں کا حکم دیا گیا ہے:

(۱) صبر۔

(۲) استغفار۔

(۳) تسبیح۔

(۴) تحمید۔ (۲۷ نمبر ۵۵)

عصمت انبیاء علیہم السلام

اسی آیت کے تحت بعض حضرات نے عقیدہ اہل سنت والجماعت و رباب عصمت انبیاء علیہم

(السلام) ذکر کیا ہے، اور وہ عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہیں، ان سے گناہ ہونا ممکن ہے۔

عصمت انبیاء علیہم السلام اور عصمت ملائکہ میں فرق

اور عصمت انبیاء اور عصمت ملائکہ میں فرق ہے، فرق یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں صلاحیت ہے، مگر کرتے نہیں، اس پر اجر و ثواب ہے، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا اور ملائکہ میں صلاحیت ہی نہیں، چونکہ انبیاء علیہم السلام اونچے مقام پر فائز ہیں، اس لئے ان کی معافی یہ ہے کہ جو مقام اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے، اس پر شکر ادا کریں، اسی کو انبیاء علیہم السلام ”ذنب“ سے تعبیر فرماتے تھے، اور اس پر استغفار کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب میں تھوڑی دیر کے لئے بھی مخلوق سے ربط اختیار کرتا ہوں تو دل پر غصن چھا جاتا ہے، کیونکہ اس تھوڑے سے ربط کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے تھوڑی دیر کے لئے توجہ میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس کو نبی ذنب سے تعبیر کرتے ہیں کہ مقام کا تقاضا تو یہ ہے کہ ایک لمحہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ میں کمی نہ آتی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۷

خالق کائنات کی خالقیت پر استدلال

ابتداء میں دلائل عقلیہ اور شرہ دلائل کو توحید فی الدعاء کی صورت میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، جن کا حاصل یہ ہے کہ جب دنیا کے محلات تک بغیر کسی کے بنائے نہیں بنتے، تو یہ بھی جان لو کہ اتنا بڑا جہاں بھی کسی نے بنایا ہے، اور جتنا بڑا جہاں ہے، بنانے والا بھی اتنا ہی بڑا ہوگا، اسی نے تمہیں بہترین صورت میں پیدا کیا، اعلیٰ رزق دیا، لہذا جب سب کچھ کرنے والا وہی اللہ ہے، تو پھر مشکلات اور مصائب میں بھی صرف اسی کی طرف نگاہ کرو۔

اس کے بعد نبی عن الشرک کا تذکرہ ہے، جس کے بعد ایک بار پھر دلائل عقلیہ کا بیان ہے۔

معبود ماننے کے چند اسباب

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو پکارنا اور اس کی عبادت کرنا چند وجوہ سے ہوتا ہے۔

(۱) سابقہ احسانات

(۲) موجودہ احسانات

(۳) سلسلہ موت و حیات

(۴) سلسلہ کارسازی اور مشکل کشائی

جب تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، تو پھر ایسے قادر مطلق اور محسن کے سوا کسی

اور کو پکارنا اگر نمک حرامی نہیں تو اور کیا ہے؟! تو یہاں نمک حرامی کی ممانعت کر دی گئی۔ (۲ امت نمبر ۶۷، ۶۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۸

اس رکوع میں دو مضمون ہیں:

(۱) مجادلین بالباطل (جو لوگ حق کے خلاف باطل کا سہارا لے کر لڑتے ہیں) کے انجام بد کا تذکرہ ہے

کہ ان لوگوں کو کتوں کی طرح جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا اور ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے، ان

کے پاؤں میں زنجیریں ہوں گی اور اسی حال میں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ (۲ امت نمبر ۶۹-۷۰)

(۲) آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان: آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ صبر سے کام لیتا، ان لوگوں کو ان

کے کئے کی سزا ضرور ملے گی۔

ایک اصول

اور پھر گذشتہ انبیاء کے احوال بیان ہوئے کہ ہر نبی کے ہاں یہ اصول تھا کہ وہ معجزہ اپنی مرضی

سے دکھاتے تھے، اگر کوئی معجزہ قوم کی مرضی کا ہوتا، اور پھر بھی قوم نہ ماننے، تو وہ قوم تباہ و برباد کر دی جاتی۔

(۲ امت نمبر ۷۱، ۷۲)

خلاصہ رکوع نمبر ۹

اس رکوع میں لوگوں کو یہ نصیحت کی گئی ہے کہ معجزات نہ مانگو، بلکہ دلائل پر نظر کرو اور جو کچھ آپ ﷺ

فرما رہے ہیں، اسے مانو اور گزشتہ اقوام کے احوال سے عبرت حاصل کرو۔

سورہ حم مجیدہ

ما قبل سے ربط

اس سورت کا ما قبل سے ربط یہ ہے کہ گزشتہ سورت میں یہ دعویٰ مذکور ہوا کہ حاجات اور مشکلات میں مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکارو، اب اس سورت میں ایک شبہ کا جواب دیا جائے گا، شبہ یہ ہے کہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ ایک شخص مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے، جب وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے اور غیر اللہ کی خوشنودی کے لئے اس کی نذر و نیاز مانتا ہے، تو اس مصیبت سے چھوٹ جاتا ہے، یا کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی ایسا خواب دیکھتا ہے، جس سے شرک کی تائید ہوتی ہے، مثلاً: خواب میں کسی پیر و فقیر کو دیکھا، جو اس سے کہتا ہے کہ تم پر سختی اس لئے آئی ہے کہ تم نے ہماری نذر و نیاز میں قصور کیا ہے، اس کا جواب ”وقضنا لهم قرناء“ الایۃ میں دیا گیا ہے، یہ سب قرناء (شیاطین) کی شرارت ہے، وہ انسان کو شیطانی سے تکلیف پہنچاتے ہیں اور پھر اس سے شرک کرا کے چھوڑ دیتے ہیں، یا پھر خواب میں مختلف شکلوں میں آکر انسانوں کو شرک کی تعلیم دیتے ہیں، اس لئے یہ حکم دیا کہ ”فاستقیموا الیہ واستغفروہ“ اللہ کی توحید پر قائم رہو اور اسی سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں وحدانیت باری تعالیٰ پر عقلی دلائل، شکوے اور طریقہ تبلیغ کو بیان کیا گیا ہے، نیز چند شبہات کا بھی ازالہ کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

قرآن ایک بے مثال کتاب ہے

اس رکوع کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ قرآن ایک ایسی بے مثال اور بہترین کتاب ہے، جس کی تمام آیات ایک دوسرے سے الگ

ہیں اور اپنے اپنے مفہوم میں واضح ہیں۔ (۲۷ نمبر ۴)

کفار کے عناد کے مقابلے میں دعوت و تبلیغ جاری رکھنے کی تلقین

اس کے بعد ضنا وید کفار کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے اور مبلغین اسلام کو صبر و استقامت کے ساتھ دعوت و توحید جاری رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جب بھی ان کفار کو قرآن کریم کی یہ واضح آیات سنائی جاتیں، تو وہ کہنے لگتے کہ ہم اپنے دلوں پر پردے ڈال چکے ہیں، تا کہ تمہاری بات کو نہ سمجھ سکیں اور اپنے کانوں میں ثقل پیدا کر چکے ہیں، اب وہ بھی تمہاری بات کو نہیں سن سکتے اور پھر ہمارے اور تمہارے بیچ حجاب ہے، تم اپنا راستہ اختیار کرو اور ہم اپنا راستہ۔ ان کافروں کو جواب میں کہا گیا کہ اے احقوا! میں بھی تمہاری ہی طرح کا بشر ہوں، حتیٰ یا فرشتہ نہیں ہوں، جو تم کہہ رہے ہو کہ ہمارے اور تمہارے بیچ میں حجاب ہے اور جس کی وجہ سے افہام و تفہیم میں دشواری ہے اور پھر میں تم سے کوئی ایسی بات بھی نہیں کرتا، جو عقل و نقل سے بالاتر ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دیتا ہوں جو عقل اور نقل دونوں کے موافق ہے۔

دعوائے بشریت کو بار بار دہرانے کی وجہ

بشریت کا دعویٰ بار بار اس لئے کرتے، کیونکہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا کہ جب کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو پھر اس کے ساتھ نور کا ہونا ضروری ہے، تو جواب دیا گیا کہ نہیں میں نور نہیں ہوں، بلکہ وحی کا دعویٰ کرتا ہوں اور وحی بشریت میں بند ہے، یعنی وحی انسانوں (انبیاء کرام علیہم السلام) پر ہی اتاری جاتی ہے۔ (۲۷ نمبر ۵، ۶)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

تخلیق کائنات مرحلہ وار

اس رکوع میں عقیدہ توحید پر دلائل کو قائم کیا گیا ہے، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اے احقوا! افسوس ہے کہ تم کفر کرتے ہو اور شریک بناتے ہو اس خدا کے ساتھ جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا، پھر اس

زمین میں پہاڑوں کو گاڑ دیا، تاکہ زمین اپنی جگہ پر قائم رہے اور پھر چار دن میں زمین میں بسنے والوں کی روزی کو بھی پیدا کیا، پھر ان سب کاموں کے بعد آسمان کا قصد کیا جو کہ اس وقت دھواں (دھواں) کی صورت میں تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو اطاعت کا حکم دیا تو تمام چیزوں نے بخوشی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو قبول کیا، صرف ایک انسان ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا، اسی کو پکارنے اور اسی کے احکامات کو بجالانے کا حکم دیا گیا، مگر انسان نے اس حق کو ادا نہ کیا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھرایا اور احکامات کی بھی خلاف ورزی کی۔

اصل اختلاف کیا ہے؟

”قالو! لو شاء ربنا لأنزل“ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ خدا کے قائل تھے، انہیں اختلاف اللہ کی وحدانیت اور نبی کے بشر ہونے میں تھا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع کا حاصل دو باتیں ہیں:

(۱) عذاب اخروی

(۲) اسباب عذاب

اعضاء کا انسان کے خلاف گواہی دینا

عذاب اخروی کی بابت تو یہ بتایا گیا کہ جب فرشتے ان کو جہنم کی طرف لے جا رہے ہوں گے، تو یہ لوگ کہیں گے کہ اے اللہ! ہم بے قصور ہیں، ہمارے اوپر الزام ہے، اس پر ان لوگوں کو جہنم کے کنارے کھڑا کر دیا جائے گا اور ان کے اعضاء ان کے خلاف گواہی دیں گے۔ دنیا میں انسان انسان سے تو چھپ سکتا ہے، مگر اپنے اعضاء سے نہیں چھپ سکتا، کوئلہ وہ گناہ انہیں اعضاء سے کرتا ہے۔ اعضاء کے گواہی دینے پر ان لوگوں کو سخت غصہ آئے گا، کیونکہ اصول ہے کہ جب انسان پر جرم ثابت ہو جاتا ہے تو گواہ پر بہت غصہ آتا ہے۔

اور دو اسباب نزول عذاب کے بتائے:

(۱) یوم جزاء کے قائم نہ ہونے کا عقیدہ

(۲) شیطانی وسوس

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں قرآن کریم سے نکلانے والوں کے انجام بد اور دین پر استقامت کے ساتھ جیسے رہنے کے ثمرات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۵

بدسلوکی کا جواب حسن سلوک سے دینے کی ترغیب

اس رکوع میں مسلمانوں کو تبلیغ کا طریقہ سکھایا گیا ہے کہ جب آپ لوگوں کو راہ حق کی دعوت دیں گے، تو آپ کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں کھڑی کی جائیں گی، آپ کے ساتھ بدسلوکی کی جائے گی، مگر آپ نے اس سب کے مقابلے میں بہترین انداز میں جواب دینا ہے۔

ایک وہم کا ازالہ

بعض لوگ کہتے ہیں کہ برائی کا جواب برائی سے ہونا چاہیے، تو یہ گمان بالکل غلط ہے، اگر یہ گمان درست ہوتا، تو فرعون کے مقابلے میں اس سے بڑا برا آتا، عتبہ اور شیبہ کے مقابلے میں ان سے بڑے برے آتے، مگر ایسا نہیں ہوا، بلکہ جس قدر بد معاش ہوتا، اسی قدر شرافت والا نبی مبعوث ہوتا۔

(آیت نمبر ۲۳-۳۶)

قرآن عجی میں کیوں نہیں؟

آخر میں ان لوگوں کے ایک سوال کا جواب دیا گیا ہے، سوال یہ تھا کہ یہ کتاب عجی میں کیوں نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی طرف سے بنا کر لاتا ہے۔ جواب ظاہر ہے کہ اگر یہ قرآن عجی زبان میں ہوتا، تب بھی یہ لوگ نہ ماننے اور پھر اس وقت یہ اعتراض کرتے کہ یہ عربی میں زبان میں کیوں نہیں ہے۔ (آیت نمبر ۴۲-۴۴)

پارہ نمبر ۲۵

خلاصہ رکوع نمبر ۶

شروع میں کافروں کے دو شبہوں کا ازالہ کیا گیا ہے:

قرآن ایک ہی دفعہ میں نازل کیوں نہیں ہوا؟

(۱) یہ کتاب ایک دفعہ میں کیوں نہیں اتری؟ شاید تم اسے اپنی طرف سے گھڑتے ہو۔

جواب دیا گیا کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو یکبارگی ہی کتاب عطا کی گئی تھی، مگر اس کے باوجود قوم نے اختلاف کیا، اس لئے تمہارا یہ سوال بھی ضد پر مبنی ہے۔

عذاب کا مطالبہ

(۲) اگر ہم نہیں مانتے، تو ہم پر عذاب اتا رو۔

جواب دیا گیا کہ اس کا وقت مقرر ہو چکا ہے، وہ اپنے وقت پر ہی آئے گا۔ (آیت نمبر ۴۵، ۴۶)

اس کے بعد مزید دو باتوں کا بیان ہے:

(۱) غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

(۲) انسان کی ناشکری کا بیان ہے کہ اول تو غیر اللہ سے مانگتا پھرتا ہے، جب تھک جاتا ہے، تو پھر اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور اللہ سے مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے وہ چیز عطا کر دیتا ہے، مگر یہ اس کے بعد بجائے شکرا ادا کرنے کے یہ کہتا ہے کہ یہ تو میرا ذاتی کمال ہے اور یہ میرے فلاں معبود نے مسئلہ حل کیا ہے۔

سورہ شوریٰ

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ”فاعبدوا اللہ مخلصین له الدين“ یعنی خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسی کو اپنی حاجات میں پکارو۔ اس پر سوال ہوا کہ کیوں! صرف اللہ کو کیوں

پکارتیں؟ تو جواب دیا گیا کہ ”لہ مقالید السموات والارض“ یعنی کیونکہ صرف وہی تمام کائنات کا مالک ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت کے دو دعوے ہیں:

(۱) تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف یہی وحی کی گئی تھی کہ عالم الغیب اور کارساز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، لہذا صرف اسی کو پکارو۔

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کی اس متفق علیہ تعلیم کے خلاف جو کچھ بھی ان کی طرف منسوب کیا گیا، وہ باغی اور گمراہ علماء کا کارنامہ ہے، یہ تحریفات بعد والوں کے لئے قابل عذر نہیں ہوں گی، جیسا کہ کوسالہ سامری کا آواز نکالنا کوسالہ پرستوں کے لئے قابل عذر نہیں تھا۔

یہ دو دعوے پہلے دو رکوع میں مکمل ہو گئے، اس کے بعد تنخوفات کا بیان ہوگا، جن میں سے بعض کا تعلق پہلے دعوے کے ساتھ ہوگا اور بعض کا تعلق دوسرے دعوے کے ساتھ۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

انبیاء کرام علیہم السلام کی مختلف تعلیم

اس رکوع میں آسمانی کتابوں کی وحدت اور سورت کے دعویٰ اول کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے بھی جتنے انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں، ان کی طرف بھی یہی وحی کی گئی تھی کہ نہ تو اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب ہے اور نہ ہی کوئی کارساز ہے، بلکہ علم و قدرت سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ قیامت ضرور واقع ہوگی۔ (آیت نمبر ۷)

حجت تمام ہونے کے بعد لوگوں کا دو گروہوں میں بٹنا

اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کے ڈرانے کے بعد جب اتمام حجت ہو جائے گی، تو پھر ان میں دو جماعتیں ہوں گی، ایک جماعت تو جنت کی مستحق ہوگی اور دوسری جماعت دوزخ کی مستحق ٹھہرے گی۔ (آیت نمبر ۷)

حکمت، رحمت اور قہریت کے مقضیٰ ہائے

اور پھر آخر میں اللہ تعالیٰ کی حکمت، رحمت اور قہریت کے تقاضوں کو ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ اللہ کی رحمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی کو بھی جہنم میں نہ ڈالے اور قہریت کا تقاضا یہ ہے کہ سب کے سب جہنم میں ڈالے جائیں اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں دنیا میں اختیار دیا جائے اور پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ میں ڈالا جائے۔ (۲۷ نمبر ۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

علمائے امت کے ایمان لانے اور نزول قرآن کے بعد کوئی عذر قابل قبول نہیں

اس رکوع میں سورت کے دوسرے دعویٰ کا تذکرہ ہے کہ دعویٰ اول پر تمام ادیان متفق تھے، مگر بعد کے لوگوں نے اس میں اختلاف پیدا کیا، اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب پچھلوں کو باغیوں کا لکھا ہوا ملا ہے تو وہ غیر اللہ کو معبود بنانے میں معذور ہوں گے یا نہیں؟ تو جواب دیا گیا کہ نہیں، اور اس کی دو وجہیں بیان کی گئیں:

(۱) اول وجہ ”مَنْ يَعْبُدْ مَا اسْتَحَبَّ لَهُ“ ہے کہ اس مسئلہ کو تو علماء اہل کتاب بھی مان چکے ہیں، مراد وہ علماء ہیں، جو ایمان لا چکے تھے، تو علمائے ثقافت کے نقش قدم پر یہ لوگ کیوں نہیں چلتے، جب ان کے حق پرست علماء مان چکے تو اب ان لوگوں کا انکار محض ضد اور تکبر ہے۔

(۲) دوسری وجہ ”لَئِنَّهُ اَلَّذِي اَنْزَلَ الْكِتَابَ“ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان کتاب نازل کر دی ہے، جس میں حق کو خوب واضح اور روشن کر کے بیان کر دیا ہے اور ایسی شریعت نازل فرمادی ہے جو حق و باطل، عدل و انصاف اور تمام حقوق کے لئے ترازو ہے، تو ان لوگوں نے اس کتاب کی طرف توجہ کیوں نہیں دی؟

خلاصہ یہ کہ علمائے ثقافت اور قرآن کے بعد باغیوں کے کلام کی کوئی وقعت نہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

یہاں تک سورت کے دونوں دعوؤں کا بیان تھا، اب یہاں سے آگے انہی دعوؤں سے متعلق

آیات کا بطور تنویر بیان ہوگا، چنانچہ ”اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ“ پہلے دعوے سے متعلق ہے کہ اللہ تعالیٰ ہار یک بین اور مہربان ہے، وہ بندوں کے مصالح اور پوشیدہ امور سے خوب خوب واقف ہے، اسلئے صرف اللہ ہی کو پکارو اور ”أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ“ دوسرے دعویٰ سے متعلق ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ شریعت حقہ صرف وہی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کی طرف بھیجی ہے، اس کے خلاف اپنی طرف سے کچھ کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔ (امت نمبر ۱۹-۲۱)

وسعہ رزق کا عمل

جو شخص معاشی تنگی میں مبتلا ہو اس کو چاہئے کہ فجر کی نماز کے بعد روزانہ 70 بار اس آیت کو 40 جن تک پڑھے، انشاء اللہ رزق حلال نصیب ہوگا، آیت یہ ہے:

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ

اعمال صالحہ کی ترغیب اور جواب شکوہ

اس کے بعد ان لوگوں کو اعمال صالحہ کی ترغیب دی گئی ہے اور ایک شکوہ کا جواب دیا گیا ہے، ان لوگوں کا شکوہ یہ تھا کہ آپ ﷺ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ جواب ملا کہ آپ ﷺ عقل اور نقل اور آسانی کتابوں کے موافق بات کرتے ہیں، پھر بھی تم انہیں مفتری (اپنی طرف سے گھڑنے والا) کہتے ہو؟!!!!

اللہ مہربان ہے تو رزق کی وسعت کیوں نہیں کرتا

اس کے بعد تو بہکایاں ہے اور دعاؤں کی قبولیت کا بھی تذکرہ ہے۔ پھر ایک سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے، سوال یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ تو بہ منظور کر لیتا ہے اور ہر آدمی کو رزق بھی دیتا ہے تو پھر اپنے بندوں کے لئے رزق فراخ کیوں نہیں کرتا؟ جواب ملا کہ اگر سب بندوں کے لئے رزق فراخ کر دیا گیا، تو بہت سے لوگ سرکش ہو جائیں گے، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو رزق کو بالکل ہی بند کیا اور نہ ہی بالکل فراخ، بلکہ سب کے لئے رزق مقرر فرما دیا۔ (امت نمبر ۲۵-۲۸)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع کی ابتدائی آیات میں دو احتمال ہیں:

(۱) ان آیات میں مشرکین کے لئے عذابِ اخروی کا تذکرہ ہے۔

(۲) پھر مؤمنین کے لئے بطور آزمائش کے مصائبِ لاحق ہونے کا تذکرہ ہے۔

دنیا فانی اور آخرت باقی ہے

اس کے بعد دنیا کی حقارت کا بیان ہے کہ یہ دنیا فانی ہے، ختم ہونے والی ہے اور جو کچھ اللہ

تعالیٰ کے پاس ہے، بس صرف وہی باقی رہے گا۔

کامیاب ہونے والوں کی صفات

اور اس کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جن میں درج ذیل صفات ہوں گی:

(۱) ایمان والے ہیں۔

(۲) اللہ پر کامل توکل کرنے والے ہیں۔

(۳) ظلم نہیں کرتے، بلکہ اپنی قوتِ نفسانیہ اور قوتِ نظریہ کی اصلاح کرنے والے ہیں۔

(۴) فواحش و منکرات سے مکمل اجتناب کرنے والے ہیں۔

(۵) غصے کی حالت میں بے قابو نہیں ہوتے۔

(۶) اپنی حاجات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔

(۷) نمازوں کو قائم کرنے والے ہیں۔

(۸) ان کے امور آپس میں مشورے سے طے ہوتے ہیں۔

(۹) اللہ کے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(۱۰) اگر کوئی ان کے ساتھ ظلم یا زیادتی کرے تو اسی قدر بدلہ لیتے ہیں، تعدی اور زیادتی نہیں کرتے،

کیونکہ برائی کا بدلہ اسی قدر بدلہ لینا ہے، اس پر تعدی اور زیادتی کرنا خود ظلم ہے، البتہ جو لوگ اس برائی

کو بھی اصلاح کی غرض سے معاف کر دیتے ہیں، تو ان کا اجر بھی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور یوں صبر سے کام لینا اور معاف کرنا عزم و ہمت والوں کا کام ہے۔ (آیت نمبر ۳۶-۴۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۵

یہ آخری رکوع گذشتہ دونوں رکوعوں کے معافی کے لئے تکمیل کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی بعض آیات کا تعلق پہلے دعوے سے ہے اور بعض آیات کا تعلق دوسرے دعوے کے ساتھ ہے، چنانچہ اس رکوع کی سب سے پہلی آیت کا تعلق پہلے دعوے کے ساتھ ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص انصاف کی آنکھیں بند کر کے محض ضد اور عناد کی وجہ سے باغی لوگوں کی تحریفات کو دیکھ کر گمراہ ہو گیا اور شرک کرنے لگا تو ایسے لوگوں کے لئے کوئی بھی عذر کام نہیں آئے گا۔ (آیت نمبر ۴۴)

اور آیت نمبر ۴۴ کا تعلق پہلے دعوے کے ساتھ ہے کہ تمام امور کا رسانی کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ جسے چاہتا ہے، بڑے عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے، بڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، دونوں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے، دونوں سے محروم رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکلام ہونے کی مختلف صورتیں

آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حکلام ہونے کے تین طریقے ہیں، انہی طریقوں میں سے کوئی طریقہ ہوا کرتا تھا، آپ ﷺ کے لئے بھی یہی تین طریقے اختیار کئے گئے، اب جو بھی اس کے خلاف ہوگا، وہ باغیوں کا لکھا ہوا اور مختراع (اپنی طرف سے گھڑا ہوا) ہوگا۔

وہ تین طریقے درج ذیل ہیں:

- (۱) اللہ تعالیٰ دل میں وحی کا القاء فرمادیں۔
- (۲) بندے کے سامنے پردہ حائل کر دیا جائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلی کو بندہ برداشت نہیں کر سکتا۔
- (۳) فرشتہ انسانی شکل میں آئے ہو انہی تین طریقوں سے آپ ﷺ کی طرف بھی وحی اتاری گئی۔

سورہ زخرف

ماقبل سے ربط

ماقبل میں اس بات کا بیان ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام ایک اللہ کی طرف دعوت دینے والے تھے، اب اگر ان کی متفق علیہ تعلیم کے خلاف کتب سابقہ میں جو مواد ملتا ہے، وہ باغی اور گمراہ پیشواؤں کی تحریفات ہیں، جس سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں، اب سورہ زخرف میں ایک اور شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ ہم نے مان لیا کہ تمام امور میں متصرف صرف اللہ ہے، مگر ہم اپنے معبودوں کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں، کیونکہ خدا کی بارگاہ میں وہ ہمارے شفیع ہیں اور خدا سے ہمارے کام کر دیتے ہیں۔ سورت کے آخر میں ”وَلَا يَسْمَلِكُ السَّلَازِينُ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ“ میں اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی شفاعت قہر یہ نہیں کرے گا، بلکہ وہاں صرف ان لوگوں کے حق میں شفاعت قبول ہوگی، جنہوں نے دنیا میں توحید کی شہادت دی۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں قرآن کریم کی طرف ترغیب دی گئی ہے، دعوائے سورت پر دلائل عقلیہ اور نقلیہ قائم کئے گئے ہیں اور اس کے علاوہ توحیفات، خوشخبریاں اور ڈرسانے کا بھی بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس رکوع میں درج ذیل باتوں کا بیان ہے:

- (۱) قرآن کریم کی حقانیت اور قرآن کریم سے ٹکرانے والوں کا بیان ہے۔ (۲۷ نمبر ۸)
- (۲) عقیدہ توحید پر دلائل دیئے گئے ہیں۔ (۲۷ نمبر ۹-۱۲)
- (۳) آخر میں بطور ثمرہ یہ بتایا گیا ہے کہ ان احسانات کو مانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ، اللہ کے ساتھ شرک اور تکبر نہ کرو۔ (۲۷ نمبر ۱۳-۱۴)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

جو تم خود پسند نہیں کرتے ہو، اسے اللہ کے لئے کیوں ثابت کرتے ہو؟

اس رکوع میں مشرکین کے عقائد فاسدہ اور ان کے معاندانہ اقوال کا رد کیا گیا ہے، مشرکین مکہ کا ملائکہ کے حوالے سے یہ عقیدہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ جواب دیا گیا کہ یہ کیسی حماقت ہے کہ اللہ کے بندوں کو صنفِ نازک قرار دیتے ہو اور پھر اس صنفِ نازک کو اللہ کی بیٹیاں بھی کہتے ہو؟ حالانکہ خود تمہارا حال یہ ہے کہ تم لوگ بیٹیوں کو اس قدر محبوب سمجھتے ہو کہ اگر تم میں سے کسی کے ہاں بیٹی پیدا ہو جائے تو وہ لوگوں سے بوجہ شرمندگی کے سر چھپائے پھر تا ہے، پھر بھلا ایسی کمزور مخلوق کو اللہ کے لیے کیوں ثابت کرتے ہو؟ کیا تم ان ملائکہ کی پیدائش کے وقت موجود تھے جو تم نے ان کو صنفِ نازک کی صورت میں پیدا ہوتے دیکھا؟!!! (۲۷ نمبر ۱۶-۱۹)

مشیت باری تعالیٰ، رضا کی دلیل نہیں

دوسرا یہ لوگ ملائکہ کی عبادت بھی کیا کرتے تھے اور دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہوتی، تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے، کیونکہ وہ ہمیں جبر کرنے ہی نہ دیتا۔ جواب دیا گیا کہ مشیت، رضا کی دلیل نہیں، اس لئے کہ اگر اللہ جبر کرتا، تو سارے جہاں کو ہدایت کے راستے پر چلا دیتا یا پھر سب کو گمراہ کر دیتا، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اختیار دیا حکمت کے پیش نظر کہ اب جو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوگا، تو وہ جنت میں جائے گا اور جو منکر ہوگا، وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

گمراہ آباؤ اجداد کی پیروی معقول عذر نہیں

اسی طرح کبھی یہ لوگ دلیل میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طرح پایا ہے، جس کا جواب یہ دیا گیا کہ آباؤ اجداد کی پیروی میں کوئی دلیل نہیں، کیونکہ یہ دلیلیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی دیں، مگر انہیں ان کی دلیلوں نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ (۲۷ نمبر ۲۰-۲۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

داناؤں کی پیروی کرو

شروع میں حضرت ابراہیم ؑ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تم لوگ تو ابراہیم ؑ کی اولاد میں سے ہو، پھر تم کیوں شرک کرتے ہو، اگر تقلید کرنی ہی ہے تو ناناؤں کے بجائے حضرت ابراہیم ؑ کی تقلید کرو، جنہوں نے اپنی قوم کے سامنے شرک سے اور ان کے معبودان باطلہ سے براءت کا اعلان کیا تھا اور قوم کو توحید کی دعوت دی تھی۔

بڑوں کی گمراہی کا سبب

دوسری بات یہاں یہ بتائی گئی ہے کہ ان کے آباؤ اجداد کے گمراہ ہونے کا سبب مال و متاع کی فراوانی تھی، اب تم لوگ بھی انہیں کی اتباع کر کے سراسر گمراہی میں ہو۔ (آیت نمبر ۲۶-۳۰)

قرآن کسی بڑے رئیس پر کیوں نہیں اتارا گیا؟

اس کے بعد ان مشرکوں کے پرانے شکوہ کا اعادہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مکہ یا طائف کے کسی رئیس یا بڑے آدمی پر کیوں نہیں اتارا؟ جواب دیا گیا کہ کیا اب تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کو تقسیم کرو گے؟ یا درکھو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان تمہاری روزیوں کو تقسیم فرمایا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اپنی رحمت کس پر اتارے اور اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ تا کہ اس کے ذریعے تمہارے درمیان فرق مراتب ہو جائے اور بعض بعض کے کام آئیں کہ کسی کو مال زیادہ دیا کسی کو کم دیا تا کہ دنیا کا انتظام چل سکے۔ (آیت نمبر ۳۱-۳۴)

دنیا کی حقارت کا بیان

آخر میں دنیا کے بے حقیقت ہونے کو بیان کیا گیا ہے کہ تم لوگ دولت کو عزت کی چیز سمجھتے ہو، اگر مجھے اہل ایمان کے ایمان کا خطرہ نہ ہوتا، تو تم کافروں کے گھروں کو سونے اور چاندی کا بنادیتا، کیونکہ ہمارے ہاں ان چیزوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ (آیت نمبر ۳۳-۳۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۴

تمام انبیاء ایک اللہ کی عبادت کرنے والے تھے

یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ جب ان لوگوں نے قرآن سے اعراض کیا تو اس کے نتیجے میں شیطان ان پر مسلط ہو گیا اور شیطان کے مسلط ہو جانے کے بعد ان کے دلوں پر مہر جہاریت لگا دی گئی۔ رکوع کے آخر میں ان مشرکوں سے سوال کیا گیا ہے کہ تم لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال تو سن لیا کہ وہ توحید پر قائم تھے اور غیر اللہ کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے، اب یہ بتاؤ کہ بھلا انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی نے غیر اللہ کی عبادت کی؟ ظاہر ہے کہ ایسا کسی بھی نبی کو حکم نہیں دیا گیا، بلکہ سب کے سب ایک اللہ کی طرف بلانے والے تھے تو پھر تم لوگوں نے یہ غیر اللہ کی عبادت کا مسئلہ کہاں سے ڈھونڈ لگا لیا ہے؟

خلاصہ رکوع نمبر ۵

دولت و ثروت معیار نبوت نہیں

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ دولت و ثروت معیار نبوت نہیں ہے، کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تو نبی تھے، مگر دولت ان کے پاس بھی نہیں تھی، جبکہ فرعون بادشاہ وقت بہت ہی زیادہ مالدار تھا، اب اگر تمہارے گمان کے مطابق نبوت کا معیار دولت ہی ہے، تو پھر نبوت فرعون کو ملنی چاہیے تھی، لیکن ایسا نہیں ہے۔ (آیت نمبر ۴۶-۵۶)

کیا نبی کے لئے نبوت کا دعویٰ کرنا ضروری ہوتا ہے؟

آیت نمبر ۴۶ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنا ضروری ہوتا ہے، جیسا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی نبوت کا دعویٰ کیا، لیکن ولایت، خلافت وغیرہ کے لئے دعویٰ نہیں ہوتا، بلکہ ان چیزوں کا تعلق کردار کے ساتھ ہوتا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۶

مشرک نبی کریم ﷺ سے کہتے تھے کہ تم ہمارے محبوبوں کو برا کہتے ہو، مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کا نام آتا ہے تو ان کی خوبی بیان کرتے ہو، حالانکہ نصرانی ان کی پوجا کرتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ ﷺ اللہ کے نبی ہیں اور انہوں نے لوگوں کو اپنی عبادت کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ وہ تو وحید ہی کی دعوت دیتے تھے، مگر باغیوں (علماء نصاریٰ جنہوں نے انجیل میں تحریف کی ہے) نے قوم کو گمراہ کیا اور ان کے دلوں میں حضرت عیسیٰ ﷺ کی الوہیت کا عقیدہ پیدا کیا، یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ ﷺ کو معبود سمجھنے لگے۔ (آیت نمبر ۵۷-۶۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۷

جزائے مؤمن و کافر اور برودتی سفارشی ہونے کی نفی

یہاں اہل ایمان کو جنت اور جنت کی ڈھیروں نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے اور دوسری طرف اہل کفر و شرک کے لئے جہنم کی سزا سنائی گئی ہے اور آخر میں مشرکوں کے اس عقیدہ بد کی تردید کی گئی ہے کہ بروز قیامت یہ فرشتے جن کی ہم عبادت کرتے ہیں، وہ سفارش کریں گے، اس لئے کہ اللہ کے ہاں کوئی بھی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کرے گا۔

سورہ دخان

ما قبل سے ربط

گزشتہ سورت کی طرح اس سورت میں بھی ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے کہ ٹھیک ہے ہمارے معبود اللہ کے نائب اور اس کے ہاں شفع غالب نہیں، مگر وہ ہماری پکار اور فریاد سنتے ہیں اور اللہ کے ہاں پہنچاتے ہیں، پھر اگر اللہ چاہتا ہے، تو منظور کر لیتا ہے اور اگر نہ چاہے، تو منظور نہیں کرتا۔ جواب دیا گیا کہ ”هو السميع العليم“ کہ تمہاری فریاد اور پکار کو سننے والا صرف ایک اللہ ہے اور کوئی نہیں، لہذا صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرو۔

خلاصہ سورت

عظمت قرآن، احوال قیامت، گزشتہ تاریخ اور جنت و جہنم کا تذکرہ۔

سورت کا دعویٰ ”انہ هو السميع العليم“ میں ہے کہ تمام حاجات کو سننے والا اور تمام امور کا کرنے والا واحد اللہ تعالیٰ ہے۔

تخویفات دنیویہ میں سے ایک فرعون اور اس کی قوم کے انجام کو بیان کر کے عبرت حاصل کرنے کا درس دیا گیا ہے اور تخویفات اخرویہ میں آخرت کے عذاب کی چند جھلکیاں بیان کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح اہل ایمان کے لئے جنت کی بیش بہا نعمتوں کی بشارت دی گئی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

قرآن ایک باہر کت رات میں اتارا گیا

شروع میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو جو خیر و شر سے آگاہ کرتی ہے، ایک بڑی باہر کت رات میں اتارا ہے، لہذا اب بھی اگر ان لوگوں نے نہ مانا تو ان کو عذاب دیں گے، جیسا کہ اہل مکہ پر قحط اتر ا تھا اور جنگ بدر میں کفار ذلیل کئے گئے تھے۔

”لیلۃ مبارکۃ“ سے کون سی رات مراد ہے؟

”لیلۃ مبارکۃ“ سے مراد لیلۃ القدر ہے اور اس رات میں بڑے بڑے امور ملائکہ کے حوالے کئے جاتے ہیں، وہ تمام امور جو آئندہ سال تک ہونے والے ہیں وہ متعلقہ فرشتوں کو سپرد کر دیئے جاتے ہیں، مثلاً موت کے فیصلے، روزی کا انتظام وغیرہ۔

اس رکوع کے آخر میں ایک بار پھر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے متبعین کو دریابا کر دیا اور فرعون کو اور اس کی قوم کو غرق کر دیا، جو اپنے پیچھے بہت سارا سامان عیش و عشرت چھوڑ گئے اور پھر بنی اسرائیل اس کے وارث ہوئے۔ (آیت نمبر ۱۷-۲۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

قیامت برحق ہے

اس رکوع میں منکرین قیامت کے لئے ایک انتباہ کا تذکرہ ہے اور پھر اس کے بعد ایک دلیل

عقلی پیش کی گئی کہ ہم نے زمین و آسمان کو فالتو پیدا نہیں کیا، بلکہ اظہار حق کے لئے پیدا کیا ہے اور آخر میں یہ بتایا ہے کہ قیامت برحق ہے اور اس دن سب نے جمع ہونا ہے اور اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

حصول ایمان کے لئے دستیابی قرآن

اس رکوع میں یہ بتایا گیا ہے کہ قیامت کا دن اہل ایمان پر انعام کا اور اہل کفر پر عذاب کا دن ہوگا، اس لئے ایمان کے حصول کے لئے قرآن سے وابستہ ہو جاؤ۔

سورہ جاثیہ

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں کافروں کے اس شبہ کا ازالہ کیا گیا تھا کہ ان کے معبودان باطلہ حاجات اور پکار کو سننے والے اور پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کرنے والے ہیں، اب اس سورت میں مزید ایک شبہ کا ازالہ کیا جائے گا، ان کافروں کا یہ کہنا تھا کہ مان لیا اللہ کے ہاں کوئی زبردستی سفارش کرنے والا نہیں اور نہ ہی کوئی حاجات اور پکار کو سننے والا ہے، مگر ہم تو اس لئے پکارتے ہیں، کیونکہ ہمارے آباؤ اجداد بھی ان کو پکارا کرتے تھے۔ جواب دیا گیا کہ جس طرح یہ ثابت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی زبردستی سفارشی نہیں، کوئی حاجات کا سننے والا نہیں، اسی طرح راہ ہدایت بھی بالکل واضح کر دی گئی ہے، لہذا اس راہ پر چلو اور گمراہ آباؤ اجداد کی تقلید و پیروی نہ کرو۔

خلاصہ سورت

اس پوری سورت میں اثبات قیامت اور صداقت قرآن کے مضامین پر زور دیا گیا ہے، اسی طرح دلائل، جزرات اور تحویفات کا بھی بیان ہے۔ اس کے علاوہ قرآن سے دوری کے اسباب بیان کئے گئے ہیں، جن کا حاصل تکبر ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

قرآن کریم سے دوری کا پہلا سبب

شروع میں دلائل عقلیہ کا تذکرہ ہے اور اس کے بعد قرآن کریم سے دوری کا پہلا سبب بیان کیا گیا ہے کہ قرآن تو راہ ہدایت ہے، مگر متکبر ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ (آیت نمبر ۸) اور آخر میں نہ ماننے والوں کو جہنم کی سزا سنائی گئی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اتباع شریعت

اس رکوع میں دلائل عقلیہ اور نقلیہ کو بیان کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو شریعت کی پیروی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جاہ پرستوں کی خواہشات کی پرواہ نہ کریں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع کا حاصل یہ ہے کہ قیامت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے خواہشات کے اتباع کی وجہ مہر جباریت لگا دی ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

جزائے ایمان و کفر

یہاں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ عذاب کے وقت ان مجرموں کو ان کے جرائم سے آگاہ کر دیا جائے گا اور تمام لوگوں کو ان کے ہاتھوں میں ان کے اعمال نامے چھما دیئے جائیں گے، پھر جو ان میں اہل ایمان ہوں گے، ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو اہل کفر ہوں گے اور جنہوں نے ازراہ تکبر ایمان قبول کرنے سے انکار کیا تھا، انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

قرآن سے دوری کا دوسرا سبب

آخر میں قرآن کریم سے دوری کا دوسرا سبب ”حب دنیا“ کو قرار دیا گیا ہے۔

پارہ نمبر ۲۶

سورۃ احقاف

ما قبل سے ربط

اس سورت میں بھی گذشتہ سورت کی طرح ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے، ان کافروں کو شبہ یہ تھا کہ ٹھیک ہے ہمارے معبود نہیں سنتے، مگر ان کی پکار میں تاثر اور برکت ضرور ہے، کیونکہ جب ہم ان کو پکارتے ہیں اور ان کے نام کے وظیفے پڑھتے ہیں تو تمام مصائب و آلام سے محفوظ ہو جاتے ہیں، تو سورت کے آخر میں اس کا جواب دیا گیا کہ اگر ان کی پکار میں کوئی تاثر اور برکت ہوتی، تو ہماری گرفت اور عذاب سے تمہیں خلاصی دلا دیتے۔

خلاصہ سورت

اس پوری سورت میں سورت کے دعویٰ پر مختلف عقلی اور نقلی دلائل پیش کئے گئے ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

زمین و آسمان کی تخلیق کا مقصد

رکوع کی ابتداء میں عقیدہ تو حید پر دلیل عقلی ذکر کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ان کے بیچ کی چیزوں کو اظہار حق اور احقاق حق کے لئے پیدا فرمایا ہے اور یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

قوع قیامت پر استدلال

نیز ”وَأَجَلٌ مُّسَمًّى“ یعنی یہ کائنات ایک متعین مدت تک کے لئے قائم ہے، اس میں قوع قیامت کی طرف اشارہ ہے۔ (۲۴ نمبر ۳)

مشرکین سے دلیل کا مطالبہ

دلیل عقلی ذکر کرنے کے بعد مشرکین سے دلائل کا مطالبہ کیا گیا ہے کہ اگر تمہارے پاس

تمہارے معبودوں کے خالق ہونے پر یا ان کے تصرف پر ہونے پر کوئی دلیل، خواہ عقلی ہو یا نقلی ہے، تو لے آؤ، مگر جب تمہارے پاس نہ تو دلیل عقلی ہے اور نہ دلیل نقلی، تو پھر کیوں ان جھوٹے معبودوں کو پوجتے ہو؟ بھلا اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہو سکتا ہے، جو کسی ایسے کو پکارتا ہے، جو پکار سے غافل ہے، جبکہ یہی معبود کل ہر روز قیامت ان مشرکوں کے خلاف گواہی دیں گے۔ (۲ امت نمبر ۵-۳)

اس کے بعد قرآن کریم کی حقانیت کو بیان کیا گیا ہے۔ (۲ امت نمبر ۱۰-۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

یہود کی ایک خوش فہمی کا

رکوع کی ابتداء میں یہود کی ایک خوش فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے، یہ یہود ”ضد“ کو عقل کل سمجھتے تھے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گمراہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر یہ قرآن حق اور سچ ہوتا، تو یہ کم درجہ کے لوگ ہم سے ہرگز سبقت نہ لے جاتے، کیونکہ افضلیت ہمارے لئے لازمی ہے۔ جواب دیا گیا کہ تمہاری موافقت ضروری نہیں، بلکہ کتب الہیہ کی موافقت ضروری ہے اور تم لوگ اس خوش فہمی میں نہ رہو کہ افضلیت تمہارے لئے لازمی ہے، بلکہ افضلیت کا مدار ایمان پر ہے اور تم لوگ بے ایمان ہو۔ (۲ امت نمبر ۱۱-۱۳)

والدین کے ساتھ حسن سلوک

اس کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، خصوصاً ماں کے ساتھ، کیونکہ ماں اپنے بچے کے لئے تین بڑی مشقتیں برداشت کرتی ہے:

(۱) حمل کے زمانے کی مشقت

(۲) زچگی کے وقت کی مشقت

(۳) دودھ پلانے کی مشقت

ان تینوں اوقات میں عورت کو اپنی بہت سی مرغوبات کو چھوڑنا پڑتا ہے، یہی وجہ ہے کہ خدمت میں ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ بتایا گیا ہے۔

مدت رضاعت

دو سال مدت رضاعت کا زمانہ ہے، یعنی: اگر دو سال کی عمر میں بچہ کسی اور عورت کا دودھ پی لیتا ہے، تو وہ عورت اس کی رضاعی ماں کہلائے گی، اس کی اولاد اور تمام محرم رشتہ دار اس بچے کے لئے محرم ثابت ہوں گے۔

فرماں بردار اور نافرمان اولاد

اس کے بعد اولاد کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، پہلی قسم اس اولاد کی ہے، جسے ماں باپ نے ایمان قبول کرنے کا کہا، تو اس نے ایمان قبول کر لیا، یہ نیک اولاد ہے۔ دوسری قسم کی وہ اولاد ہے، جس نے حکم نہ مانا، بلکہ الناعتراضات کئے، تو ایسوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر جباریت لگا دی ہے۔ (۲۷۲ نمبر ۱۵-۱۸)

درجات میں تفاوت اعمال میں تفاوت کی وجہ سے ہوتا ہے

پھر یہ بتایا گیا ہے کہ درجوں میں اعمال کے اعتبار سے تفاوت ہوگا، کافروں میں بھی اور مؤمنوں میں بھی اور پھر اسی درجے کے حساب سے سزا و جزا کا فیصلہ ہوگا۔ (۲۷۲ نمبر ۱۹)

مجرموں کی تذلیل کا بیان

آخر میں مجرموں کی تذلیل کا بیان ہے کہ جب ہر وزقیامت کافروں کو جہنم پر پیش کیا جائے گا، تو اس وقت ان سے کہا جائے کہ تمہیں دنیا میں بہت اچھی چیزیں ملیں، مگر تم نے ان سب کو ضائع کر دیا اور دنیا سے مستفید ہوتے رہے، آج تمہیں تمہاری انہی نافرمانیوں کا اجر ملے گا۔ (۲۷۲ نمبر ۲۰)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

قوم عاد کے جرائم اور انجام

گذشتہ رکوع کے آخر میں یہ بتایا گیا تھا کہ کافروں کو جہنم کے دھانے لانے کے بعد کہا جائے گا کہ تمہیں دنیا میں بہت اچھی چیزیں ملیں، مگر تم نے ان کو ضائع کر دیا، اب اس رکوع میں ان لوگوں کو قوم عاد کا واقعہ سنایا جا رہا ہے کہ آؤ تمہیں ایک مثال سناتے ہیں، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی دی

ہوئی نعمتوں کو ضائع کیا، عقیدہ تو حید کو ماننے سے انکار کیا اور عذاب کا مطالبہ کرتے رہے، تو ان پر سخت عذاب نازل ہوا، جس نے سوائے ان کے مقامات کے پیچھے کچھ نہ چھوڑا۔ (۲۵-۲۴ نمبر ۲۵)

اللہ کی صفات کو انبیاء کے لئے ثابت کرنا جہالت ہے

ہر قوم کا یہ خیال تھا کہ جب یہ شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے، تو اسے مشکل کشا بھی ہونا چاہیے اور ہمارے نہ ماننے کی صورت میں ہم پر عذاب کو نازل کرنا چاہیے، تو جاننا چاہیے کہ مشکل کشا ہونا اور مختار کل ہونا یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور ان صفات کو کسی بھی نبی کے لئے ثابت کرنا جہالت ہے۔

نعمتوں کی ناقدری

آخر میں اہل مکہ کی طرف التفات ہے کہ ہم نے انہیں حق کو سننے کے لئے قوت سماعت اور حق کو سمجھنے کے لئے دل اور علامات تو حید کو دیکھنے کے لئے آنکھیں عطا کی تھیں، مگر جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، تو پھر ان نعمتوں نے کچھ فائدہ نہ دیا، اس لئے تم لوگ عبرت حاصل کرتے ہوئے ایمان لے آؤ، ورنہ یہ نعمتیں کچھ فائدہ نہیں دیں گی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں سورت کے دعویٰ کا بیان ہے کہ یہ مت سمجھو کہ تمہارا جھوٹے معبودوں کو پکارنا تمہیں کچھ نفع دے گا، کیونکہ تم سے پہلے جن قوموں نے جھوٹے معبودوں کو پکارا تھا، تو ہم نے ان قوموں کو تباہ و برباد کر دیا تھا اور انہیں ان کی پکارنے کچھ فائدہ نہیں دیا تھا۔

جنت کا ایمان قبول کرنا

اس کے بعد ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے، وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ ﷺ عکاظ کے بازار کی طرف جا رہے تھے، تو راستے میں وادی نخلہ کے مقام پر فجر کی نماز ادا کی، وہاں سے جنوں کی ایک جماعت کا گزر رہا، انہوں نے قرآن سنا، تو ایمان لے آئے اور پھر اپنی قوم میں جانے کے بعد ان کو بھی ایمان کی دعوت دی۔ حاصل یہ نکلا کہ اے نبی ﷺ! اگر اہل طائف ایمان نہ بھی لائے، تو کوئی بات نہیں آپ غم نہ کریں ہم آپ کی طرف جنت کو بھیج دیں گے اور وہ ایمان لائیں گے۔

جب ”فصبر“ سے خطاب نبی کو ہوتا....؟

آخر میں آپ ﷺ کو صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ جب نبی سے ”فصبر“ کہا جائے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ مصیبت بہت بڑی ہے، جماعت تو مصائب برداشت کر لے، مگر جب باندیوں کو اسلام لانے کی وجہ سے شرمگاہوں پر گرم سلاخیں ماری جائیں، تو پھر آپ اور آپ کی جماعت کیسے برداشت کرے؟ اس لئے آگے قتال کا حکم دیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۳۳-۳۵)

سورہ محمد

ما قبل سے ربط

سورہ اخلاف میں اس بات کا تذکرہ تھا کہ آپ ﷺ نے قوم کو اصل مسئلہ کی طرف دعوت دے دی ہے، اب یہاں اس بات کا بیان ہوگا کہ مسئلہ پہنچا دینے کے بعد اب ہم آپ کے سامنے مخلص اور منافق کا فرق واضح کریں گے اور بتائیں گے کہ کس کے ساتھ دوستی رکھنی ہے اور کس کے ساتھ دوستی نہیں رکھنی۔

خلاصہ سورت

سورہ محمد میں قتال کا حکم بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ مؤمن اور کافر کا تقابل بھی کرایا گیا

ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

مؤمن و کافر میں تقابل

ابتداء میں مؤمن اور کافر کا تقابل کرایا گیا ہے، پس جن لوگوں نے کفر کیا اور دوسروں کو اللہ کے راستے سے روکا، ایسے لوگوں کو ان کے اعمال نے گمراہ کر دیا ہے، کیونکہ ان لوگوں نے باطل کی پیروی کی ہے اور جو اہل ایمان ہیں، اعمال صالحہ کرنے والے ہیں اور قرآن پر ایمان رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ مٹا دیتا ہے اور ان کے احوال کو درست کرتا ہے، کیونکہ ان لوگوں نے حق کی پیروی کی ہے۔

حکم قتال فی سبیل اللہ

اس فرق کے بعد قتال کا حکم دیا گیا ہے کہ جب کفار سے سامنا ہو، تو ان کی گردنیں مار دو اور جب خوب خونریزی کر چکو اور کفر کی کمر لٹو جائے تو جو باقی بچ جائیں، انہیں قید کر دو اور قید کرنے کے بعد مسلمان قیدیوں کے بدلے میں چھوڑ دو یا پھر ان سے فدیہ (پیسہ) لے کر چھوڑ دو۔ اور آخر میں مؤمن کے انجام خیر اور کافر کے انجام بد کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

مؤمن و کافر میں قتال کا ایک انوکھا انداز

اس رکوع میں مجاہد اور محارب کے نتائج کا اعلان کیا گیا ہے، چنانچہ مؤمنوں کے لئے جنت کا اور کافروں کے لئے جہنم کا اعلان کیا گیا ہے اور یہاں قتال اس طرح ہوگا کہ مؤمن کی ایک صفت اور ایک کمال کا ذکر ہوگا اور کافر کا کوئی کمال ذکر نہیں ہوگا، جس کا مطلب یہ ہوگا کہ کافر میں وہ کمال نہیں ہے اور کافر کے ساتھ اس کے عیب کا ذکر ہوگا، مؤمن کا نہیں، جس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ عیب مؤمن میں نہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

جہاد نہ کرنے کے نقصانات

اس رکوع میں جہاد نہ کرنے کے نقصانات کا بیان ہے:

- (۱) باہمی فساد میں مبتلا ہو جاؤ گے۔
- (۲) قطعہ رجمی کرو گے۔
- (۳) تدبیر قرآن سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔
- (۴) ایمان سلب ہونے کا خطرہ۔
- (۵) شیطان مسلط ہو جائے گا۔
- (۶) بری موت مرو گے۔

(۷) اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

اس رکوع میں تین باتوں کا تذکرہ ہے:

(۱) ضرورت جہاد

ضرورت جہاد کو بیان کیا گیا ہے، تاکہ اس کے ذریعہ منافق اور مؤمن کا فرق واضح ہو جائے، منافق میدان جہاد سے فرار ہو جاتا ہے اور مؤمن ثابت قدم رہتا ہے۔

(۲) کافروں سے صلح نہ کرنے کا حکم

مؤمنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ کافروں کے مقابلے میں از خود صلح کا اعلان نہ کریں ہاں اگر وہ تمہیں صلح کی پیشکش کریں تو مناسب سمجھو تو قبول کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، اس لئے تمہی غالب رہو گے۔

(۳) انفاق فی سبیل اللہ

آخر میں راہ جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا کوئی چیز نہیں، لہذا جہاد کے لئے مال خرچ کرو اور منافقوں کی طرح بخل اختیار نہ کرو۔

سورہ فتح

ما قبل سے ربط

سورہ محمد میں اعلان جہاد تھا، ان سورہ فتح میں فتح کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں بنیادی طور پر دو بشارتوں اور ان کی علتوں کا تذکرہ ہے۔ پہلی بشارت اعلان فتح ہے کہ جب مسلمان جہاد کریں گے تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ دوسری بشارت مسلمانوں پر سکینہ کا اترنا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

صلح حدیبیہ

یہاں صلح حدیبیہ کے واقعہ کو بیان کیا گیا ہے، ہوا یہ تھا کہ غزوہ بدر، احد اور خندق سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے مکہ کا قصد کیا، مقام حدیبیہ میں پہنچنے کے بعد آپ ﷺ کی اونٹنی بیٹھ گئی، بہت زور لگانے کے باوجود بھی نہ اٹھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: **هذه مأمورة من الله** کہ یہ اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے اور پھر بطور سفیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کفار کی طرف روانہ کیا، مگر واپسی میں کافی تاخیر ہو گئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ آپ شہید کر دیئے گئے ہیں، اس پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (جو تقریباً ۱۲۰۰ یا ۱۶۰۰ کی تعداد میں تھے) آپ ﷺ کی معیت میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے، آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، مگر کچھ ہی دیر میں کفار کی طرف سے سفیر آ گیا اور خبر دی کہ حضرت عثمان قتل نہیں ہوئے، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے بیعت ترک نہیں کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل

(۱) چودہ سو، یا سولہ سو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی خاطر جہاد پر بیعت کی۔
(۲) آپ کی طرف سے خود حضور اکرم رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور آپ ﷺ کا ہر کام وحی الہی سے وابستہ ہوتا ہے۔

(۳) چودہ سو، یا سولہ نے اپنے خون کو آپ پر قربان کیا۔

نیز اس رکوع میں دونوں بشارتوں کا تذکرہ ہے:

پہلی بشارت

فتح کی بشارت اور ساتھ اس کی علتیں بھی بیان فرمائیں:

(۱) گناہوں کی مغفرت۔

(۲) نعمتوں کا پورا کرنا۔

(۳) ہدایت صراط مستقیم۔

(۴) مسلمانوں کا غلبہ۔

نبی اکرم ﷺ کی عصمت

ذنب گناہ کو کہتے ہیں، امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اور نبی اکرم ﷺ نبوت سے پہلے اور بعد صغائر کبائر دونوں کی قسم کے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں جہاں نبی کے لئے ذنب بیان ثابت کیا گیا وہاں گناہ مراد نہیں بلکہ خلافِ اولیٰ کام ہے یا ذنب سے مراد کفار کے الزامات ہیں تو معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بری اور پاک کرے گا ان الزامات سے جو یہ کفار لگاتے ہیں۔

دوسری بشارت

دوسری بشارت مومنوں کے لئے سیکھنے اور طہائیت کو نازل کرنا ہے اور اس کی علامتیں بھی ساتھ بیان فرمائی ہیں:

(۱) زیادتی ایمان، تا کہ میدان جہاد ثابت قدم رہیں۔

(۲) دخول جنت۔

(۳) منافقین و کفار کو عذاب دینا تا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔

جس وقت مسلمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے، تو منافقین کا گمان یہ تھا کہ ان کو جانے دوا، ان میں سے ایک بھی بچ کر نہیں آئے گا اور مشرکین نے یہ گمان کیا کہ یہ مسلمان ہم سے قتل کرنے آئے ہیں۔

رسول اور امت کے فرائض کا بیان

آخر میں رسول اور امت دونوں کے فرائض کو بیان کیا گیا ہے۔

رسول کے فرائض:

(۱) حق بتائے۔

(۲) خوشخبری دے۔

(۳) ڈرائے۔

امت کے فرائض:

(۱) ایمان قبول کرے۔

(۲) اللہ اور اس کے رسول کی امداد کرے۔

(۳) تعظیم کرے۔

(۴) اس کی پاکی بیان کرے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

کا مکرو فریب

اس رکوع میں منافقوں کے مکرو فریب اور نفاق کو واضح کیا گیا ہے، جس کا بیان یہ ہے کہ جب آپ واپس تشریف لائیں گے، تو یہی منافق جن کا گمان یہ تھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کوئی بچ کر نہیں آئے گا، اب آپ کے سامنے یہ عذر پیش کریں گے کہ ہمارے پیچھے اموال اور اہل و عیال کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں تھا، اس لئے ہم آپ کے ہمراہ نہیں جاسکے تھے، تو آپ ان سے کہہ دیجئے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، کیونکہ تمہارا گمان تو یہ تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی بچ کر نہیں آئے گا۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے اموال اور اہل و عیال کو اگر نقصان پہنچانا چاہے، تو کیا تم اس کو روک سکتے تھے؟ ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں، اس لئے پھر یہ جھوٹے عذر بھی پیش مت کرو۔

آخر میں بھی ان کے نفاق کو واضح کیا کہ جب آپ خیبر کے غنائم حاصل کرنے کے لئے روانہ ہوں گے تو یہ منافقین بھی آپ کی ہمراہی میں جانے کی اجازت طلب کریں گے، لہذا آپ اس وقت ان منافقوں کو ہرگز اجازت مت دینا۔

دراصل اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وحی غیر متلو کے ذریعے اس بات کی خبر کر دی تھی کہ جو مؤمن حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں، وہی خیبر میں بھی شرکت کریں گے، تو اس لئے یہ حکم نازل ہوا کہ ان منافقوں کو اجازت نہیں دینی، کیونکہ ان لوگوں کا مقصد صرف اور صرف حصول غنائم ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں سورت کے پہلے حصے کے مضامین کا اعادہ ہے اور دونوں بشارتیں دوبارہ ذکر کی

گئی ہیں۔

بیعت کرنے والے صحابہ کرام ؓ کے انعامات کا بیان

اور بیعت کرنے والے حضرات صحابہ کرام ؓ کے لئے درج ذیل انعامات کا بیان ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ کی رضا۔

(۲) مؤمنین کا خطاب۔

(۳) مخلصین کا خطاب۔

(۴) طہائیت قلب۔

(۵) فتوحات (فتح خیبر، فتح روم و فارس، فتح حنین)۔

البتہ یہاں سب سے پہلے سب سے پہلے ملنے والی فتح خیبر کا خصوصی تذکرہ ہے۔ (۲۱-۱۸ نمبر)

اس کے بعد فتح مکہ کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ اور لڑائی کے عطا فرمائی۔

عمرہ کے بغیر واپسی کی حکمت

اور پھر حدیبیہ کے موقع پر جو لڑائی نہیں ہوئی، اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ مکہ میں مسلمان تھے، جو ہجرت نہیں کر سکے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی اس قدر تعظیم فرمائی کہ آپ ﷺ کو عمرہ سے پہلے واپس کر دیا اور انہی کے ایمان کی وجہ سے کافر بچ گئے، لیکن اگر وہ مسلمان مرد اور عورتیں وہاں نہ ہوتے، تو اللہ تعالیٰ ان کافروں کو مسلمانوں کے ہاتھوں دردناک عذاب دیتا۔ (۲۱-۲۵ نمبر)

نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر ان کافروں کو عذاب دینا ہوتا، تو مسلمانوں کے ہاتھوں کو ان سے نہ روکتے اور ان کو اس وقت عذاب دیتے جب وہ جاہلیت کا کبر اور غرور دل میں لئے نازیہ حرکات پر اتر آئے تھے، لیکن ہم نے ان کی نخوت اور حمیت جاہلیت کی وجہ سے اپنے پیغمبر ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو اشتعال میں نہیں آنے دیا، بلکہ ان کے دلوں میں سکون اور اطمینان نازل کیا اور پروقا کر دیا، جذبہ جہاد صحیح تھا، لیکن اگر اس میں رسول کی اطاعت نہ ہوتی، تو یہ جذبہ فائدہ نہ دیتا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

آپ ﷺ کے خواب پر ہونے والے اعتراض کا جواب

یہاں ایک شبہ کا ازالہ کیا گیا ہے، شبہ یہ تھا کہ آپ ﷺ نے تو یہ خواب دیکھا تھا کہ مسجد حرام میں داخل ہو گئے ہیں، حلق اور قصر کر رہے ہیں، لیکن آپ ﷺ کو تو کفار نے مسجد حرام میں داخل ہی نہیں ہونے دیا، تو معاذ اللہ خواب سچا نہ رہا؟ جواب دیا کہ خواب میں سال کی تعیین نہ تھی، اس لئے شبہ ختم ہو گیا۔ پھر فتح خیبر کو ذکر کیا، جو صلح حدیبیہ کے متصل بعد ۷ ہجری ماہ صفر میں ہوئی، اس کے بعد آپ ﷺ کی اتباع کی ترغیب دی گئی ہے اور ترغیب دینے کے بعد آپ ﷺ کے نام گرامی کی تصریح کی گئی ہے۔

فضائل صحابہ کرام ﷺ

اس کے بعد آپ ﷺ کے جاں نثار اور سرفروش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل کا بیان ہے،

جو درج ذیل ہیں:

- (۱) کافروں پر انتہائی سخت۔
- (۲) آپس میں رحم دل۔
- (۳) عبادت گزار۔
- (۴) نشانات عبدیت ان کے چہرے میں واضح دکھائی دیتے ہیں۔
- (۵) ان کی مثال تو رات میں بھی موجود ہے اور انجیل میں بھی موجود ہے۔
- (۶) ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ ہے۔

سورہ حجرات

ما قبل سے ربط

سورہ فتح میں اعلان فتح کے بعد اب سورہ حجرات میں مسلمانوں کو منظم اور متفق رکھنے کے لئے آداب بیان کئے گئے ہیں یہ آداب اصلاح معاشرہ کے لئے انتہائی موثر ہیں۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) آداب پیغمبر ﷺ۔

(۲) مسلمانوں کو باہمی معاشرت کے آداب کی تعلیم۔

(۳) اعراب (دیہات والوں) پر شکوی۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

ان دونوں رکوعوں میں چند قوانین کا بیان ہے۔

قانون نمبر ۱

آپ ﷺ کی کسی بھی بات میں نہ تو مخالفت کرو اور نہ ہی بات کرنے میں پہل کرو، بلکہ پہلے اجازت لو اور اس کے بعد اپنی بات یا اپنا مشورہ پیش کرو۔ (۲۷۷ نمبر)

قانون نمبر ۲

آپ ﷺ کی آواز پر اپنی آواز کو اونچا نہ کرو۔ (۲۷۸ نمبر)

قانون نمبر ۳

آپ ﷺ کو بلا تے وقت ادب ملحوظ رکھو۔ (۲۷۹ نمبر)

قانون نمبر ۴

پست آواز میں بات کرو۔

قانون نمبر ۵

جب آپ ﷺ گھر میں ہوں، تو باہر سے آواز نہ دو، بلکہ آپ ﷺ کے باہر آنے کا انتظار کرو۔

قانون نمبر ۶

ہر اڑتی اڑتی بات پر کان نہ دھرا کرو، بلکہ بات کی پہلے تحقیق کرنی چاہیے، کہیں کسی غلط خبر سے کوئی نقصان نہ ہو جائے۔ (۲۸۰ نمبر)

قانون نمبر ۷

باہمی مشاورت میں آپ ﷺ کو مجبور نہ کرو۔ (۲۷۷ نمبر ۷)

قانون نمبر ۸

خانہ جنگی کا فوری خاتمہ کرو۔، ورنہ تمہاری قوت منتشر ہو جائے گی۔

قانون نمبر ۹

ایک دوسرے کا احترام کرو۔ (۲۷۸ نمبر ۹)

قانون نمبر ۱۱

ایک دوسرے کو برے القاب سے مت پکارو، یہ گناہ ہے۔ (۲۷۹ نمبر ۱۱)

قانون نمبر ۱۲

باہمی اعتماد پیدا کرو اور ایک دوسرے کے بارے میں براگمان نہ رکھو۔ (۲۸۰ نمبر ۱۲)

اچھا گمان، براگمان

ایک وہ ظن ہوتا ہے جس کے ظاہری کوئی آثار نہیں ہوتے، ویسے ہی تہمت لگا دیتا ہے تو یہ گناہ ہے اور ایک وہ ظن ہوتا ہے، جس پر انسان کے ظاہری قرائن دلالت کرتے ہیں، تو یہ صحیح ہے، اس میں گناہ نہیں اور اسی طرح کسی جماعت کے ہر ہر فرد کو بری نگاہ سے دیکھنا بھی ٹھیک نہیں۔

کسی شرعی ضرورت کے تحت غیبت یا تجسس کا حکم

اسی طرح شرعی ضرورت کے تحت غیبت یا تجسس کرنا، تاکہ نقصان سے بچا جاسکے، جیسا کہ وقت کے حکمرانوں سے متعلق عوام کو آگاہ کرنا تو اس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔

قانون نمبر ۱۳

کردار کے بغیر صرف قومیت برتری کا سبب نہیں ہو سکتی برتری کا سبب تقویٰ ہے۔ (۲۸۱ نمبر ۱۳)

قانون نمبر ۱۴

اپنے ایمان میں رسوخ پیدا کرو اور اعمال کر کے اللہ اور اس کے رسول پر احسان نہ جلاؤ،

ایمان لانے میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔

سورہ ق

ما قبل سے ربط

سورہ حجرات میں اصلاح معاشرہ کے قوانین کا بیان تھا اور اب سورہ ق، ذاریات اور طور میں سزا و جزا اور حشر و نشر کا بیان ہوگا، دونوں میں ربط یہ ہے کہ پہلے یہ بیان ہوا کہ یہ لوگ شرک کرتے ہیں، انہوں نے کئی کئی معبود بنا رکھے ہیں اور اب یہاں ان سورتوں میں اس بات کا بیان ہے کہ شرک کرنے کے علاوہ یہ لوگ قیامت اور سزا و جزا کا بھی انکار کرتے ہیں۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں سورت کے دعویٰ پر دلائل عقلیہ کا بیان ہے اور اس کے علاوہ آپ ﷺ کے لئے تسلی کا اور درمیان میں عقیدہ توحید کا بھی بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

مشرکین کے لئے قبول ایمان سے مانع امور

اس رکوع میں قسم کھا کر یہ بات کہی گئی ہے کہ آپ ﷺ ایک سچے رسول ہیں اور قیامت ضرور آنے والی ہے، مگر کافروں نے ان دونوں دعوؤں کا انکار کیا، ان کافروں کے لئے چار موانع تھے: (۱) رسول کا بشر ہونا عجیب اور انوکھی بات ہے۔

(۲) مٹی میں مل جانے اور بوسیدہ ہڈی ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا بھی ہماری عقلوں سے بالاتر ہے۔

(۳) دوبارہ زندہ کرنے والا کیسے جان سکتا ہے کہ ذرات انسانی کہاں کہاں ہیں اور ان کو کیسے جمع کرے گا؟

(۴) کوئی عارض جیسے تھکاوٹ وغیرہ لاحق نہ ہو۔

ان موانع کا دفعیہ

یہاں ان چاروں موانع کو رفع کیا گیا ہے، کیونکہ رسول کا بشر ہونا تو کوئی عجیب بات ہے اور نہ ہی بشریت اور رسالت میں کوئی تضاد ہے اور اللہ تعالیٰ جس طرح پیدا کرنے پر قادر ہے، اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے اور سب کو جمع کرنے پر بھی قادر ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا اور حشر کرنا بھی کوئی مشکل نہیں اور اللہ تعالیٰ کو تمام ذرات کا علم ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کو کوئی عارض تھکاؤ وغیرہ پیش نہیں آتا، لہذا جب کوئی بھی مانع اللہ تعالیٰ کے حق میں موجود نہیں، تو پھر قیامت کو بھی مان لو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں تین باتوں کا بیان ہے:

(۱) قدرت الہیہ

(۳) اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہے کہ تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اللہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے تمام خیالات کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسان سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان پر دو فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، جو انسان کا ہر قول و عمل لکھتے ہیں، جو وہ کرتا اور کہتا ہے۔ (آیت نمبر ۱۸-۱۹)

قیامت کی نختی

(۲) قیامت کے واقعے ہونے کی نختی کا بیان ہے کہ سب پر بے ہوشی طاری ہو جائے گی۔ (آیت نمبر ۱۹، ۲۰)
(۳) آخر میں منکرین کے انجام کا تذکرہ ہے۔ (آیت نمبر ۲۱-۲۹)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

گذشتہ رکوع میں کفار کے جہنم میں داخل ہونے کا تذکرہ تھا اور اس رکوع میں دخول جہنم کے بعد کے احوال کا بیان ہے۔ اس کے علاوہ بھی درج ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) اہل ایمان کے لئے جنت کی بشارت۔

(۲) آپ ﷺ کے لئے تسلی۔

(۳) پانچوں نمازوں کی تاکید۔

سورۃ ذاریات

خلاصہ سورت

اس سورت میں سزا و جزا اور اس پر دلائل و تحویفات کا بیان ہے اور رفع عذاب کے لئے امور ثلاثہ کا بھی تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

یوم جزاء برحق ہے

اس رکوع کے شروع میں اور بالکل آخر میں قسمیں کھا کر یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ قیامت برحق ہے اور جزا و سزا کا معاملہ ضرور ہو کر رہے گا۔

درمیان میں مندرجہ ذیل امور کا بیان ہے:

(۱) منکرین قیامت پر زجر

ان لوگوں پر زجر ہے، جو سزا و جزا کے منکر ہیں۔

(۲) متقین کے لئے جنت کی بشارت اور اس کے اسباب

اہل تقویٰ کے لئے جنت کی بشارت ہے اور اس کے اسباب کا بیان ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) یہ لوگ دنیا میں نیک کام کیا کرتے تھے۔

(۲) راتوں کو کم سوتے اور بوقت سحر خوب استغفار کرتے تھے۔

(۳) ان کے اموال میں علاوہ زکوٰۃ کے مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں دونوں کے لئے حصہ ہوا کرتا تھا۔

ستائیسواں پارہ

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اہل ایمان کی کامیابی اور اہل کفر کی ناکامی کے چند نمونے

اس رکوع میں تنویفات دنیویہ کے چند نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

- (۱) حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس فرشتے دو پیغام لے کر آئے، پہلا پیغام یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عنایت فرمائے گا اور دوسرا پیغام یہ تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی طرف عذاب دے کر بھیجا ہے۔
- (۲) حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا، ان لوگوں نے بھی روگردانی کی اور بالآخر غرق ہوئے۔

(۵، ۴، ۳) یہی حال قوم عاد، قوم ثمود اور قوم صالح کے ساتھ ہوا، پس ان سب قوموں کے احوال سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں سورت کے دعویٰ پر دلائل پیش کئے گئے ہیں، جن کا حاصل یہ ہے کہ ہم ہی نے آسمان کو بنایا اور پھیلا یا ہے، زمین کو کچھونا بنایا ہے اور ہر شے کا جوڑا پیدا کیا ہے، پس ان دلائل کو دیکھ کر ایمان لے آؤ۔

تسلی اور فریضہ تبلیغ کی طرف کامل توجہ کا حکم

اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان ہے کہ آپ ان کافروں کی باتوں پر غمزدہ نہ ہوں، کیونکہ کسی بھی قوم میں جب نبی کو بھیجا گیا تو قوم نے اس نبی یا رسول کو پاگل یا جادوگر کہا ہے، پس آپ ان لوگوں کی باتوں سے اعراض کرتے ہوئے اپنے فریضہ کی طرف مکمل توجہ کریں اور فریضہ تبلیغ انجام دیں، کیونکہ ہم نے انسانوں اور جنات دونوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور ہم ان سے رزق کے طلبگار نہیں، کیونکہ رزق عطا کرنے والے اور طاقت و قدرت رکھنے والے ہم ہی ہیں۔

سورہ طور

خلاصہ رکوع نمبر ۱

اس سورت میں سورت کے دعویٰ پر دلائل پیش کئے گئے ہیں، آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان ہے اور ان کے علاوہ تنویہات، تبشیرات اور زجرات کا بھی تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

مکرمین قیامت اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے

شروع میں دو مہطوں یعنی مقام وحی ”کوہ طور“ اور ”بیت المعمور“ اور زمین و آسمان کی قسم کھا کر یہ کہا گیا ہے کہ جزا و سزا کا سلسلہ ضرور واقع ہوگا، جس طرح زمین و آسمان نے انسانوں کو گھیر رکھا ہے، کوئی ان سے تجاوز نہیں کر سکتا، اسی طرح یہ مکرمین بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتے۔ (آیت نمبر ۱-۸)

اور جب ان بد بختوں کو جہنم کے قریب لایا جائے گا، تو اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ ہاں اب بتاؤ! یہ سب سحر اور جادو تھا، یا تم لوگ ناعاقبت اندیش تھے؟ اور پھر حکم دیا جائے گا کہ ان لوگوں کو جہنم میں ڈالا جائے۔ (آیت نمبر ۹-۱۹)

پھر اہل تقویٰ کے لئے جنت کی بشارت اور اس کی بیش بہا نعمتوں کا تذکرہ ہے اور اسی طرح اہل جنت کے آپس میں بات چیت کرنے کا بھی بیان ہے اور یہاں دخول جنت کے اسباب کو بھی بیان کیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

مشرکین کے معاندانہ اقوال

اس رکوع میں آپ ﷺ کے لئے تسلی کا بیان ہے، مشرکین کے معاندانہ اقوال کا بھی بیان ہے اور ان اقوال کے معجزانہ جوابات دیئے گئے ہیں۔ آپ ﷺ سے فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگ چاہے آپ کو مجنون کہیں، چاہے کاہن کہیں یا شاعر کہیں آپ کسی بھی پرواہ نہ کریں۔ (آیت نمبر ۲۹-۳۰)

ان لوگوں کا گمان تھا کہ آپ ﷺ بس خیالی باتیں کرتے ہیں، آپ ﷺ شاعر ہیں، جب تک زندہ ہیں آپ ﷺ کے کلام کا عروج ہے، جونہی آنکھیں بند ہوں گی سارا کھیل ختم ہو جائے گا۔

مشرکین کے معاندانہ اقوال کے جوابات

یہاں ان لوگوں کے ان معاندانہ اقوال کے درج ذیل جوابات دیئے گئے ہیں:

- (۱) تم لوگ منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں، دیکھتے ہیں، کس کا دین باقی رہے گا۔
- (۲) کیا ان لوگوں کو ان کی عقلیں اس بات کا حکم کرتی ہیں کہ یوں غلط بیانی سے کام لیں کہ کبھی تو پیغمبر کو کاہن کہیں، کبھی شاعر کہیں اور کبھی مجنون کہیں، یا پھر درحقیقت یہ لوگ ہیں ہی سرکش۔
- (۳) کیا یہ لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ اپنی طرف سے گھڑتے ہیں، یا حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ حق کو جانتے ہوئے بھی صرف ضد کی وجہ سے ایمان قبول نہیں کرتے۔
- (۴) چلو ایسا ہی سہی کہ یہ قرآن اس پیغمبر کا اپنا گھڑا ہوا ہے تو اس کے مثل کچھ حصہ ہی لا کر دکھاؤ۔ (۲۷)

نمبر ۳۰-۳۴

تنبیہات کا بیان

اس کے بعد زجرات کا بیان ہے۔

- (۱) کیا یہ لوگ بے فائدہ پیدا کئے گئے ہیں، جس کی وجہ سے انہیں نیکی کی طرف رغبت نہیں؟
- (۲) یا ان لوگوں کو وصف خالقیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرکت حاصل ہے، جس کی وجہ سے یہ لوگ توحید کو نہیں مانتے؟
- (۳) کیا ان لوگوں کے پاس اللہ کی رحمت اور اس کی نعمتوں کے خزانے ہیں، یا یہ لوگ ان نعمتوں کے دروغد ہیں، جو خود کو ایمان اور توحید سے مستغنی سمجھتے ہیں؟
- (۴) کیا ان کے پاس سیڑھی ہے، جس پر چڑھ کر یہ لوگ آسمان سے باتیں سنتے ہیں اور اس کے نتیجے میں نبوت اور رسالت کا انکار کرتے ہیں؟

(۵) کیا ان لوگوں کو غیب کی خبریں حاصل ہیں جس کی وجہ سے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اول تو قیامت آئے گی نہیں اور اگر آئی بھی، تو ہم عذاب سے محفوظ ہوں گے؟
 اور آخر میں دوبارہ آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور صبر، تسبیح اور تحمید کا حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح آپ کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

سورہ نجم

ما قبل سے ربط

سورہ طور میں یہ مذکور ہوا کہ جزا و سزا پر حق ہے اور قیامت کے دن کوئی کسی سے عذاب دفع نہیں کر سکے گا، اب سورہ نجم میں تخصیص کرتے ہوئے لات، منات، عزی اور فرشتوں کا ذکر کر کے یہ کہا گیا ہے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں زبردستی سفارش کے مالک نہیں اور نہ ہی یہ پکارنے کے لائق ہیں۔

خلاصہ سورت

اس سورت کا مرکزی مضمون زبردستی سفارش ہونے کی نفی ہے، اس ضمن میں یہاں دو دعوے کئے گئے ہیں، پہلا دعویٰ یہ ہے کہ لات و عزی کو مت پکارو اور دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ فرشتوں کو زبردستی سفارش کرنے والا مت سمجھو۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے تسلی کا بیان ہے اور کفار کے لئے زجرات مذکور ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

آپ ﷺ کی شخصیت کے کامل ہونے پر ستاروں کی قسم
 ابتداء میں گرتے ہوئے ستارے کی قسم کھا کر دو باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں:

(۱) آپ ﷺ بیکے ہوئے نہیں۔

(۲) آپ ﷺ بے راہ نہیں۔

گرتے ہوئے ستاروں کی قسم دلیل صداقت رسول

گرتے ہوئے ستارے کی قسم آپ ﷺ کی صداقت کی دلیل ہے، اس لئے کہ یہ ستارے

شیاطین جنات پر گرائے جاتے ہیں، تاکہ انہیں آسمان سے روکا جائے، اگر آپ سچے نہ ہوتے، تو ان شیاطین کو آسمان سے نہ روکا جاتا۔ اس کے بعد صداقت قرآن کو بیان کیا گیا ہے کہ جو کچھ بھی آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں وہ خالص وحی کی باتیں ہیں۔ یہاں اس رکوع میں مشرکین کے چند شبہات کا بھی ازالہ کیا گیا ہے۔

شیطان وحی الہی میں تصرف نہیں کر سکتا

پہلا شبہ یہ تھا کہ ہو سکتا ہے کہ شروع میں اللہ تعالیٰ سے وحی فرشتہ لے کر آتا ہے، لیکن درمیان میں شیطان نے تصرف کیا ہو۔ جواب یہ ہے کہ جبرائیل ﷺ بہت بڑی طاقت کے مالک ہیں، شیطان تصرف کی جرأت بھی نہیں کر سکتا، اس لئے جو تم کہہ رہے ہو، وہ باطل ہے۔

جبرئیل ﷺ کی پہچان آپ ﷺ کے لئے بدیہی تھی

دوسرا شبہ یہ تھا کہ ٹھیک ہے مان لیا کہ آپ ﷺ سچ کہہ رہے ہیں اور جبرئیل ﷺ بھی بڑی طاقت والے ہیں مگر ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے جبرئیل کو پہچانا نہ ہو، جواب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے لئے جبرئیل ﷺ کو پہچانا ایسے ہی تھا جیسا کہ انسان کے لئے اپنی اولاد اور اپنے والد کو پہچانا ہوتا ہے، جب جبرئیل ﷺ وحی لے کر آتے تو آپ ﷺ کو از خود یقین ہو جاتا کہ یہ جبرئیل ﷺ ہیں۔

آپ ﷺ کا جبرئیل ﷺ کو دیکھنا

تیسرا شبہ یہ تھا کہ شناخت کا مدار تو بار بار دیکھنے پر ہے؟ جواب دیا کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل ﷺ کو ایک سے زیادہ مرتبہ دیکھا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ میں نے حضرت جبرئیل ﷺ کو دو بار ان کی اصلی حالت میں دیکھا ہے۔ (آیت نمبر ۱۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں سب سے پہلے شفاعت قہریہ، یعنی: زبردستی سفارشی ہونے کی نفی کا مضمون مذکور ہے کہ ملائکہ بھی شفاعت کے مالک نہیں ہیں، بلکہ شفاعت صرف وہی کر سکے گا جسے اللہ کی طرف سے

اجازت حاصل ہوگی۔ (۲۶ نمبر ۲۶) اس کے بعد مشرکین پر زجر کی گئی ہے کہ انہوں نے ملائکہ کے لئے زنا نہ نام گھڑ لیے ہیں، جبکہ ان لوگوں کے پاس ان کی اس حرکت پر کوئی بھی دلیل موجود نہیں ہے، بس یہ لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (۲۶ نمبر ۲۶-۲۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

ولید بن مغیرہ کا واقعہ

اس رکوع کی ابتدائی آیات ولید بن مغیرہ قریشی کافر سے متعلق ہیں، جس نے تھوڑا سا حق بیان کرنے کے بعد حق سے اعراض کر لیا تھا، اس پر زجر کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ کیا اس کے پاس غیب کی خبریں ہیں جن سے متاثر ہو کر اس نے حق کو چھوڑ دیا ہے؟ کیا اسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحیفوں میں مذکور مضامین کا علم نہیں؟

صحیفہ ابراہیمی اور صحیفہ موسوی کے مضامین

اس کے بعد صحیفہ ابراہیمی اور صحیفہ موسیٰ علیہما السلام کے مضامین کو بیان کیا گیا ہے جو درج ذیل

ہیں:

(۱) کوئی نفس کسی دوسرے کا کسی بھی قسم کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، بلکہ ہر ایک اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا۔

(۲) ہر شخص کو صرف اسی کا عمل (ایمان) کام دے گا۔

(۳) ہر شخص عن قریب اپنے عمل کو دیکھ لے گا۔

(۴) سب کو اسی خدا کے ہاں جانا ہے۔

(۵) وہی خدا ہنساتا اور وہی رلاتا ہے۔

(۶) وہی جان ڈالتا اور وہی جان نکالتا ہے۔

(۷) اسی نے نر اور مادہ کو جو بخشا۔

(۸) وہی برومخشران کو دوبارہ زندہ کرے گا۔

(۹) وہی رزق کو فراخ اور تنگ کرتا ہے۔

(۱۰) وہی ”شعری“ (ایک ستارہ) کا مالک ہے۔

(۱۱) اور اسی نے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور قوم نوح کو تباہ کیا ہے۔

بس پھر کیا وجہ ہے کہ تم لوگ ان خدائی نعمتوں میں شک کرتے ہو اور غیر اللہ کو پکارتے ہو؟!

دوسروں کے لئے دعا اور ایصالِ ثواب

اس سورت کی آیت نمبر ۳۹ اور ۴۰ (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ انسان کو تو بس وہی عمل مفید ہوگا جو اس نے از خود کیا ہو) سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان کی دعا بھی دوسرے کے حق میں فائدہ مند نہیں ہو سکتی، حالانکہ قرآن وحدیث سے دوسروں کے لئے دعا کرنے کی ترغیب ثابت ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کو خطاب ہے:

”وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم“

کہ آپ اپنی امت کے لوگوں کے لئے دعا کیا کریں، یہ ان کے لئے سکون کا باعث ہے۔

”ربنا اغفر لنا ولإخواننا اللذین سبقونا بالإیمان“

کہ اے اللہ! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی بخشش فرما جو ہم سے پہلے

ایمان میں سبقت لے جا چکے ہیں۔

پھر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی انسان کو اس کے ایمان کے بغیر کسی عمل کا فائدہ نہیں پہنچ سکتا،

ایمان کے بغیر کسی کی دعا مفید نہیں، نہ ہی اپنا کوئی نیک عمل کو یا کہ یہ آیت ایمانیات سے متعلق ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ (اللہ فرماتے ہیں کہ ہر وہ عبادت جس کا ثواب خود انسان کو ملتا ہے، تو وہ اس

کا ثواب کسی دوسرے کو بھی پہنچا سکتا ہے اور اس میں عبادات مالیہ (مالی عبادات) اور عبادات

بدنیہ (بدنی عبادات) دونوں برابر ہیں لیکن عبادات بدنیہ میں بھی صرف نوافل کا ثواب دوسرے کو پہنچ

سکتا ہے، فرائض کا نہیں۔

سورہ قمر

ما قبل سے ربط

سورہ قمر میں سورہ نجم کے دعوے کی علت اور دلیل کا بیان ہے کہ غیر اللہ کو مت پکارو، اس لئے کہ کار ساز اور ہر چیز کو ایک انداز میں پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔

خلاصہ سورت

یہ سورت دعوائے سورت، ڈر سنانے اور خوشخبریاں سنانے اور اہل مکہ کے لئے تنبیہ پر مشتمل

ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

شق قمر کا جزوہ اور مشرکین کا انکار

شروع میں شق قمر کے معجزے کو بیان کیا گیا ہے جس کا اظہار اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر مشرکین کے مطالبے کے بعد فرمایا، مگر اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد بھی مشرکین نے ازراہ عناد و تکبر اور خواہشات نفسانیہ کی پیروی کرتے ہوئے اعراض کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بطور تسلی ارشاد فرمایا کہ جب آپ کا ڈرانا اور ان آیات کا دیکھنا بھی ان کے حق میں فائدہ مند نہیں تو پھر آپ ان لوگوں سے اعراض کریں اور ان کا معاملہ قیامت کے دن پر چھوڑ دیں۔

تذکرہ احوال قیامت

پھر احوال قیامت کو بالترتیب تین صورتوں میں بیان کیا۔

- (۱) پہلی حالت یہ ہوگی کہ اس ہولناک دن میں ان کی آنکھیں عاجز ہوں گی۔
- (۲) دوسری حالت یہ ہوگی کہ یہ لوگ اپنی قبروں سے مٹیوں کے مثل پرانگندہ حالت میں اٹھائے جائیں گے۔

(۳) تیسری حالت یہ ہوگی کہ قبروں سے نکلنے کے بعد دوڑتے ہوئے میدانِ محشر کی طرف جائیں گے اور کہیں گے کہ آج کا دن تو بڑا سخت ہے۔

معجزہ شق قمر سے موت اور بعث بعد الموت پر استدلال

اس معجزہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ جس طرح یہ چاند دو ٹکڑے ہوا، تم لوگ بھی فنا ہو گے اور جس طرف اس کا ملنا ہوا ہے، اسی طرح تم لوگ بھی دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔
اس کے بعد بالترتیب قوم نوح اور قوم عاد کی تباہی کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں قوم ثمود اور قوم لوط کی تباہی کا بیان ہے۔
ہر قوم کی تباہی ذکر کرنے کے بعد یہ جملہ دہرایا

”وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ“

تحقیق ہم نے نصیحت حاصل کرنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے اور سبھے۔
معنی یہ ہوا کہ عبرت حاصل کرنے کے لئے آیات آسان کر دی گئیں ہیں جن سے ہر آدمی نصیحت حاصل کر سکتا ہے باقی رہا مسئلہ قرآن سے مسائل کے استنباط کا تو مجتہدین کرام اور علم میں رسوخ رکھنے والے علماء کرام کا کام ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

نحوست کردار میں ہے، وقت میں نہیں

ابتداء میں فرعون اور اس کی قوم کی تباہی کا تذکرہ ہے۔ ان اقوام کی تباہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نحوست اور برکت کا اصل تعلق کردار کے ساتھ ہے، نہ کہ وقت کے ساتھ، اگر کردار اچھا ہے تو فائدہ ہے، اگر کردار برا ہے تو نقصان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا طیرۃ**، یعنی فال ٹکانے کی کوئی حقیقت نہیں، ایک ہی وقت میں ایک طرف تو میں تباہ ہو رہی ہیں اور وہیں دوسری طرف انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحاء اقوام نجات پا رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ اصل تعلق کردار کے ساتھ ہے اور وقت میں کسی قسم کی نحوست نہیں اگر وقت یا زمانے میں نحوسیت ہوتی تو سب ہلاک ہوتے۔

اس کے بعد سورت کے دعویٰ کو بیان کیا گیا ہے کہ غیر اللہ کو شریک نہ ٹھراؤ، اسے نہ پکارو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پاک، کار ساز اور ہر چیز کو ایک انداز کے ساتھ پیدا کرنے والا ہے اور وہی تنہا عبادت کے لائق ہے۔ آخر میں اہل تقویٰ کے لئے جنت نہروں اور قرب الہی جیسی نعمتوں کو تذکرہ ہے۔

سورہ رحمن

ما قبل سے ربط

سورہ رحمن میں سورہ قمر سے بڑھ کر یہ فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہی کار ساز ہے، تو برکت والا نام بھی اسی کا ہے اور اسی کو برکات کا سرچشمہ سمجھو۔

خلاصہ سورت

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ

اس پوری سورت میں اللہ تعالیٰ اپنی بے شمار نعمتوں کو یاد دلا کر یہ سوال کیا ہے کہ بتاؤ! تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ یہ تمام برکتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی برکات دہندہ نہیں، اگر اس دعوے کو نہیں مانو گے، تو آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور اگر مانو گے، تو آخرت میں جنت کی نعمتیں عطا ہوں گی۔

سورہ رحمن میں مذکور نعمتوں کی چند جھلکیاں

خلاصہ رکوع نمبر ۱

(۱) تخلیق انسان۔

(۲) تعلیم قرآن۔

(۳) سورج و چاند کا نظام۔

(۴) آسمان و زمین کے بے شمار فوائد۔

(۵) درخت و نباتات پھل پھول۔

(۶) مشرق و مغرب۔

(۷) سمندر اور اس کے فوائد یعنی موتی مونگے۔

(۸) سمندروں میں کشتیوں کا بے خوف تیرنا۔

عدل و انصاف کا حکم

ان نعمتوں کو ذکر کرتے ہوئے منعم حقیقی نے عدل و انصاف کا حکم دیا کہ جس اللہ نے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں اس کا حکم ہے کہ عدل و انصاف کرو اور ناپ تول میں کمی نہ کرو، ان آٹھ نعمتوں کو ذکر کرنے کے ساتھ آیت ”**فبأی الاء ربکما تکذبان**“ کو آٹھ بار دہرایا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

اس رکوع میں اخروی نعمتوں کا بیان ہے، یہ بتایا کہ دنیا کی ہر نعمت بہر حال فانی ہے اور اصل بقا تو اللہ کے لئے ثابت ہے اور پھر اپنی قدرت کے دلائل کو ذکر کرنے کے بعد جہنم اور اس کے انواع و اقسام کے عذابوں کو ذکر فرمایا، جہنم کے عذابوں کو ذکر کرنا اور اطلاع کرنا بھی ایک نعمت ہے، ان احوال جہنم کو ذکر کرتے ہوئے سات بار ”**فبأی الاء ربکما تکذبان**“ کو دہرایا اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں، اشارہ ہے کہ گزشتہ آٹھ نعمتوں کا اقرار کر کے جو اللہ کی بندگی کرے گا وہ جہنم کے سات دروازوں سے محفوظ رہے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں دو قسم کی جنت کا بیان ہے اور دونوں کے بیان میں آٹھ آٹھ بار ”**فبأی الاء ربکما تکذبان**“ کو دہرایا اور جنت کے دروازے بھی آٹھ ہیں یعنی جو شخص ان نعمتوں کی قدر کرے گا اللہ اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دے گا۔

سورہ واقعہ

ما قبل سے ربط

سورہ رحمن میں فرمایا گیا تھا کہ برکت والا نام صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہی برکات دہندہ ہے،

اب سورہ واقعہ میں دوبارہ اس بات کا بیان ہے کہ اس پاک نام کی پاکی بیان کرو اور اس کو شریکوں سے پاک و منزہ سمجھو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل مضامین کا بیان کئے گئے ہیں:

(۱) **اصحاب الیمین** (جن کے نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں دئے جائیں گے)، **اصحاب الشمال** (جن کے اعمال بائیں ہاتھ میں دئے جائیں گے) اور **السا بقون** (دنیا میں نیکیوں میں آگے بڑھنے والے آخرت میں بھی آگے ہوں گے)، ان تین جماعتوں کے اجمالی احوال کو ذکر کیا گیا ہے۔

(۲) عقیدہ توحید پر عقلی دلائل

(۳) عظمت قرآن کریم

(۴) تصدیق بالقرآن کی ترغیب

(۵) زجر

خلاصہ رکوع نمبر ۱، ۲

قوٰع قیامت، اصحاب الیمین، اصحاب الشمال اور السا بقون کے احوال کا بیان
یہاں درج ذیل تین باتوں کو تذکرہ ہوگا:

(۱) قیامت کا وقوع

(۲) بروز قیامت تمام لوگ تین جماعتوں میں تقسیم ہوں گے:

پہلی جماعت ان لوگوں کی جنہیں ان کے اعمال نامے داہنے ہاتھ میں ملیں گے۔

دوسری جماعت ان لوگوں کی جماعت اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ملیں گے۔

تیسری جماعت سابقین اولین کی، یعنی صلحاء، شہداء، انبیاء اور صدیقین کی جماعت

(۳) تینوں جماعتوں میں سے ہر ایک جماعت کے لئے ان کے اعمال کے صلے میں جو انعام یا سزا

ہوگی، اس کا تذکرہ ہے، چنانچہ سب سے پہلے تیسری جماعت، یعنی انبیاء، اولیاء اور شہداء کی جماعت

کے لئے درج ذیل انعامات بیان کئے گئے:

- (۱) یہ لوگ آرام کے باغوں میں ہوں گے۔
- (۲) سونے کے تاروں سے بنے تختوں پر تکیہ لگائے آئے سانسے بیٹھے ہوں گے۔
- (۳) ان کے پاس ایسے بچے جو ہمیشہ بچے ہی رہیں گے، آنسو رے، آفتابے اور ایسے جام جو شراب سے بھرے ہوں گے، لیکر آمد و رفت کرتے رہیں گے۔
- (۴) نہ سرد رہیں گے اور نہ ہی عقل میں فتور آئے گا۔
- (۵) ان کو میوے عنایت کئے جائیں گے۔
- (۶) ان کو پرندوں کا گوشت مرحمت کیا جائے گا، جوان کو مرغوب ہوگا۔
- (۷) ان کے لئے پوشیدہ رکھے ہوئے موتی کی مانند کوری کوری بڑی بڑی آنکھوں والی لڑکیاں ہوں گی۔
- (۸) وہاں یہ لوگ نہ دنیا کی بک بک سنیں گے اور نہ ہی کوئی اور بے ہودہ بات۔
- (۹) بس سلام ہی سلام کی آوازیں آئیں گی۔

پہلی جماعت، یعنی اصحاب الیمین کے لئے درج ذیل انعامات کا تذکرہ ہے:

(۱) ایسے باغوں میں ہوں گے، جہاں بے خار بیریاں ہوں گی۔

(۲) نہ بہتہ کیلے ہوں گے۔

(۳) لمبا لمبا سایہ ہوگا۔

(۴) چلتا ہوا پانی ہوگا۔

(۵) کثرت سے میوے ہوں گے۔

(۶) یہ انعامات نہ ختم ہوں گے اور نہ ہی ان کی روک ٹوک ہوگی۔

(۷) اونچے اونچے فرش ہوں گے۔

(۸) ان کے لئے ان کی ہم عمر محبوبہ کنواری دہنیں ہوں گی۔

اور دوسری جماعت، یعنی اصحاب الشمال کے لئے درج ذیل تکلیفیں ہوں گی:

(۱) یہ لوگ آگ میں ہوں گے۔

(۲) کھولتے ہوئے پانی میں ہوں گے۔

(۳) سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

(۴) یہ سایہ ایسا ہوگا جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ ہی فرحت بخش ہوگا۔

(۵) زقوم درخت سے ان کا کھانا ہوگا۔

(۶) اس پر کھولتا ہوا پانی ملایا جائے گا۔

انسان سے چار سوالات

پھر اس رکوع میں انسان سے اللہ نے چار سوال بھی کئے:

(۱) تم میاں بیوی جو باہم میلاپ کرتے ہو، بتاؤ اس سے بچے کو تم وجود میں لاتے ہو یا ہم؟

(۲) تم جو زمین میں بیج ڈالتے ہو اس کو پھاڑ کر تم اگاتے ہو یا ہم؟ اگر ہم اس کھیتی کو تیار ہونے کے بعد مبرا دکردیں تو پھر تم سارا دن ہاتھ ملتے رہو گے۔

(۳) بتاؤ تو سہی تم جو پانی پیتے ہو اس کو تم نے انا رایا ہم نے؟ اگر ہم اس کو کڑوا کر دیں تو تم کیا کر سکتے ہو؟ تو پھر شکرا داکیوں نہیں کرتے؟

(۴) کیا خیال ہے جو تم آگ سلگاتے ہو، اس کے اسباب کس نے پیدا کئے؟ ہم نے اس کو جہنم کی آگ کی نشانی بنایا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

عظمت قرآن کا بیان

ابتداء میں عظمت قرآن کا مضمون مذکور ہے اور قسم کھا کر قرآن کے اوصاف ذکر کئے گئے

ہیں۔

(۱) قرآن پاک ایک نہایت معزز کتاب ہے۔

(۲) لوح محفوظ میں ہے۔

(۳) بغیر وضو کے قرآن کو چھونا ناجائز ہے۔

(۴) رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

مشرکین پر زجر

عظمت قرآن کو بیان کرنے کے بعد مشرکین پر زجر کی گئی ہے کہ اگر تم لوگ اپنے دعوے میں سچے ہو کہ تم اللہ کے آگے مقہور و مغلوب نہیں اور جزا و سزا کا دن نہیں آئے گا، تو جب تم مین سے کسی کی جان حلقوم تک پہنچ جائے، تو تم اس کو واپس کیوں نہیں پہنچاتے، باوجودیکہ تم وہاں موجود بھی ہوتے ہو؟ اس سے معلوم ہوا کہ تم لوگ مقہور و مغلوب ہو اور پھر آخر میں دائیں ہاتھ والوں اور بائیں ہاتھ والوں کے انجام کا تذکرہ ہے۔

سورۃ حدید

ما قبل سے ربط

اس سے پہلی سورتوں میں مسئلہ توحید کو بیان کیا گیا، اب یہاں سے اس بات کا بیان ہے کہ جب اصل مسئلہ سمجھ چکے، تو اب حصول حکومت و سلطنت کے لئے تمہیں فانی ارادۃ اللہ، یعنی شریعت کا پابند ہونا ہوگا اور اس کے لئے تمہیں عملی میدان میں اتر کر دو کام کرنے ہوں گے:

(۱) اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

(۲) راہ جہاد میں خرچ کرنا

یسحییٰ و یسمیت: جس طرح انسانوں کی موت و حیات ہوتی ہے، اسی طرح اقوام کی بھی موت و حیات، یعنی ترقی و تنزل ہوتا ہے اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، پس اس اللہ کی طرف لوٹ جاؤ اور اسی کے تابع بنے رہو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل امور کا تذکرہ ہے:

(۱) تمہید۔

(۲) انفاق فی سبیل اللہ۔

(۳) اس حکم کی ۵ وجوہ۔

(۴) جہاد کی ترغیب۔

(۵) فتح کی بشارت۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲۱

وحدانیت باری تعالیٰ اور کامیابی کے اصول

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بہترین انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۶-۷)

اس کے بعد کامیابی کے تین اصول کا بیان ہے:

(۱) ایمان باللہ

(۲) ایمان بالرسول

(۳) انفاق فی سبیل اللہ

راہ خدا میں خرچ کرنے کی وجوہات

اور پھر اس تیسری اصل کے لئے پانچ وجوہ کا تذکرہ ہے:

(۱) پہلی وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ مال میرا ہے اور میں نے ہی تم کو اس مال کا جانشین بنایا ہے، پس اس میں سے تم لوگ خرچ کرو، میں اس پر تمہیں اجر دوں گا اور تم نے بیعت کے وقت وعدہ بھی کیا تھا کہ ہمارے احکام مانو گے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اے لوگو! آخر تم لوگوں نے مرنا ہے اور چونکہ یہ تمام کائنات اور جو کچھ بھی اس میں ہے، سب کا سب اللہ تعالیٰ کا ہے، تو تمہارے مرنے کے بعد سب یہیں رہ جائے گا، اس لئے اس مال میں سے خرچ کرو۔

(۳) تیسری وجہ یہ ہے کہ اگر تم خرچ کرو گے، تو میں تمہیں اس کا دو گنا اجر دوں گا۔ (چوتھی اور پانچویں وجہ کا بیان اگلے رکوع میں ہے۔)

مؤمنین اور منافقین کی جزا اور ان کے مابین ہونے والا مکالمہ

اس کے بعد مؤمنوں کے لئے جنت کی بشارت ہے اور منافقوں کے لئے جہنم کی اور ساتھ ساتھ مؤمنین اور منافقین کے درمیان اس مکالمے کا بھی تذکرہ ہے، جو مؤمنین کے جنت جاتے وقت ہوگا، چونکہ مؤمنوں کے آگے آگے ایک نور ہوگا تو اس نور کو دیکھ کر منافقین کہیں گے کہ تھوڑا ٹھہر جاؤ، تا کہ ہم بھی تمہارے اس نور سے کچھ حاصل کر لیں، اس پر مؤمنین یا ملائکہ کی طرف سے جواب ملے گا کہ اب پیچھے ہٹ جاؤ اور وہیں اپنے لئے نور تلاش کرو۔ منافق سوال کریں گے کہ کیا ہم لوگ تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ جواب ملے گا کہ ہاں! ضرور ساتھ تھے، مگر تم لوگوں نے خود اپنے نفسوں کو ہلاکت میں ڈالا ہے اور درج ذیل اسباب کی وجہ سے جہنم کے مستحق ٹھہرے ہو:

(۱) تم مؤمنوں پر مصائب آنے کے خواہشمند ہوا کرتے تھے۔

(۲) اسلام کی حقانیت میں شک کرتے تھے۔

(۳) تمہیں تمہارے بے ہودہ خیالات نے دھوکہ دیا کہ اسلام مٹ جائے گا۔

(۴) تم لوگ شیطان کے دھوکے میں آئے۔

اور اب ان اسباب کے ثمرہ کے طور پر تم سے فدیہ (جزیہ) قبول نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ اعمال کا بدلہ ملنے کا دن ہے، دارالعمل نہیں اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ (۲۴ نمبر ۱۵)

خلاصہ رکوع نمبر ۳

راہ خدا میں خرچ کرنے کی آخری دو وجہیں

اس رکوع میں انفاق فی سبیل اللہ کی آخری دو وجہوں کو بیان کیا گیا ہے، چنانچہ چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر خرچ کرو گے تو تمہیں دو گنا اجر دوں گا اور اگر دنیا میں اس کا صلہ نہ بھی دیا تو آخرت میں اس کا

صلہ ضرور ملے گا، کیونکہ دنیا تو ہے ہی ایک کھیل اور دل بہلانے کی چیز، اس لئے اس دنیا میں بدلے کا کوئی اعتبار نہیں۔

پانچویں وجہ یہ بیان ہوئی کہ اگر تم نے مال اس لئے جمع کر رکھا ہے کہ مصیبتوں کو رفع کرے گا، تو یہ بات بھی غلط ہے، جو مصیبت میں نے لکھی ہے، وہ ضرور دوں گا اور اس مصیبت کا رفع ہونا اس مال سے نہیں ہوگا۔ (آیت نمبر ۲۲-۲۳)

اللہ کے ناپسندیدہ بندے

اس کے بعد سورت کے پہلے حصے کا خلاصہ ہے کہ ہم نے خرچ کرنے کا حکم اس وجہ سے دیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اُترا کر چلنے والے، مال و جاہ پر فخر کرنے والے، اللہ کے دیئے ہوئے پر شکر ادا نہ کرنے والے، بخل کرنے والے اور دوسروں کو بھی بخل کی ترغیب دینے والے کو پسند نہیں کرتا، لہذا تم اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرو۔ (آیت نمبر ۲۳-۲۴)

اس کے بعد سورت کا دوسرا حصہ شروع ہوتا ہے جو کہ مضامین جہاد پر مشتمل ہے، چنانچہ رکوع کی آخری آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا ہے اور تم کو اور غیرہ کو بھی لوہے سے پیدا کیا ہے، تا کہ ہم دیکھیں کہ اللہ کے راستے میں کون جنگ کرتا ہے اور اسلام کی اشاعت کرتا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۴

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی قوم کا راہبانیت اختیار کرنا

اس رکوع میں سورت کے دوسرے حصے کے مضامین کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، ابتداً آیات کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تک کئی رسولوں کو مبعوث کیا، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ مل کر بعض لوگوں نے تو مسئلہ توحید کے لئے جنگ کی، مگر اکثر نے رہبانیت اور کوشہ نشینی کو اختیار کیا اور تسبیح پلانی شروع کر دیا اور فقیر بن کر ایک کوشہ میں بیٹھ گئے، حالانکہ فقیری تو یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے لئے اولاً جنگ کرتے اور پھر جن لوگوں نے اس رہبانیت کو اختیار کیا تو وہ بھی ان کا اپنا اختراع اور ان کی اپنی ایجاد ہے، کیونکہ اس رہبانیت کا حکم انہیں اللہ کی طرف سے نہیں ملا۔ (آیت نمبر ۲۶، ۲۷)

اللہ کے نبی کا ساتھ دو

اس کے بعد اہل کتاب کو خطاب ہے کہ اے اہل کتاب! تم کہا کرتے تھے کہ ہم نبی خاتم النبیین کے ہمراہ جنگ کریں گے اور اسی وجہ سے تم لوگ اللہ تعالیٰ کے آگے فوج کی دعا مانگتے تھے، تو اب وہ نبی خاتم النبیین آگیا، اب اس کے ساتھ مل کر جنگ کرو، اس پر اللہ تعالیٰ تمہیں درج ذیل انعامات سے نوازے گا:

(۱) دو گنا اجر ملے گا۔

(۲) پل صراط سے گزرتے وقت نور ایمان عطا کرے گا۔

(۳) تمہاری مغفرت کرے گا۔

بروز قیامت ان انعامات کا ظہور اس لئے ہوگا، تا کہ اہل کتاب جو ایمان نہیں لائے، انہیں اس بات کا یقین ہو جائے کہ وہ اللہ کے فضل کے کسی بھی جز کے قادر نہیں، تمام فضل اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے، وہ جسے چاہے، عنایت کرتا ہے۔

پارہ نمبر ۲۸

سورہ مجادلہ

سورہ مجادلہ وہ واحد سورت ہے جس کی ہر آیت میں لفظ اللہ موجود ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل امور کا بیان کیا:

- (۱) بطور تمہید مسئلہ ظہار بیان کیا۔
- (۲) ظہار کے مسائل۔
- (۳) اصلاح منافقین کے لئے تین قوانین بیان کئے گئے۔
- (۴) ابتداء و انتہاء دونوں میں منافقوں کے لئے تحویل دنیوی و اخروی کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ

رکوع کی ابتداء میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے دکھ کو دور کرنے کے لئے واقعہ کی تمہید باندھی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی اس شکایت کو سن لیا ہے، جو وہ اپنے شوہر سے متعلق حضور ﷺ کے پاس لے کر آئیں۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے ان کے شوہر نے ظہار کیا تھا اور زمانہ جاہلیت کے عقیدے کے مطابق ظہار والی عورت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اس واقعہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نہایت غمزہ ہوئیں اور آپ ﷺ کے دربار میں اپنا قضیہ لے کر حاضر ہوئیں اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں آیت ۱۴ تا ۱۵ اور یہ حکم نازل کیا کہ ظہار والی عورت حقیقی ماں کی طرح نہیں بن جاتی، جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے، بلکہ کفارہ ادا کرنے کے بعد وہ شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ (آیت نمبر ۱۴)

کفارہ ظہار

اس کے کفارہ ظہار کا بیان ہے۔

کفارہ ظہار کی تین صورتیں ہیں:

(۱) تحریرِ رقبہ: غلام آزاد کرنا

(۲) دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا

(۳) ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا پیٹ بھر کھانا کھلانا

کفارہ ظہار کی یہ تینوں صورتیں بالترتیب ہیں، یعنی مظاہر (ظہار کرنے والا) پہلے تو غلام آزاد کرے گا، اگر اس پر قادر نہیں، تو پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے گا، اگر اس پر بھی قادر نہیں، تو پھر ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا پیٹ بھر کھانا کھلائے گا۔

اس کے بعد منافقوں پر زجر ہے کہ یہ لوگ دنیا و آخرت دونوں جگہ ذلیل ہوں گے۔ (۲۷ نمبر ۶۰۳)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

زجر برائے منافقین اور ان کی چند خباثتوں کا بیان

اس رکوع کی ابتداء میں ان بدترین منافقوں پر زجر ہے، جو رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف مشورہ کرتے تھے کہ کیا یہ لوگ یہ بات نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ بھی زمین و آسمان اور ان دونوں کے درمیان ہے، اس سب کی خبر رکھتا ہے؟ اور پھر ان خبیثوں کی چند خباثتوں کا تذکرہ ہے:

(۱) جس کام (مسلمانوں کے خلاف سرکشیوں) سے منع کیا جاتا ہے، دوبارہ وہی کام کرتے ہیں۔

(۲) گناہ، ظلم اور رسول کی نافرمانی تینوں کا ارتکاب کرتے ہیں، گناہ اس طرح کہ جس کام سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، منع کرنے کے باوجود وہی کام کرتے ہیں۔ ظلم اس طرح کہ ان کی حرکتوں سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و مخزون ہوتے ہیں اور معصیتِ رسول اس طرح کہ اس میں رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے اور نافرمانی کا وبال یہ لوگ ضرور بھگتیں گے۔

(۳) جب آپ کے پاس آتے ہیں تو بجائے السلام علیکم کے السلام علیکم کہتے ہیں جس کا معنی ہے تمہاری

ہلاکت ہو۔ (۲۷ نمبر ۸)

(۴) اتنے بد بخت ہیں کہ اوپر سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ سچا پیغمبر ہے، تو خدا ہمیں فوراً عذاب کیوں

نہیں دیتا؟!

اصلاحی قوانین برائے منافقین

اس کے بعد ان کی اصلاح کے لئے قوانین مذکور ہیں:

(۱) آپس میں گناہ کی بات نہ کرو

پہلا قانون یہ ہے کہ اگر کبھی آپس میں بات کرنے کی یا سرکشی کرنے کی نوبت آئے، تو گناہ کی بات مت کیا کرو، بلکہ نیکی اور تقویٰ کی بات کیا کرو۔

(۲) جب صدر مجلس اٹھنے کا حکم دے تو اٹھ جایا کرو

دوسرا قانون یہ ہے کہ جب مجلس میں صدر مجلس کی طرف سے کھل کر بیٹھنے کا حکم ہو، تو کھل کر بیٹھا کرو، تاکہ اوروں کو بھی جگہ ملے اور اگر کبھی مجلس سے کسی ضرورت کی وجہ سے اٹھنے کا حکم ہو، تو اٹھ جایا کرو، یہ حکم اس لئے دیا، کیونکہ بعض دفعہ اس مجلس میں مسلمانوں کو خاص امور بتلانا مقصود ہوتا تھا، اس لئے حکم دیا کہ جب مجلس سے اٹھنے کا حکم ہو، تو اٹھ جایا کرو، کیونکہ منافقین آگے آ کر صرف جگہ گیرتے تھے، تاکہ مؤمن صحابہ آپ ﷺ کی بات نہ سن سکیں۔

اس حکم پر عمل کرنے سے درج ذیل ثمرات و نتائج مرتب ہوں گے:

(۱) عوام کے لئے وسعت رحمت کا سبب ہوگا۔

(۲) علماء کے لئے رفع درجات کا باعث ہوگا۔

(۳) اور منافقین محروم ہوں گے۔

آپ ﷺ سے ہمکلام ہونے سے قبل کچھ صدقہ و خیرات کر لیا کرو

تیسرا قانون یہ ہے کہ اگر کبھی آپ ﷺ کے کان میں کوئی بات کہنے کی نوبت آئے، تو اس سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کر لیا کرو، اس میں تمہارے لئے بہتری ہوگی، یہ تدبیر منافقوں کو اس عمل سے

روکنے کے لئے اختیار کی گئی۔ (آیت نمبر ۷-۱۲)

اس تدبیر کو اختیار کرنے سے فائدہ یہ ہوا کہ منافقین بار بار اس طرح مشورہ کرنے سے باز آ گئے، پھر جب مقصود پورا ہو گیا، تو اس حکم کو بھی (صدقہ دینے والا) ختم کر دیا گیا اور درج ذیل فرائض کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا:

(۱) نمازوں کو قائم کرو۔

(۲) زکوٰۃ ادا کرو۔

(۳) اللہ کی اطاعت کرو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

منافقین پر سخت ترین زجرات

اس رکوع میں منافقین پر سخت ترین زجرات بیان کی گئی ہیں کہ جو لوگ یہود سے دوستیاں کرتے ہیں اور اللہ کے نام جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں، ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور یہ لوگ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ بالآخر فتح اپنے رسولوں کو ہی دے گا۔ (آیت نمبر ۱۲-۲۱)

اصحاب رسول ﷺ کے ایمان کی تعریف

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی تعریف کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولوں پر سچے دل سے ایمان لایا ہے، وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کو کبھی بھی اپنا دوست نہیں رکھتے، بلکہ ان سے بایکٹ کرتے ہیں، چاہے وہ لوگ ان کے آباؤ اجداد یا ابناء (بیٹے) یا قرہی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

اور آخر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ثمرات کا تذکرہ ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کی تختیوں پر ایمان رقم کر دیا ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے ان کو فیض غیبی سے تلبید دی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ انہیں جنت عطا کرے گا۔

(۴) اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

(۵) یہ لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔

(۶) اور کامیابی اللہ کی جماعت کے لئے ہے۔

سورہ حشر

ما قبل سے ربط

سورہ مجادلہ میں بدترین قسم کے منافقین پر زجریں تھیں، اب سورہ حشر میں علی سبیل القزل ان سے کمتر درجے کے منافقوں پر زجروں کا بیان ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں اللہ کی وحدانیت، قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی، مال فنی کی تقسیم، فضائل انصار و مہاجرین اور منافقوں پر زجرات کا بیان ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

رکوع کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اصل مقصد تو حید ہے، جس کے لئے جہاد کیا جا رہا ہے۔

قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی کا پس منظر

اس کے بعد قبیلہ بنو نضیر کی جلاوطنی کا تذکرہ ہے کہ جب یہود بنی نضیر نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور کعب بن اشرف یہودی نے کفار کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور اس کی خبر آپ ﷺ کو ہو گئی تو آپ نے مدینہ کے نواح میں بسنے والے ان یہود بنی نضیر پر حملہ کا اعلان کر دیا، جس کے نتیجے میں کعب بن اشرف تو مارا گیا اور باقی سارے کے سارے اپنے قلعے میں محصور ہو کر رہ گئے، کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے دلوں میں اس قدر رعب ڈالا کہ وہ سب کے سب بلا قتال جلاوطن ہونے پر مجبور ہو گئے اور مسلمانوں کا ان پر اس قدر رعب پڑ گیا تھا کہ وہ خود بھی اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کر رہے تھے اور یوں سارا کا سارا مال مسلمانوں

کے ہاتھ بغیر قتال کے آگیا اور جو مال بغیر قتال کے حاصل ہوتا ہے، وہ ”مال فنی“ کہلاتا ہے اور مال فنی کا حکم یہ ہے کہ اسے عامۃ المسلمین کے مصالح میں خرچ کیا جائے۔

ایک نکتہ

یعنی یہود پر یہ مصیبت پہلی بار پیش آئی جو کہ ان کی اپنی حرکات کا ثمرہ ہے اور اس میں ایک لطیف اشارہ بھی ہے ایک پشٹن کوئی کی طرف کہ ان کے ساتھ ایسا اتفاق ایک بار پھر ہوگا، چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام یہود کو جزیرہ عرب سے نکال دیا، اسی طرح خیبر سے بھی یہود کو جلاوطن کیا گیا، اس دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے جلاوطن کرنے کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی شان و شوکت کو دیکھ کر خود مسلمانوں کا گمان نہ تھا کہ یہ لوگ گھروں سے خود نکل بھاگیں گے اور یہود نے بھی یہی گمان کر رکھا تھا کہ ان کے قلعے انہیں بچائیں گے، مگر اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا عذاب مسلط کیا کہ وہ حیران و ششدر رہ گئے اور خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرنے لگے۔ (آیت نمبر ۲۱)

جلاوطنی کی حکمت

اس کے بعد جلاوطنی کی حکمت کا بیان ہے کہ اگر ان یہود بنی نظیر کی قسمت میں جلاوطن ہونا نہ ہوتا تو یہ لوگ دنیا ہی میں قتل کر دیئے جاتے، جیسا کہ ان کے بعد یہود بنو قریظہ کے ساتھ یہ معاملہ ہوا۔ (آیت نمبر ۲۳)

مال فنی کی تقسیم

پھر مال فنی کی تقسیم کا بیان ہے کہ چونکہ اس میں تمہیں مشقت اٹھانی نہیں پڑی، نہ سفر کی مشقت اور نہ ہی قتال کی مشقت، اس لئے یہ سارے کا سارا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے اور آپ ﷺ اس کے متولی ہوں گے اور پھر آپ اپنی مرضی سے اس مال کو اپنے رشتہ داروں، یتیموں، فقراء، مساکین اور مسافروں میں تقسیم فرمائیں گے، البتہ مالداروں میں اس کو تقسیم نہیں کیا جائے گا، اگرچہ انہوں نے جہاد میں شرکت کی ہو، پس ان مصارف میں سے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں میں تو

حکم مطلقاً باقی ہے اور آپ ﷺ اور آپ کے قریبی رشتہ داروں کا حصہ وفات نبی ﷺ سے ختم ہو گیا ہے۔

دین کا ایک اہم اصول

ما انکم الرسول فتحذوہ الایۃ

اس جزو آیت میں دین و شریعت کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول

ﷺ جو بھی حکم دیں، اس حکم کو بے وسوسہ و چشم قبول کیا جائے۔ (۲۷ نمبر ۷۶)

اس کے بعد انصار و مہاجرین میں سے ہر ایک کے فضائل کو بیان کیا گیا ہے اور بطور خاص

فقراء مہاجرین پر خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

فضائل مہاجرین

(۱) جان و مال اور وطن صرف رضائے الہی کی خاطر قربان کیا۔

(۲) ان کی سیرت صرف اللہ اور اس کے رسول کی مدد ہے۔

(۳) ہر کام میں سچے ہیں۔

فضائل انصار

(۱) ایسے مطہع ہیں کہ باوجود وطنیت کے جو کہ غرور و نخوت کا سبب ہے، ایمان لانے میں دیر نہیں کی۔

(۲) حب الہی اور حب نبوی کا ایسا غلبہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے پکے عاشق و شیدائی ہیں۔

(۳) بوجہ تزکیہ نفوس، حرص، حسد اور کینہ سے بری ہیں، حتیٰ کہ مہاجرین کی حاجات کے مقابلے میں اپنی

حاجات کو بھلا دیتے ہیں، یہ دونوں طائفے صاحب فلاح دارین ہیں۔ (۲۷ نمبر ۸، ۹)

تابعین و تبع تابعین کے اوصاف

اس کے بعد تیسرے طائفے تابعین اور تبع تابعین کے اوصاف کا تذکرہ ہے کہ یہ لوگ اپنے

لئے اور اپنے اسلاف (مہاجرین و انصار) کے لئے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اپنے

معاصرین سے بغض نہیں رکھتے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

منافق چالباز ہوتا ہے

یہاں اس رکوع میں منافقین کی چالبازیوں اور مکرو فریب کو شیطان کے مکرو فریب کے ساتھ مشابہت دی گئی ہے کہ جس طرح شیطان انسان کو کفر میں مبتلا کرنے کے بعد براءت کا اعلان کر دیتا ہے، یہی حال منافقین کا بھی ہے، جیسا کہ انہوں نے یہود وغیرہ کے ساتھ امداد و نصرت کا وعدہ تو کیا، لیکن عین وقت میں پیچھے ہٹ گئے۔

احوال یہود ایک نظر میں

اس کے علاوہ یہاں یہودیوں کے احوال کو بھی اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو پانچ قسم کے یہود سے واسطہ پڑا

(۱) بنو قریظہ۔

(۲) بنو نضیر۔

(۳) بنو قینقاع۔

(۴) خیبر والے۔

(۵) متفرع قبائل کے یہود۔

بنو قینقاع کا معاہدہ ایک مسلمان عورت کی آمرو ریزی کی وجہ سے ٹوٹا، غزوہ احد کے بعد بنو نضیر نے خود معاہدہ توڑا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں بغیر قتال جلا وطن ہونے پر مجبور کر دیا، اس موقع پر عبد اللہ بن ابی بن سلول نے وعدہ کیا تھا کہ میں دو ہزار افراد کے ساتھ تمہارا تعاون کروں گا، مگر عین وقت پر ساتھ نہ دیا، پھر غزوہ احزاب کے موقع پر یہود بنی قریظہ نے معاہدہ توڑا، اس پر انہیں قتل کر دیا گیا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۳

اس رکوع میں منافقوں کو سدھرنے کی تلقین کی گئی ہے کہ سچے مؤمن بن جاؤ اور اپنے کل کی فکر

کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی باخبر ہے۔ (امت نمبر ۱۸)

سورہ ممتحنہ

ما قبل سے ربط

سورہ مجادلہ اور حشر میں منافقین پر زجریں تھیں، اب ممتحنہ میں علی سبیل التنزیل ان مؤمنین کا ملین پر زجر ہے، جن سے مسلمانوں اور نبی اکرم ﷺ کے راز کافروں کے سامنے فاش کرنے کے معاملے میں کوتاہی ہوئی اور پھر توبہ کرنے پر معافی مل گئی۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل امور مذکور ہیں:

- (۱) مؤمنین کا ملین پر زجر۔
- (۲) قانون برائے مؤمنات مہاجرات۔
- (۳) قانون برائے نبی کریم ﷺ بوقت بیعت ازساء۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

حاطب بن ابی بلتعہ کا واقعہ

رکوع کی ابتدائی آیات میں ایک قصے کی طرف اشارہ ہے اور وہ قصہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے فتح مکہ کے لئے جہاد کرنے کا ارادہ کیا، تو حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے (جو کہ بدری صحابہ میں سے ہیں اور ان کے اہل و عیال و اموال مکہ میں تھے) اہل مکہ کے نام ایک خط لکھا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ہمراہ تم پر چڑھائی کرنے والے ہیں اور یہ خط ایک عورت کو دیا کہ مکہ والوں کو پہنچا دو چونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کا ایک راز تھا جس کے ظاہر ہونے میں مسلمانوں کو نقصان ہو سکتا تھا، آپ ﷺ کو وحی سے یہ بات معلوم ہو گئی، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ کرام کو حکم دیا کہ فلاں جگہ ایک عورت ملے گی، اس سے وہ خط لے آؤ، چنانچہ یہ حضرات گئے، وہ عورت ملی تو انہوں نے ڈرا دھمکا کر اس سے خط

وصول کر لیا، آپ ﷺ نے حاطبؓ سے پوچھا، تو انہوں نے کہا: جی حضور خط واقعی میرا لکھا ہوا ہی ہے، لیکن خدا نہ کرے کہ میں نے مخالفت اسلام کے سبب لکھا ہو، بلکہ میں جانتا ہوں کہ اسلام کو تو ضرر نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو ضرر غالب کرنے والا ہے اور آپ کو ضرر فتح ہوگی مگر اس میں میرا نفع ہو جائے گا کہ اہل مکہ احسان مان کر میرے اہل و عیال کی حفاظت کریں گے، کیونکہ میری ان سے اور کوئی قرابت نہیں، جس کی وجہ سے وہ میری رعایت کرتے، باقی سب وہاں رشتہ دار موجود ہیں میرا میرے بچوں سوا کوئی نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور ان کی گردن مارنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اہل بدر میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔

کفار سے بائیکاٹ اور اس کے اسباب

یہاں ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کا فروں سے مقاطعہ اور بائیکاٹ کا حکم دیا ہے اور اس کے چار اسباب ذکر فرمائے ہیں:

(۱) یہ لوگ اللہ کے دشمن ہیں۔
 (۲) مسلمانوں کے بھی دشمن ہیں۔
 (۳) یہ لوگ حق کا انکار کرتے ہیں۔
 (۴) انہوں نے ہی آپ ﷺ کو مکہ سے نکالا تھا۔

لہذا ان کافروں سے نہ دلی دوستی رکھو اور نہ ہی ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے، اگر ایسا کوئی کرے گا، تو وہ بھٹکا ہوا شمار ہوگا اور اس لئے بھی مقاطعہ کرو، کیونکہ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر کسی موقع پر تم پر غالب ہو گئے، تو تمہارے دشمن ہوں گے اور پھر تم پر اپنے ہاتھوں اور زبانوں کو چلانے سے بھی گریز نہیں کریں گے، بلکہ چاہیں گے کہ تم بھی انہی کی طرح کافر ہو جاؤ۔ (آیت نمبر ۲۴)

کفار سے بائیکاٹ کے حوالے سے حضرت امراہیمؑ کا کردار

پھر حضرت امراہیمؑ کے کردار کو بطور نمونہ پیش کیا گیا ہے کہ جس طرح انہوں نے اپنی

پوری قوم سے شرک کی وجہ سے بائیکاٹ کیا تھا، تم بھی کافروں سے بائیکاٹ کرو، یہاں تک کہ وہ سب ایک اللہ تو ماننے والے بن جائیں۔ (آیت نمبر ۴)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

کفار کی تقسیم

ابتداء میں کفار کی تقسیم کی گئی ہے، پہلی جماعت ان کافروں کی ہے، جنہوں نے مسلمانوں کو اذیت دی اور دوسرے وہ کافر جنہوں نے اذیت نہیں دی، اب مسلمانوں سے یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم ان کافروں کے ساتھ احسان کرتے ہو، جنہوں نے تمہیں اذیت نہیں دی، تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن جنہوں نے اذیت دی ہے، ان کے ساتھ احسان والا معاملہ کرنا ممنوع ہے۔ (آیت نمبر ۸، ۹)

صلح حدیبیہ اور اس میں ہونے والا معاہدہ

صلح حدیبیہ میں فریقین کے درمیان یہ طے ہوا کہ اگر مسلمانوں کا آدمی ہمارے پاس آیا، تو ہم اسے واپس نہیں کریں گے، لیکن اگر ہمارا کوئی آدمی مسلمانوں کے پاس چلا گیا، تو وہ اسے واپس کریں گے۔ بظاہر تو یہ شرط بہت سخت تھی، لیکن اس میں بڑی حکمت تھی اور وہ یہ تھی کہ جو مسلمانوں کا ان کافروں کے پاس جائے گا تو وہ مرتد ہو کر ہی جائے گا، لہذا ایسے آدمی کی واپسی کی ضرورت بھی نہیں اور جو ان کو ہمارے پاس آئے گا، تو وہ مسلمان ہو کر آئے گا، اب اگر اس کو واپس کرتے ہیں، تو اس میں بھی نفع ہے، کیونکہ یہ وہاں بڑا کام کرے گا۔

معاہدہ صرف مردوں سے متعلق تھا

اب ہوا یہ کہ عقبہ کی بیٹی مسلمان ہو کر ہجرت کر کے مدینہ آپ ﷺ کے پاس آ گئی، ان کے پیچھے ان کے دو بھائی معاہدے کے تحت انہیں واپس لینے آ پہنچے، تو اس پر یہ آیات اتریں کہ معاہدہ مردوں سے متعلق ہے، عورتوں سے متعلق نہیں، اس لئے عورتوں کو واپس نہیں کیا جائے گا۔

ہجرت کر کے آنے والی عورتوں سے متعلق حکم نامہ

پھر ہجرت کر کے آنے والی عورتوں سے متعلق یہ حکم نامہ جاری ہوا کہ پہلے ان کے ایمان کا

امتحان لو، اگر واقعہ مؤمنہ ہوں تو انہیں اپنی جماعت میں شامل کر لو، اور کافروں کی طرف نہ لوٹاؤ، کیونکہ اب یہ نہ ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافروں کے لئے حلال ہیں، البتہ جو مہران کے مشرک خاندانوں نے خرچ کیا ہے، تو وہ ان کو لوٹا دو اور اگر چاہو تو ان ہجرت کر کے آنے والیوں سے نکاح بھی کر سکتے ہو۔ یہی حکم مسلمان مردوں کو بھی دیا گیا کہ اگر تمہاری بیویاں دارالحرب میں کفر کی حالت میں رہ گئی ہیں، تو تم ان سے اپنا نکاح ختم سمجھو، البتہ جو تم نے ان عورتوں پر مہر کی صورت میں خرچ کیا ہے، تو وہ تم ان کے کافر شوہروں سے وصول کر سکتے ہو۔ اب بھی یہی حکم ہے اگر کسی ملک کے ساتھ معاہدہ ہو جائے تو مہر کا لین دین تو ہوگا، لیکن عورتیں واپس نہیں کی جائیں گی۔

عورتوں کی بیعت

اس کے بعد آپ ﷺ کے لئے عورتوں سے بیعت سے متعلق ایک قانون بیان کیا گیا ہے اور وہ قانون یہ ہے کہ اے اللہ کے رسول! اگر مؤمن عورتیں آپ کے پاس آئیں اور مندرجہ ذیل باتوں پر بیعت کرنے کے لئے تیار ہو تو آپ بیعت کر لیا کریں۔

(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔

(۲) چوری نہیں کریں گی۔

(۳) بدکاری نہیں کریں گی۔

(۴) اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

(۵) کوئی بہتان کی اولاد نہیں لائیں گی کہ غیر کے بچے کو خاوند کا بچہ کہہ ڈالیں۔

(۶) کسی بھی معاملے میں آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گی۔ (۲۴۷ نمبر ۱۰-۱۳)

سورہ صف

ما قبل سے ربط

سورہ ممتحنہ میں نہایت بلند مرتبہ مؤمنین پر زبیریں تھیں، اب سورہ صف میں ان سے کمتر مؤمنوں پر زبیریں ہوں گی، جن سے جہاد کے بارے کوئی کوتاہی ہوئی۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں درج ذیل امور مذکور ہوئے ہیں:

(۱) بیان توحید۔

(۲) زجر۔

(۳) نبی کو اذیت نہ دو۔

(۴) نمونہ از بنی اسرائیل۔

(۵) بشارت فتح۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

صرف گفتار سے میدان سرنہیں ہوا کرتے

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے، پھر مؤمنین پر زجر کی گئی ہے کہ اپنا کردار سامنے لاؤ، صرف گفتار سے میدان سرنہیں ہوتے اور یہ اللہ کے ہاں بڑی بیزاری کی بات ہے کہ تم لوگ ایسی باتیں کرو، جن پر تم عمل نہیں کرتے۔ (آیت نمبر ۳-۴)

ملک کی بقا کے اصول

ملک کی بقا کے لئے تین جماعتیں ہونی چاہیے، پہلی جماعت مجاہدین کی جو اپنا کردار میدان جنگ میں واضح کریں، دوسری جماعت علماء کی جو مجاہدین کے لئے مزید افراد مہیا کریں اور تیسری جماعت ان لوگوں کی جو ان دونوں جماعتوں پر خرچ کریں۔

اگر پہلی جماعت اپنا کام چھوڑ دے گی، تو ان کے دلوں میں کجی اور خرابی پیدا ہو جائے گی اور پھر میدان فتح نہیں ہوگا، دوسری جماعت اگر افراد تیار نہیں کرے گی، تو ”کشمکش حمار“، یعنی بگدھے کی مانند بن جائیں گے اور اگر تیسری جماعت اپنا کام چھوڑ دے گی، تو بخلاء میں شمار ہوں گے۔

بنی اسرائیل کے انجام سے عبرت حاصل کرو

اس کے بعد بطور نمونہ کے بنی اسرائیل کا قصہ ذکر کیا گیا ہے کہ دیکھو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم

نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ کجروی کی، یعنی: قتال نہ کیا، بلکہ یہ کہا: ”فادھب انت و ربک فقتلا انا ههنا قعدون“ جس کے سبب ان پر اللہ تعالیٰ نے عذاب کو نازل کیا، پس تم بھی بنی اسرائیل کی طرح مت بننا۔

قتال کی ترغیب

پھر قتال کی ترغیب دی گئی ہے کہ دیکھو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے جس پیغمبر خاتم النبیین کی بشارت دی تھی، وہ آگئے ہیں اور مشرکین بجائے ماننے کے انہیں جا دو گر کہہ رہے ہیں، لہذا ان کے ساتھ قتال کرو، اللہ تعالیٰ ضرور اسلام کو فتح دے گا، اگرچہ شرک لوگ برا مانتے رہیں۔

فرضیت جہاد کے اسباب

فرضیت جہاد کے درج ذیل اسباب تھے:

(۱) معجزات کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ یہ سراسر جادو ہے۔

(۲) اسلام کی طرف دعوت دی جاتی ہے، تو کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہمارا رسول نہیں۔

(۳) چاہتے ہیں کہ اسلام کی روشنی کو اپنے ناپاک عزائم سے ختم کر دیں، مگر اللہ تعالیٰ اپنے نور (اسلام) کو پورا کر کے رہے گا اور اس نور کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے، پس ان کے سایہ میں کافروں سے قتال کرو، اللہ پاک تمہیں فتح دے گا۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

یہاں مومنوں سے دوسرا خطاب ہے اس میں دین کی مدد اور نصرت کی تاکید کی گئی، حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے حواریین (ماننے والے) با اثر اور امراء قسم کے لوگ تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان لانے کی توفیق دی اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی تائید و نصرت کا بھی ان کو شرف عطا کیا، یہاں اہل ایمان سے کہا گیا ہے کہ جس طرف حواریین نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ساتھ دیا اور ہر موقع پر ان کے ساتھ رہے، اسی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کے دین کے انصار بن جاؤ اور خاتم النبیین کے ساتھ مل کر دین کی اشاعت میں محنت کرو، آخر کار اللہ تعالیٰ تمہیں غلبہ عطا کرے گا اور صلہ میں تمہاری مغفرت کرے گا،

جنت میں داخل کرے گا اور ایسی چیزوں سے نوازے گا م جنہیں تم پسند کرتے ہو۔

سورہ جمعہ

خلاصہ سورت

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، صداقت رسول ﷺ، مشرکین کے لئے زجرات، یہود کو دعوت مباہلہ اور ترغیب الی الانفاق کے مضامین مذکور ہیں۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

فرائض رسول اللہ ﷺ

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کرنے کے بعد آپ ﷺ کے فرائض کو بیان کیا گیا ہے:

(۱) لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیات سنانا۔

(۲) لوگوں کا اخلاق ذمیدار و عقائد باطلہ سے تزکیہ کرنا۔

(۳) قرآن کی تعلیم دینا۔

(۴) سنت کی تعلیم دینا۔ (۲۷ نمبر ۲۱)

یہودیوں کو گدھے سے مشابہت

اس کے بعد مشرکین پر زجر کا بیان ہے کہ ان یہودیوں کی طرح مت مینا، جن کو قورات پر عمل کرنے کا حکم دیا، مگر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا، بس ان یہودیوں کی مثال اس گدھے کی سی ہے، جس پر کتابوں کا بوجھ ہو، کیونکہ وہ بھی ان کتابوں کے نفع سے محروم ہوتا ہے، لہذا تم ان کی طرح مت بنو، بلکہ رسول پر ایمان لے آؤ اور اس قرآن کے دعویٰ کو مان لو۔ (۲۷ نمبر ۵)

یہود کو دعوت مباہلہ

اس کے بعد ان یہودیوں کو دعوت مباہلہ دی گئی ہے کہ اگر تم لوگ اب بھی بعصہ ہو کہ تمہی اللہ

کے مقرب بندے ہو، تو آؤ مباہلہ کرتے ہیں، جو کاذب ہوگا، اللہ اس کو ہلاک کر دے گا اور قرآن نے یہ بھی بتا دیا کہ یہ لوگ ہرگز ہرگز مباہلہ کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ (آیت نمبر ۶، ۷)

خلاصہ رکوع نمبر ۲

نماز جمعہ کی اہمیت

اس رکوع میں مسلمانوں کو اللہ کی عبادت کی ترغیب کی دی گئی ہے یعنی جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو اپنے کاروباروں کو فوراً بند کرو اور خطبہ سننے کے لئے اور نماز کی ادائیگی کے لئے آ جاؤ تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ اور جب نماز جمعہ ادا کر چکو تو پھر تجارت کے لئے پھیل جاؤ اور اللہ کے رزق کو تلاش کرو، اس سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے بعد کاروبار کھولنا چاہئے۔

سورہ منافقون

ما قبل سے ربط

سورہ جمعہ میں یہ بتایا گیا تھا کہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہوا نفاق فی سبیل اللہ کے مسائل سنو، اب سورہ منافقین میں ان منافقوں سے شکوہ کیا گیا ہے، جو کہتے تھے کہ پیغمبر کے ساتھیوں پر خرچ نہ کرو اور جو عزت والے ہیں، وہ ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔
نیز مسلمانوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ خود خرچ کریں اور منافقوں کے محتاج نہ ہوں۔

خلاصہ سورت

منافقوں کے بے جا شکوک کی تردید

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے منافقوں کی تکذیب کی ہے اور خبر دی ہے کہ یہ منافق لوگ اپنی جھوٹی قسموں کو اپنے لئے ڈھال بناتے ہیں، قصہ یہ ہوا تھا کہ ایک کنویں پر ایک مہاجر صحابی اور ایک انصاری صحابی کے درمیان کچھ بات بڑھ گئی، اس جھگڑے کو دیکھ کر ابن ابی بے کہا کہ ایک تو ہم ان مہاجرین کو کھلائیں بھی اور پھر یہ ہم سے لڑیں بھی، ہم اب مدینہ جا کر انہیں مدینہ سے نکالیں گے بھی اور

ان پر خرچ بھی نہیں کریں گے، اس کے جواب میں صحابہ کی تسلی کے لئے اللہ تعالیٰ نے پوری سورت اتار دی اور منافقوں کے شکوک کے جواب بھی دیئے اور دوسرا مؤمنین کو آپس میں ایک دوسرے پر خوب خرچ کرنے کی ترغیب بھی دی۔

پہلا شکوہ منافقوں کا یہ تھا کہ ان مہاجرین پر خرچ نہ کرو، تو جواب شکوہ یہ دیا گیا کہ زمین و آسمان کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں، پھر تم کون ہوتے ہو ان خزانوں سے روکنے والے؟! دوسرا شکوہ یہ تھا کہ ہم عزت والے ان کٹر لوگوں کو مدینہ سے نکال دیں گے، جواب شکوہ دیا کہ تم کون ہوتے ہو کسی کو عزت یا ذلت دینے والے؟ تمام عزت اللہ، اس کے رسول اور مؤمنوں کے لئے ہے۔

سورہ تغابن

ما قبل سے ربط

سورہ منافقون میں فرمایا کہ ہماری دی ہوئی دولت میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرو، اب سورہ تغابن میں بطور ترقی فرمایا کہ چلو مان لیتے ہیں کہ یہ دولت تمہاری ہی سہی، لیکن تم اللہ کو قرض دے دو، اللہ تمہیں اس کا کئی گنا زیادہ اجر و ثواب عطا کرے گا۔

خلاصہ سورت

حشر ضرور ہوگا

اس رکوع میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے اور اس پر دلائل قائم کئے گئے ہیں اور کافروں کے لئے تخویف اخروی کا تذکرہ ہے، جنہوں نے رسول کی بشریت کا انکار کیا اور اس انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے اور اسی طرح جنہوں نے بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے) کا انکار کیا اور کافر ہو گئے تو یہ کافر لوگ اچھی طرح جان لیں کہ بعث بعد الموت ضرور ہوگا اور یہ کام اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں۔ (آیت نمبر ۷۰)

اس بیان کے بعد مسلمانوں کو خطاب ہے کہ اللہ اور اس کے رسول اور نور قرآن کی اتباع کر

کے قوت ایمانیہ قوت عملیہ کی تکمیل کرو، تاکہ کل بروز قیامت تمہیں تمہارے اعمال کا بہترین صلہ ملے۔
(۲۷ ج ۸، ۹)

قوت ایمانیہ اور قوت عملیہ کی تکمیل میں مانع امور

تکمیل قوت ایمانیہ اور تکمیل قوت عملیہ کے بعد اب جو اس راہ میں رکاوٹیں ہیں، ان کے ارتقاع اور ازالہ کا بیان ہے اور وہ رکاوٹیں درج ذیل ہیں:

(۱) مصائب

مصائب، تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں کفار کی طرف سے مصائب پہنچیں، تو ڈرنا نہیں، کیونکہ سب مصائب من جانب اللہ بطور آزمائش آتے ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔

(۲) اہل و عیال

آل و عیال، اس پر فرمایا کہ اس حوالے سے اپنا انتظام اچھا رکھو، نا اتفاقی نہ ہونے دو، تاکہ گھر کے حوالے سے مطمئن ہو کر تم کفار سے مقابلہ کر سکو اور اگر تمہاری آل و اولاد کو کوئی مسلمان بھائی کوئی قبیح لفظ کہہ دے، تو فوراً اس کے ساتھ جنگ کرنے پر تیار نہ ہو جاؤ۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ بعض عورتیں اپنے شوہروں سے اور اسی طرح بعض بچے اپنے ماں باپ سے ناجائز امور کا مطالبہ کرتے ہیں، جن کو پورا کرنے کے لئے انسان محرمات کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، اس لئے آل و اولاد کو ’عدو‘ (دشمن) کہا، تو خود کو آل و اولاد کے فتنے سے بھی محفوظ رکھو، اگر یہ سب بھی دین کی راہ میں رکاوٹ بنیں، تو انہیں بھی اپنا دشمن سمجھو۔

(۳) مال و دولت

مال، مال بھی ایک فتنہ ہے، پس تم لوگ مال کی فراوانی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل مت ہونا، بلکہ جس قدر بھی طاقت رکھتے ہو، تقویٰ کو لازم پکڑنا، اطاعت کرتے رہنا، اللہ کی راہ میں خوب خرچ کرنا، اس کے صلے میں مال کے فتنے سے بھی محفوظ رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر بھی دے گا اور تمہاری مغفرت بھی کرے گا۔

سورۃ طلاق

ما قبل سے ربط

سورۃ تغابن کے آخر میں امور انتظامیہ کا تذکرہ تھا، تاکہ کفار پر غلبہ حاصل کیا جاسکے، اب خانگی امور کا بیان ہوگا، تاکہ گھروں میں مخالفت پیدا نہ ہو۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں طلاق، عدت، نفقہ اور سکنی کے مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ رکوع نمبر ۱

احکام طلاق کا بیان

اس رکوع میں طلاق اور اس کے متعلقات کے احکام مذکور ہیں:

- (۱) اگر بیوی کو طلاق دینی ہی ہو اور باہمی موافقت کی کوئی صورت نہ بنتی ہو، تو حالت طہر (پاک کی حالت) میں طلاق دو، ایام حیض (ماہواری کے دنوں) میں طلاق نہ دو۔
- (۲) طلاق دینے کے بعد عدت کو شمار کرتے رہو، اور چونکہ حنفیہ کے نزدیک عدت تین حیض ہے، اس لئے وہ عورت تین حیض عدت گزارے گی۔
- (۳) مطلقہ کو عدت گزارنے کے لئے مکان مہیا کرو۔

مسلمان مردوں اور مطلقہ عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نہ تو ان کے شوہر انہیں گھروں سے نکالیں اور نہ وہ خود گھروں سے نکلیں اور معتدہ کے لئے گھر سے نکلنے کی ممانعت اس لئے ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور اس بچہ کی وجہ سے تہمت والی ہو جائے۔

(۴) طلاق رجعی دو، تاکہ مکمل مفارقت سے قبل تمہیں سوچنے کا موقع مل سکے، پھر اگر سوچ کر رجوع کر لو، تو بھی ٹھیک ہے اور اگر پھر بھی نہ بنے، تو جدا کر لو۔

(۵) خواہ تم رجوع کرو، یا جدا کرو، ہر دو صورت میں دو عادل کو اہد قائم کر لو۔

آئہ اور صغیرہ کی عدت

آئہ (وہ عورت جسے بڑھا پے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو) اور صغیرہ (نابالغ لڑکی) کی عدت طلاق تین ماہ ہے۔

حاملہ کی عدت

حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔

طلاق کے بعد کے احکام

(۱) ایسی عورتوں کو رہنے کے لئے سکنی مہیا کرو۔

(۲) سکنی اور رہائش کے حوالے سے انہیں تکلیف نہ دو۔

(۳) ان کو خرچہ دو۔

(۴) اگر وہ حاملہ تھی اور وضع حمل ہو چکا ہے، تو اب اگر مفارقت ہو جانے کے بعد وہ عورت بچے کو دودھ پلانے تو اسے دودھ پلانے کی اجازت دو۔

(۵) اپنی اولاد پر اپنی استطاعت کے بقدر خرچ کرو۔

خلاصہ رکوع نمبر ۲

امراء و سلاطین و علما کے حقوق کی پاسداری کریں

گذشتہ رکوع کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ حکومت ملنے کے بعد مسلمان حکمرانوں کو چاہیے کہ بندوں کے جو جو حقوق اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں، ان کی پاسداری کریں، اگر وہ ان حقوق کی پاسداری نہیں کریں گے، بلکہ ترمیم اور تخیف کریں گے، تو حکومت کا مقصد فوت ہو جائے گا، اب اس رکوع میں یہ بیان ہوا ہے کہ جن حکمرانوں نے اللہ کے بیان کردہ قوانین میں مداخلت کی، اللہ نے ان کو ایسا ذلیل کیا کہ ان کا انجام پوری دنیا نے دیکھا۔

اس کے بعد اہل ایمان کے لئے بشارت کا ذکر ہے اور آخر میں دلائل تو حید مذکور ہیں۔

سورہ تحریم

ما قبل سے ربط

ما قبل سے ربط یہ ہے کہ اس سورت میں سورہ حدید کے دونوں مضمون مذکور ہیں، یعنی انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ۔

خلاصہ سورت

خلاف رضا کاموں سے ممانعت کا حکم

اس سورت میں سب سے پہلے خلاف رضا کاموں سے ممانعت کا حکم دیا گیا ہے، یہاں خطاب اگرچہ خاص ہے اور آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنی ازواج کو ایسے فعل سے روکیں، جو رضائے الہی کے خلاف ہو، مگر مراد عام لی جائے گی اور یہی حکم جمیع مؤمنین کے لئے ہوگا کہ وہ خود بھی اور اپنے اہل و عیال کو بھی ایسے کاموں سے بچائیں جو خلاف رضائے الہی ہوں۔ (آیت نمبر ۸)۔

اس کے بعد درج ذیل امور مذکور ہیں:

حکم انفاق فی سبیل اللہ

(۱) اجمالاً و ضمناً شروع ہی میں انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، تو اللہ تعالیٰ بروح و محشر تمہارے لئے نور پیدا کرے گا اور اسی نور کے ساتھ تم لوگ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(۲) جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔

قربت داری اخروی نجات کا باعث نہیں بن سکتی

(۳) آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی سے صرف رشتہ داری کا ہونا کافی نہیں، بلکہ آخرت میں کامیابی ایمان ضروری ہے، ورنہ صرف نبی کی رشتہ داری بغیر ایمان کے تمہیں نفع نہیں دے گی، جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیویوں کو ان کی رشتہ داری نے کچھ نفع نہیں دیا، مگر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جو کہ فرعون کی بیوی تھیں، ایمان کی بدولت وہ جنت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئیں۔ (آیت نمبر ۸-۱۴)

پارہ نمبر ۲۹

سورہ ملک

ما قبل سے ربط

سورہ حدید سے سورہ تحریم تک مسئلہ توحید کی خاطر اتفاق کا ذکر کیا گیا تھا، اب سورہ ملک سے لے کر سورہ جن تک اسی مسئلہ کا دوسرا پہلو بیان ہوگا کہ برکات و بندہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

خلاصہ سورت

دلائل عقلیہ

اس پوری سورت میں کل گیارہ عقلی دلائل مذکور ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے، جس کے ہاتھ میں دونوں جہانوں کا راج ہے۔

(۲) اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ ہی نے لوگوں کی آزمائش کے لئے زندگی اور موت کو پیدا کیا۔

(۴) اسی نے ساتوں آسمانوں کو تہہ بہ تہہ پیدا کیا۔

(۵) پھر آسمان کو ستاروں سے مزین کیا۔

(۶) انہی ستاروں کو شیاطین کے لئے رجوم بنایا۔

(۷) اسی خدا نے انسانوں کے لئے زمین کو نرم پیدا کیا، تاکہ تم اس میں چل سکو اور اپنا رزق تلاش کر سکو۔

(۸) جس طرح پرندوں کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، ان پرندوں کو زمین و آسمان کے درمیان قائم رکھنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(۹) اللہ ہی نے تمام انسانوں کو پیدا کیا، قوت کو یائی عطا کی اور دل عطا کیا۔

(۱۰) اسی نے انسانوں کو پیدا کر کے تمام کرہ ارض میں پھیلا دیا۔

(۱۱) تمہارے لئے زمین سے بیٹھاپانی نکالنے والا سوائے اللہ کی ذات کے اور کوئی نہیں۔

ان تمام دلائل کا حاصل یہ ہے کہ جب صرف اللہ تعالیٰ ہی ان تمام امور میں متصرف ہے، دوسرا کوئی نہیں تو لامحالہ برکات دہندہ بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اس کے علاوہ مشرکین کے لئے تنبیہات کا ذکر ہے کہ چونکہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور ان کی توہین کی، تو اس سبب سے ان کے لئے جہنم کا سخت عذاب تیار ہے اور اہل ایمان کو بوجہ ایمان اور خشیت الہی کے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (امت نمبر ۶-۱۲)

سورہ قلم

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں یہ بیان ہوا کہ برکات دہندہ صرف اللہ تعالیٰ ہے، اب یہاں سورہ قلم میں اس بات پر خبردار کیا گیا کہ یہ مشرک لوگ کوشش کریں گے کہ آپ مسئلہ توحید کو بیان کرنے میں نرمی سے کام لیں، تاکہ وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ نرم ہو جائیں اور اس سے مقصد ان لوگوں کا یہ ہے کہ بے شک آپ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہی کو مانیں، مگر ان کے معبودوں کا تذکرہ نہ کریں، لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ مسئلہ بیان کرنے میں نرمی نہیں برتنی اور مدامت سے کام نہیں لینا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **”وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ“** کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ مسئلہ بیان کرنے میں نرمی برتیں، تو وہ لوگ بھی پھر نرمی برتیں گے۔

خلاصہ سورت

دین کے معاملے میں مدامت سے کام نہیں لینا

سورت کا دعویٰ یہ ہے کہ مسئلہ توحید کو بیان کرنے میں مدامت اور سستی سے کام نہیں لینا، اسی دعویٰ کے اثبات کے لئے سورت کی ابتدا میں قلم کی اور کاغذ کی قسم کھا کر یہ کہا گیا ہے کہ آپ مجنون نہیں ہیں، لہذا آپ ان کافروں کی باتوں میں پڑ کر اور ان کے پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اصل مسئلہ میں نرمی

مت کرنا، کیونکہ یہ مشرک جو آپ کے سامنے فی الحال نرم نظر آ رہے ہیں، ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ ان کے معبودان باطلہ کا تذکرہ چھوڑ دیں اور انہیں باطل نہ کہیں۔ (آیت نمبر ۱۰)

اس پروپیگنڈے میں مشرکین کے سرغنہ ولید بن مغیرہ، انفس بن شریق اور اسود بن یغوث تھے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ان کی باتوں سے متاثر ہونے سے منع فرمادیا اور عدم اطاعت کی درج ذیل علل اور وجوہات بیان فرمائیں:

(۱) یہ لوگ کثیر الحلف (کثرت سے قسمیں اٹھانے والے) ہیں، جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

(۲) نہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی قدر ہے اور نہ ہی مخلوق کے ہاں۔

(۳) طعنے دینے والے ہیں۔

(۴) دو کے درمیان جھگڑا کرانے والے ہیں۔

(۵) پھغلیخو رہیں۔

(۶) خیر کے کاموں اور باتوں سے منع کرنے والے ہیں۔

(۷) بدکار ہیں۔

(۸) حرام زادے ہیں۔

نیز آپ ﷺ اس بات سے بھی متاثر نہ ہوں کہ یہ برائیوں کے حامل لوگ کثیر الاولاد اور مالدار ہیں، آپ ان کی باتوں کی پرواہ نہ کریں اور دین کی تبلیغ جاری رکھیں۔

”اَنَا بَلَوْنُهُمْ كَمَا بَلَوْنَا اصْحَابَ الْجَنَّةِ“

یہاں سے گذشتہ زمانے کے ان بھائیوں کا تذکرہ ہے، جنہوں نے ایک نہایت عمدہ باغ اپنے باپ سے وراثت میں پایا تھا، صنعاء یمن کے قرب و جوار میں ایک شخص رہتا تھا، جس کا ایک بہت اچھا باغ تھا اور وہ شخص اپنے باغ سے خیرات وغیرہ بھی نکالا کرتا تھا، لیکن اس کی اولاد نے اس کے مرنے کے بعد یہ کہا کہ ہمارا باپ کتنا احق تھا کہ اس قدر آمدنی مسکینوں میں بانٹ دیا کرتا تھا، اگر یہ ساری آمدنی گھر آئے تو کتنی زیادہ فراخی ہو، لہذا انہوں نے صبح سویرے باغ کاٹنے کا ارادہ کیا، ان میں سے

ایک بھائی موحّد (ایک اللہ کو ماننے والا) تھا، جس نے سب کو اس کام سے منع کیا اور مساکین کو کچھ نہ دینے کے ارادے سے بھی باز رکھنے کی کوشش کی، مگر وہ نہ مانے، چنانچہ راتوں رات ہی اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیج کر اس باغ کو تباہ و برباد کر دیا۔

اہل تقویٰ کے لئے بشارت اور کافروں کے لئے وعید

دوسرے رکوع کی ابتداء میں اہل تقویٰ کے لئے جنت کی بشارت ہے، اس کے بعد مشرکین کے اس خیال کی تردید کی گئی ہے کہ ان کے لئے بھی وہی سب کچھ ہوگا جو مومنوں کے لئے ہوگا اور پھر تنویف اخروی کو ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ ان کافروں کا بروز قیامت یہ حال ہوگا کہ جب انہیں سجدہ کرنے کی طرف بلایا جائے گا، تو اس وقت سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے، کیونکہ ان کی ریڑھ کی ہڈی خم نہ ہو سکے گی، حالانکہ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے، مگر اس وقت سجدہ کر سکنے کے باوجود نہیں کرتے تھے۔ (۲۷۲-۲۷۳)

نگدل نہیں ہونا

اور آخر میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ ان کافروں کی تکالیف سے ننگ نہیں ہونا، اگر حضرت یونس علیہ السلام کی طرح ننگ ہوئے تو ہماری ناراضگی کے تحت آجائے گے۔ (۲۷۳-۲۷۴)

سورہ حاقہ

ما قبل سے ربط

سورہ ملک میں یہ دعویٰ مذکور تھا کہ اللہ تعالیٰ ہی برکات دہندہ ہے، پھر سورہ قلم میں یہ بتایا گیا کہ یہ مشرک لوگ آپ کے ساتھ اس غرض سے نرمی برتیں گے، تا کہ آپ اپنے دعوے میں بھی نرمی برتیں، اب سورہ حاقہ میں سورہ ملک میں مذکور دعوے کو نہ ماننے والوں کے لئے تنویفات کا تذکرہ ہے۔

خلاصہ سورت

سورت کی ابتداء میں عبرت حاصل کرنے کے لئے بطور تنویف دنیا میں عذاب چھکنے والی

اقوام کا تذکرہ کیا گیا ہے، جن میں سے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور فرعون وال فرعون کا ذکر بطور خاص کیا گیا ہے۔ (آیت نمبر ۱۲-۱۴)

اعمال ناموں کی تقسیم

اس کے بعد تنویہات اخروی کا بیان ہے کہ قبروں سے اٹھنے کے بعد لوگوں کے ہاتھوں میں اعمال نامے دیئے جائیں گے، کسی کو دائیں ہاتھ میں، تو کسی کو بائیں ہاتھ میں، دائیں ہاتھ والے عیش و عشرت میں ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے جہنم کے عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔

عذاب کی وجوہات

اور عذاب ہونے کی خاص طور پر دو وجہیں بیان فرمائیں:

- (۱) بدعتیہ، یعنی اس کے دل میں عظمت خداوندی نہیں تھی۔
- (۲) بد عملی، یعنی خلق خدا کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے والا نہیں تھا۔

صداقت رسول اور حقانیت قرآن

دوسرے رکوع میں صداقت رسول ﷺ کو اور حقانیت قرآن کریم کو بیان کیا گیا ہے۔

ایک اہم نکتہ

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی الوہیت کا دعویٰ کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت دیتا ہے، اس لئے کہ مسئلہ بالکل بدیہی ہے، کسی کو شبہ نہیں ہوتا، لیکن اگر کوئی رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو اللہ تعالیٰ فوراً پکڑتا ہے، آپ ﷺ کی آمد سے قبل جو بھی رسالت کا دعویٰ کرتا، فوراً پکڑ ہوتی، اس لئے کہ وہ دو ربوت کا دعویٰ تھا، مسئلہ بدیہی نہیں تھا، مگر آپ ﷺ کے بعد جس نے بھی دعویٰ کیا، فوراً پکڑ نہیں ہوئی، کیونکہ اب مسئلہ ختم نبوت بھی بدیہی ہو چکا ہے۔

سورہ معارج

ما قبل سے ربط

سورہ حاقہ میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا برکات دہندہ نہ ماننے والوں کے لئے تنویہات اخروی کا بیان تھا،

جس کا تقاضا یہ تھا کہ اب یہ لوگ انکار سے باز آ جاتے، اب سورہ معارج میں یہ بیان ہوگا مگر ان لوگوں نے بجائے ماننے کے اور انکار سے باز کے العذاب کا مطالبہ کیا۔

خلاصہ سورت

بروز قیامت نفسی کا عالم ہوگا

تنویفات سننے کے بعد ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ لوگ شرک اور انکار سے باز آ جاتے، مگر انہوں نے العذاب کا مطالبہ کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دی کہ آپ فکر نہ کریں، صبر سے کام لیں، یہ لوگ اعتقاد نہ ہونے کی وجہ سے جس عذاب کا مطالبہ کر رہے ہیں، عنقریب اس کو دیکھ بھی لیں گے اور پھر اس وقت یہ کچھ نہیں کر سکیں گے، وہاں نگو ماں باپ کا ساتھ ہوگا، نہ بہن بھائیوں کا اور نہ ہی میاں بیوی کا آپس میں، بلکہ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ (آیت نمبر ۱۸)

انسان جی کا کچا ہے

اس کے بعد انسان کے کمزور ہونے کا بیان ہے کہ انسان جی کا کچا ہے، اگر اسے کوئی شریا مصیبت پہنچتی ہے تو حد اعتدال سے نکل جاتا ہے اور اگر خیر پہنچتا ہے تو فخر کرنے لگتا ہے۔ (آیت نمبر ۱۹-۲۱)

کامیاب انسان کے اوصاف

پھر کامیاب انسان کے اوصاف بیان کئے گئے:

- (۱) شرک نہیں کرتے۔
- (۲) جو اپنے مال سے فقراء و مساکین کے ساتھ تعاون کرتے ہیں، خواہ وہ مانگیں یا نہ مانگیں۔
- (۳) قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔
- (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔
- (۵) اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔
- (۶) امانتوں کو پورا کرتے ہیں۔

(۷) صاف اور کھری شہادت دیتے ہیں۔

(۸) نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ (۲۲-۲۵)

دخول جنت کا معیار کمال ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے

جب آپ ﷺ بیت اللہ میں نماز پڑھتے، یا قرآن کریم کی تلاوت کرتے، تو مشرکین دوڑتے آتے، ٹولیاں بنا کر استہزاء کرتے اور کہتے کہ تم جنت میں جاؤ گے، تو ہم بھی جنت میں جائیں گے، اس کا جواب دیا کہ کیا ان لوگوں کے نزدیک جنت میں داخل ہونے کا معیار صرف انسان ہونے پر ہے تو خوب جان لو کہ دخول جنت کا معیار کمال ایمان اور اعمال صالحہ پر ہے اور تم لوگ تو مشرک ہو، پھر بھلا کیسے جنت میں جا سکتے ہو؟!

آخر میں زجر کا بیان ہے کہ دنیا کی زندگی میں خوب استہزاء کر لو، خوب کھیل لو، مگر جب قبروں سے اٹھائے جاؤ گے، تب تمہارے ہوش خود بخود ڈھکانے آئیں گے۔ (۲۶-۲۹)

سورہ نوح

ما قبل سے ربط

سورہ معارج میں بیان ہوا کہ بجائے ماننے کے ان مشرکوں نے التنا عذاب کو طلب کیا، اب سورہ نوح اور سورہ جن میں دلائل نقلیہ کا بیان ہوگا، چنانچہ سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کے قصے کو تفصیل سے ذکر کیا کہ دیکھو حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو دین کی راہ دکھائی، مگر اکثروں نے انکار کیا تو انہیں عذاب دیا گیا، اسی طرح اگر تم نے بھی نہیں مانا تو عذاب بھگتو گے۔

خلاصہ سورت

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی حالت ذار

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میں تمہیں کفر و شرک کے وبال سے ڈرانے آیا ہوں اور اس بات کی طرف دعوت دینے کے لئے آیا ہوں کہ خالص اللہ تعالیٰ کو پکارو، اسی سے ڈرو اور اسی کی اطاعت کرو۔ اس کے صلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں دنیوی عذاب سے بھی محفوظ رکھے گا۔ (۱-۲)

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو دن رات راہ حق کی طرف بلایا، خوب دعوت دی، ہر (خفیہ طور سے) بھی دعوت دی اور جبراً و علانیہ بھی دعوت دی، مگر اسی قدراں کا انکار بڑھتا گیا اور بالآخر اسی انکار کے سبب انہیں غرق کر دیا گیا۔

استغفار وسعت رزق کا سبب ہے

فقلست استغفروا.....الایہ

اس آیت میں استغفار کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا کہ ایسا کرنے سے اللہ تمہارے مالوں اور اولادوں اور کھیتوں میں برکت دے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کثرت استغفار مال و اولاد کی فراوانی کا سبب ہے۔

سورہ جن

ما قبل سے ربط

اللہ تعالیٰ کے برکات و منہ ہونے کے دعوے پر سورہ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام سے دلیل نقلی تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی، اب سورہ جن میں جنات سے دلیل نقلی بیان کی جائے گی کہ دیکھو قرآن سن کر جنات بھی ایمان لے آئے اور اپنی قوم کو وعظ کرنے لگے۔

خلاصہ سورت

جنات کا قبول اسلام

ابلیس نے اپنی جماعتوں کو مختلف علاقوں کی طرف روانہ کیا کہ دیکھو کیا نئی بات ہوئی ہے جس سے اوپر جانے میں رکاوٹ ہوئی، تو ایک جماعت کو ”تہامہ“ کی طرف روانہ کیا تھا، تو مقام نخلہ پر آپ ﷺ کو فجر کی نماز میں قرآن پڑھتے سنا اور سنتے ہی ایمان لے آئے اور پھر اپنی قوم میں وعظ کیا اور انہیں بھی ایمان قبول کرنے کی دعوت دی اور درج ذیل تین مضامین ان کے سامنے رکھے:

(۱) عقیدہ توحید۔

(۲) عقیدہ رسالت -

(۳) عظمت قرآن کریم - (۲۷ نمبر ۸-۱۳)

وانهم لو استقاموا على الطريقة الآية

کبھی نعمتیں آزمائش کے لئے بھی ہوتی ہیں

یہاں تک سورت کا پہلا مضمون تھا، جس میں دلیل نقلی از جنات ذکر کی گئی تھی کہ انہوں نے بھی قرآن کو سن کر ایمان قبول کر لیا تھا لہذا اے انسانو تم تو عقل میں جنات سے زیادہ کامل ہو تو تم ایمان کیوں نہیں لاتے، اب یہاں سے دوسرا مضمون بیان ہوگا کہ اگر اہل مکہ بھی ملیہ تو حید یہ، یعنی سیدھی راہ پر قائم رہتے، تو ہم ان کی روزی کو فراخ کر دیتے اور اس کے بعد آزمائش کرتے کہ کون اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے اعراض کرتا ہے اور کون ان نعمتوں کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتا ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۶-۱۷)

سجدہ کا حق کیا ہے؟

تیسرا مضمون یہ بیان ہوا کہ سجدہ کا حق یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا جائے، اس لئے مواضع سجدہ اور اعضائے سجدہ تمام کے تمام خالص اللہ کے لئے ہوں گے، لہذا اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہو، تو پھر کوئی اور زمین تلاش کرو اور اعضاء کو بھی جو اللہ کے دیئے ہوئے ہیں، غیر اللہ کے سامنے مت جھکاؤ۔ (۲۷ نمبر ۱۸)

کافروں کا آپ ﷺ کی مخالفت مؤپر کمر بستہ ہونا

اور چوتھا مضمون یہ بیان ہوا کہ جب کافر و مشرک لوگ آپ ﷺ کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک خدا کو پکارتا ہے تو آپ کی مخالفت کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ (۲۷ نمبر ۱۹)

انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال

اس کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام کے احوال کا بیان ہے:

(۱) وہ بھی خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور اس پکار میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتے۔

(۲) کوئی بھی مختار کل (یعنی جسے ہر کام کا اختیار ہو) نہیں۔

(۳) انہیں غیب کا علم نہیں۔ (آیت نمبر ۲۹-۳۸)

سورہ مزمل

ما قبل سے ربط

مسئلہ توحید کو بیان کرنے کے بعد اب آپ تلاوت کلام پاک میں مصروف رہیں، کیونکہ راہ ہدایت قرآن میں سے معلوم ہوتی ہے۔

خلاصہ سورت

راتوں کے قیام کا مقصد

آپ ﷺ کو انسانیت کے واسطے مبعوث کیا گیا، آپ ﷺ پر ایک بھاری کلام قرآن کریم کی صورت میں نازل کیا گیا، تاکہ آپ صبح و شام اس کلام خداوندی کی تبلیغ کریں، لیکن اس تبلیغ سے پہلے آپ ﷺ کو اس تبلیغ کے عمل کے لئے تیار کروایا گیا اور راتوں کے قیام کا آپ ﷺ کو حکم دیا گیا، تاکہ احکام خداوندی کی تبلیغ کی صلاحیت پیدا ہو۔ (آیت نمبر ۸-۱۸)

اس کے بعد تحویفات دنیویہ و اخرویہ کا تذکرہ ہے جن کا حاصل یہ ہے کہ آپ ان جھٹلانے والوں کی فکر نہ کریں، میں نے انہیں مہلت دے رکھی ہے اور وقت آنے پر انہیں سخت عذاب دوں گا۔

سورہ مدثر

ما قبل سے ربط

سورہ مزمل میں یہ بیان ہوا کہ قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہیں، اب سورہ مدثر میں یہ حکم دیا گیا کہ قرآن کریم کی تلاوت کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام بھی شروع کریں۔

خلاصہ سورت

فرائض رسول کریم ﷺ

سورت کی شروعات میں نبی کریم ﷺ کے فرائض کا بیان ہے:

(۱) قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرائیں۔

(۲) رب کریم کی عظمت کو بیان کریں۔

(۳) اعمال کو پاک رکھیں۔

(۴) عقائد کا تزکیہ کریں۔

(۵) اخلاق کی اصلاح کریں۔

(۶) اپنے رب کی خوشنودی کے لئے صبر کریں۔ (۲۷ نمبر ۷)

اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناقدری باعث وبال ہے

اس کے بعد تخریف اخروی کا بیان ہے کہ جب قیامت واقع ہوگی، اس دن کافر سخت مشکل اور مصیبت میں ہوں گے، خصوصاً وہ شخص جسے ہم نے مال و اولاد کے بغیر اس دنیا میں بھیجا اور پھر اسے مال و اولاد دے کر خوب کشادگی عطا کی، مگر وہ اپنے کفر پر مصر رہا، ایسے کافر سے ہم خود نمٹ لیں گے اور انتقام لیں گے۔

یہ آیات ولید بن مغیرہ سے متعلق اتری ہیں، جس کے پاس مال و اولاد کی کوئی کمی نہیں تھی اور وہ حق کو جان بھی چکا تھا، مگر محض اپنے نفس کو خوش کرنے کے لئے کفر پر مصر رہا۔ (۲۷ نمبر ۱۱-۱۷)

اس کے بعد جہنم اور ملائکہ جہنم کا تذکرہ ہے، جو انتہائی سخت جان ہوں گے۔ (۲۷ نمبر ۲۶-۳۱)
اس کے بعد جہنم کی مزید ہولناکی کو بیان کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اس جہنم میں ان لوگوں کو داخل کیا جائے گا، جنہوں نے کفر کیا اور جو نیکو کار ہوں گے، انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ (۲۷ نمبر ۳۲-۴۰)

اہل جنت کا جہنمیوں سے سوال

جنت میں جانے والے مومن جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ تمہیں کس جس چیز نے جہنم میں دکھایا؟ یہ جواب دیں گے:

(۱) ہم نمازوں وغیرہ کا اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔

(۲) ہم مساکین وغیرہ کو ان کا حق نہیں دیتے تھے۔

(۳) استہزاء کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی مل کر دین اسلام کا مذاق اڑاتے تھے۔

(۴) ہم روز آخرت کے منکر تھے، یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ (آیت نمبر ۴۰-۴۷)

قرآن نصیحت ہے

آخر میں قرآن کریم کے نصیحت ہونے کا بیان ہے کہ قرآن کریم ایک نصیحت ہے، اب جو بھی

چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ (آیت نمبر ۵۰-۵۶)

سورۃ قیامتہ

ما قبل سے ربط

مشرکین مسئلہ توحید کے علاوہ قیامت اور جزا و سزا کا بھی انکار کرتے ہیں، مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد اب سورۃ قیامتہ سے لے کر سورۃ طارق کے آخر تک علی نبیل الترتی قیامت کا ثبوت ہوگا اور چونکہ مسئلہ توحید اصل الاصول ہے، اس لئے ساتھ ساتھ بعض سورتوں میں اس کا بھی ذکر ہوگا۔

خلاصہ سورت

اثبات قیامت

سورت کی ابتدا میں قیامت کے ثبوت پر قسم کھائی گئی ہے اور اس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع کرنے پر قادر نہیں، تو خوب سن لو کہ ہم تو تمہارے پوروں کو بھی برباد کرنے پر قادر ہیں اور جب ہم اس پر قادر ہیں، تو ہڈیوں کو بھی جمع کرنے پر قادر ہیں۔ (آیت نمبر ۱-۴)

قیامت کے واقع ہونے کی منظر کشی

”یسئل ایان یوم القیامۃ“

مشرکین بطور انکار سوال کرتے تھے کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ اس کا جواب دیا گیا کہ جس دن آنکھیں حیران رہ جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائے گا، سورج اور چاند کو جمع کر دیا جائے گا، تب وہ

قیامت کا منظر ہوگا اور پھر کوئی بھی نفس بھاگ نہیں سکے گا، بلکہ سب کے سب کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونا پڑے گا اور پھر جو کچھ انسان نے کیا ہے، وہ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ (۲۷ نمبر ۱۵)

نزول قرآن کے وقت مکمل طور پر متوجہ ہونے کا حکم

”لا تتحرک به لسانک الا یہ“

آپ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ قرآن کے نازل ہونے کے وقت آپ پڑھنے میں جلدی نہ کیا کریں اور اسی وقت اس کو دھرانے میں مشغول نہ ہوا کریں، بلکہ نزول قرآن کے وقت آپ بس صرف قرآن کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوا کریں، کیونکہ ہمارے آپ سے تین وعدے ہیں:

(۱) اس قرآن کریم کو آپ کی زبان مبارک سے بیان کرنا ہمارا کام ہے۔

(۲) اس قرآن کو آپ کے سینے میں جمع کرنا بھی ہمارا وعدہ ہے۔

(۳) آپ کی زبان پر جاری کرنا بھی ہمارا کام ہے۔ (۲۷ نمبر ۱۶-۱۷)

ان آیات کا ماقبل سے ربط اور وافض کا پروپیگنڈہ

روافض کہتے ہیں کہ ان آیتوں کا ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ قرآن میں تغیر اور تبدل ہو چکا ہے اور ان آیتوں کو ان کے موزوں مقام سے اٹھا کر یہاں رکھ دیا گیا ہے، لیکن یہ اعتراض سراسر باطل ہے، کیونکہ یہ ترتیب تو قینی ہے، جو آپ ﷺ کے حکم سے آپ کی زندگی ہی میں مکمل ہو چکی تھی، اس پر امت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیۃ و سلام کا اجماع ہے اور قرآن میں تغیر و تبدل کا قول، قرآن مبین کی وضاحت کا قول کفر ہے۔

باقی رہی بات ان آیتوں کی سیاق و سباق سے مناسبت کی، تو اس میں کئی وجوہ ہیں، چنانچہ وجہ اول یہ ہے کہ ممکن ہے کہ گزشتہ آیتوں کے ساتھ ساتھ ہی آپ ﷺ نے پڑھنا شروع کیا ہو، تاکہ یاد ہو جائے اور کہیں کوئی لفظ آپ بھول نہ جائیں، اسی وقت یہ آیات نازل ہوئیں اور آپ ﷺ کو اس طرح پڑھنے سے روک دیا گیا۔

”کلاہل تعجون العاجلة“

یہاں سے دوبارہ ثبوت قیامت کی طرف اعادہ ہے اور اس بات کا بیان ہے کہ بروز قیامت کچھ چہرے تو تر و تازہ ہوں گے اور کچھ چہرے ایسے ہوں گے کہ لوگ یہ خیال کر رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائے گا، یعنی: سخت عذاب ہوگا اور اس کے بعد اس بات کا تذکرہ ہے کہ دنیا سے مفارقت ضروری ہے اور ہر ایک نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (آیت نمبر ۲۰-۳۰)

جہنم لے جانے والے جرائم

آخر میں ان لوگوں کے جرائم کی فہرست ہے جو جہنم کا عذاب بھگتیں گے:

(۱) بداعتقاد تھے۔

(۲) بداعمال تھے۔

(۳) اہل حق کی تکذیب اور ان کا براہ استہزاء۔ (آیت نمبر ۳۱-۳۵)

اس طرح بعثت بعد الموت کے حوالے سے اس بات کو بیان کیا ہے کہ کیا یہ انسان آج سے قبل نطفے کی صورت میں تھا؟ پھر اسے خون کا لٹھڑا بنایا اور پھر مکمل انسان بنایا اور پھر اس سے مذکر اور مؤنث جوڑوں کو پیدا کیا، تو جب وہ خدا اس قدر کرنے پر قادر ہے تو پھر وہ خدا مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ (آیت نمبر ۳۶-۴۰)

سورہ دھر

ما قبل سے ربط

سورہ قیامتہ میں منکرین قیامت کو تنخویف سنائی گئی تھی اور زجر و شکوہ کیا گیا تھا کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی ہڈیاں جمع نہیں کر سکیں گے، اب سورہ دھر میں ابطو رزقی ایک تفصیلی نمونہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو پہلے انسان کچھ بھی نہیں تھا، پھر اس کو ایک معمولی قطرے سے پیدا کر کے سمیع و بصیر بنایا تو اس سے معلوم ہوا کہ بے شک اللہ تعالیٰ انسان کی نہاۃ آخرہ پر بھی قادر ہے۔

خلاصہ سورت

سورت کی ابتداء میں اس بات کا بیان ہے کہ جیسے پہلے انسان نہیں تھا، اسے پیدا کیا، اسی طرح ابھی قیامت کا نام نہیں، مگر بعد میں قائم ہوگی، پھر کافروں کے لئے جہنم اور مؤمنوں کے لئے جنت کی بشارت کا تفصیلی بیان ہے۔ (آیت نمبر ۲۲)

کامیابی کے اصول

آخر میں کامیابی کے چند اصول بیان کئے گئے ہیں:

(۱) صبر

(۲) ترک مہلکت

(۳) نمازوں کا اہتمام

سورہٴ مرسلات

ما قبل سے ربط

سورہٴ دھر میں انسان کے پیدا ہونے کو نمونے کے طور پر ذکر کیا گیا، تا کہ حشر و نشر کا مسئلہ سمجھایا جاسکے، اب سورہٴ مرسلات میں ترقی کرتے ہوئے حشر و نشر کے بعد ثواب و عذاب کا نمونہ ذکر کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں مختلف نوعیتوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں اور ان قسموں کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح ہوا میں کبھی سختی اور کبھی نرمی ہوتی ہے، کبھی اٹھاتی ہے اور کبھی جدا کرتی ہے، اسی طرح قیامت کے دن بھی لوگوں کے حالات مختلف ہوں گے، مؤمنوں کے ساتھ نرمی اور کفار کے ساتھ سختی ہوگی۔

پارہ نمبر ۳۰

سورہ نبأ

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

سورہٴ مرسلات میں مختلف نوعیتوں والی ہواؤں کی قسم کھا کر یہ بتایا گیا تھا کہ جس طرح ہوائیں مختلف نوعیتوں کی ہوتی ہیں، اسی طرح قیامت والے دن لوگوں کے احوال بھی مختلف ہوں گے، بعض تو جنت کے مستحق ہوں گے اور بعض جہنم میں ڈالے جائیں گے، سورہٴ نبأ میں بھی بروز قیامت پیش آنے والے حالات کا تذکرہ ہے، مگر پہلے اللہ تعالیٰ نے انعامات کو بیان فرمایا ہے اور مصائب کا تذکرہ قیاساً چھوڑ دیا ہے، یعنی دنیوی مصیبتوں کو دنیوی نعمتوں پر قیاس کر لو کہ مصیبتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتی ہیں اور انعامات بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہوتے ہیں، تو جس طرح دنیا میں انعامات اور مصائب ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی کسی پر انعامات ہوں گے اور کسی کو عذاب دیا جائے گا۔

نیز سورت کے آخرت میں وحدانیت باری تعالیٰ کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہی زمین و آسمان کا مالک اور مختار کل اور وہی تمام تر تصرفات کا اختیار رکھتا ہے اور بروز قیامت کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے سفارش نہیں کرے گا۔

سورہٴ نازعات

ما قبل سے ربط

سورہٴ نبا میں انعامات ذکر کئے گئے اور مصائب کا ذکر ترک کیا گیا، تاکہ وہ مقابستہ مفہوم ہو جائے، اس میں اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا، مؤمنوں پر انعامات ہوں گے اور کافروں پر عذاب ہوگا، اب سورہٴ نازعات میں بطور ترقی اس کا نمونہ ذکر کیا گیا کہ جس طرح دنیا میں روح قبض کرتے وقت فرشتے مؤمنوں کے ساتھ نرمی اور کافروں کے ساتھ سختی کرتے ہیں، اسی طرح آخرت میں فرشتے مقرر کئے جائیں گے، جو مؤمنوں کو یکثبات (بانات) میں داخل کریں گے اور کافروں کو طرح طرح کا عذاب دیں گے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں سب سے پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح ملائکہ روح قبض کرتے وقت مؤمنوں کے ساتھ نرمی اور کافروں کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتے ہیں، اسی طرح روز آخرت میں بھی یہ فرشتے مؤمنوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں داخل کریں گے، کیونکہ یہ کافر بعث بعد الموت کا انکار کرتے تھے۔

تاریخ سے سبق کھینچنا چاہیے

اس کے بعد حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کے غرق ہونے کا تذکرہ ہے اور اس عبرت ناک قصے کو بیان کر کے اس بات کی نصیحت کی گئی ہے کہ غرور و تکبر نہ کرو، بلکہ گزشتہ تاریخ سے سبق لیکھو۔

مؤمن اور کافر کی قبض روح کا فرق

کافر اور مؤمن کی قبض روح سے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ کافر کی روح اس قدر تکلیف سے نکالی جاتی ہے جیسے کسی اون میں کانٹے دار شاخ کو رکھا جائے اور پھر اوپر سے اس اون پر پانی ڈال دیا جائے اور پھر اس میں سے اس کانٹے دار شاخ کو کھینچا جائے تو انتہائی مشکل ہوتا ہے، ایسی ہی مشکل سے کافر کی روح بھی قبض کی جاتی ہے اور مؤمن کی روح اس قدر آسانی کے ساتھ نکالی جاتی ہے جیسے ایک مشکیزہ اوپر کی طرف لٹکا ہوا ہو، صرف آگے سے منہ کھولیں گے، تو پانی سارا باہر آ جائے گا، ایسی ہی آسانی سے مؤمن کی روح قبض کی جاتی ہے۔

پھر روح نکالنے کے لئے آنے والے فرشتے اگر بندہ نیکو کار ہو، تو جنت سے کپڑے لے کر آتے ہیں اور اگر بدکار ہو، تو جہنم سے بدبودار قسم کی ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور آخر میں کائنات کے نظام کی تخلیق کو بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد قیامت کا تذکرہ ہے، جس میں اشارہ اس طرف ہے کہ عالم کا یہ سارا نظام عارضی ہے۔

سورہ عبس

ما قبل سے ربط

سورہ نازعات میں شرکین کو عذاب دیئے جانے کا ذکر تھا، اور اب سورہ عبس میں بھی کفار اور

مشرکین کو عذاب دیئے جانے کا بیان ہے، مگر مزید ترقی کے ساتھ کہ وہ قیامت کا دن اس قدر سخت ہو گا کہ ہر ایک ”نفسی نفسی“ کہے گا اور دوسروں سے دور بھاگے گا۔

خلاصہ سورت

شان نزول

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ ایک بار آپ ﷺ بعض رؤسائے مشرکین کو سمجھا رہے تھے، اتنے میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ؓ (ناپیدا صحابی) حاضر ہوئے اور کچھ پوچھا، یہ قطع کلامی آپ ﷺ کو ناگوار گزری، جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے ان صحابی کی طرف التفات نہ فرمایا، پھر جب آپ ﷺ اس مجلس سے اٹھ کر گھر کی طرف جانے لگے تو آپ پر وحی کے آنا نمودار ہونے لگے اور یہ ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

تعلیم میں وجہ ترجیح حقیقی طلب ہے

اس واقعے کے بعد جب بھی آپ ﷺ کے پاس وہ صحابی آتے تو آپ ﷺ ان کی بڑی خاطر داری فرماتے، آپ ﷺ ایک حکمت کے تحت علاج فرما رہے تھے، ایک شرک و کفر کا مریض تھا اور دوسرا مسلمان تھا اور ایک عام مسئلہ پوچھ رہا تھا، آپ ﷺ نے شدت مرض کی طرف توجہ دی، اس پر قرآن کریم نے ایک نئے قانون کی طرف راہنمائی فرمائی کہ ٹھیک ہے دنیا کا یہی قانون ہے، مگر یہ قانون اس کے لئے ہے جو حکیم کو تسلیم بھی کرتا ہو یعنی نبی پر ایمان رکھتا ہو، اگرچہ اس کا مرض شدید نہیں ہے، لیکن آپ اسی کی طرف توجہ کریں، کیونکہ وہ حقیقی طلب کا حامل ہے۔

الغرض ان آیات میں اس بات کا درس ہے کہ تعلیم میں وجہ ترجیح شدہ مرض اور دولت نہیں، بلکہ طلب ہے۔

”من ای شئی خلقه“

حاصل یہ ہے کہ آخر مالدار اور غریب میں وجہ ترجیح کیا ہے، جبکہ دونوں کی خلقت

ایک ہی طرح سے ہے؟

”ثم امامه فاقبره“

اسی طرح دونوں کی ابتدا اور انتہا بھی ایک ہی ہے، پھر آخر ان دونوں میں کوئی وجہ ترجیح ہے؟ آخر میں قیامت کی ہولناکی کا تذکرہ ہے۔

سورہ تکویر

ما قبل سے ربط

سورہ عیس میں قیامت کی ہولناکی کا بیان تھا، اب سورہ تکویر میں اس بات کا تذکرہ ہوگا کہ قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد تم لوگ سیدھے اپنے اپنے ٹھکانے میں جاؤ گے اور ہمیشہ کے لئے وہیں رہو گے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں کل بارہ احوال بیان کئے گئے ہیں، جن میں سے ۱۶ احوال کا ظہور فقہ اولی کے بعد ہوگا اور ۶ کا فقہ ثانیہ کے بعد ہوگا۔

فقہ اولی کے بعد پیش آنے والے احوال قیامت

وہ چھ احوال جن کا ظہور فقہ اولی کے بعد ہوگا درج ذیل ہیں:

(۱) سورج پلٹ دیا جائے گا۔

(۲) ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے۔

تمام ستاروں میں ایک کشش ہے، جس کی وجہ سے یہ کھڑے ہیں اور ایک دوسرے کو کھینچ رہے ہیں، جس کی وجہ سے یہ کھڑے ہیں اور اصل کشش سورج کی ہے، جب اس کی کشش ختم کر دی جائے گی، تو سارے ستارے گر پڑیں گے۔

(۳) پہاڑ چلا دیئے جائیں گے۔

(۴) دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بے کار چھوڑ دی جائیں گی۔

(۵) حیوانات جمع کئے جائیں گے۔

(۶) سمندروں کو پانی سے پر کر دیا جائے گا۔

نصف ثانیہ کے بعد پیش آنے والے احوال قیامت

وہ چھ احوال جو نصف ثانیہ کے بعد ظہور پذیر ہوں گے درج ذیل ہیں:

(۱) روحوں کو بدنوں سے ملا دیا جائے گا۔

(۲) مردوں کو زندہ کیا جائے گا اور زندہ درگور کی جانے والی بچیوں سے قتل کا سبب پوچھا جائے گا۔

(۳) اعمال نامے کھولے جائیں گے۔

(۴) آسمان چھیلے جائیں گے۔

(۵) جہنم کو مزید دھکا دیا جائے گا۔

(۶) جنت کو قریب کیا جائے گا۔

عظمت قرآن اور صفات جبرئیل

ان تمام احوال کی قسم اٹھا کر قرآن کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے کہ یہ قرآن کسی شیطان مردود کی کبھی ہوئی بات نہیں، بلکہ ایک معزز فرشتے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے لایا ہوا کلام ہے اور فرشتہ (جبرئیل) ایسا ہے، جو نہایت قوی ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی مرتبہ ہے، آسمانوں میں اس کا کہا جاتا ہے اور امانت دار ہے۔

سورۃ انفطار

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

سورۃ نکویر میں یہ مذکور ہوا تھا کہ تم سب اپنے اپنے مقامات کی طرف سیدھے چلو گے اور پھر ہمیشہ انہی ٹھکانوں میں رہو گے، اب سورۃ انفطار میں فرمایا کہ ”وَمَا هُمْ عَنْهَا بغائبین“ یعنی وہ لوگ اپنے ٹھکانوں سے کبھی نہ نکلیں گے اور میدان محشر سے کوئی نہیں بھاگ سکے گا۔

سورہ مطفقین

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

اس سے قبل دوزخ کے عذاب کا ذکر تھا، اب اس بات کا بیان ہے کہ اگر عذاب سے بچنا چاہتے ہو، تو اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کو درست رکھو، اسی طرح ما قبل میں اس بات کا بیان تھا کہ تم دوزخ سے کبھی نہ نکل سکو گے، اب اس بات کا بیان ہوگا کہ کوئی بھی سزا سے نہیں بچ سکے گا، کیونکہ ان کے ناموں کی فہرست موجود ہے۔

اعمال کا ٹھکانہ

نیز اس سورت سے کافروں، مشرکوں اور فاجروں کے اعمال کے ٹھکانوں کا تذکرہ ہے کہ ان کے اعمال مقام ”نحیم“ میں محفوظ ہیں اور اہل ایمان کے اعمال مقام ”علین“ میں محفوظ ہیں۔

سورہ انشقاق

ما قبل سے ربط

مطففین میں اہل نحیم اور اہل علین کا بیان تھا، اب دونوں گروہوں کے امتیاز کا بیان ہوگا۔

خلاصہ سورت

اہل علین اور اہل نحیم کے احوال

اس سورت میں اہل علین اور اہل نحیم کے احوال کو ذرا تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ قبر سے اٹھتے ہی میدان محشر میں پہنچنے سے پہلے ہی اعمال ناموں کے مطابق ہر ایک کو پرچی مل جائے گی۔ نیز جن لوگوں کو اعمال نامے دائیں ہاتھ میں ملیں گے، ان کا حساب و کتاب نہایت سہل ہوگا اور خوشی خوشی اہل جنت سے جا ملیں گے اور جن کو اعمال نامے بائیں ہاتھ میں ملیں گے، وہ اسی وقت موت کو پکاریں گے، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور پھر وہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، کیونکہ یہ لوگ دنیا میں آخرت سے بے غم رہا کرتے تھے، کیونکہ انہیں قیامت کا یقین نہیں تھا، بلکہ یہ لوگ قیامت کے منکر

تھے۔ (آیت نمبر ۱۵)

کافروں پر پیش آنے والے حالات کا مقتضی

اس کے بعد قیامت کے احوال کو ذکر کیا ہے کہ جس طرح یہ کافر و شرک، اور فاسق و فاجر لوگ گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں، آج بروز قیامت ان پر بھی باری باری مختلف احوال آئیں گے، ان احوال کا مقتضی تو یہ ہے کہ یہ لوگ خائف ہوں اور ایمان لے آئیں، مگر یہ لوگ تو جب قرآنی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، تو جھگڑتے ہیں، قرآن کی تکذیب کرتے ہیں، پس ایسے لوگوں کو سخت ترین عذاب کی بشارت دے دو۔

سورہ بروج

ما قبل سے ربط

ما قبل میں قیامت کے احوال کا بیان تھا، اب احوال قیامت پر شواہد کو اور تنویہات کو بیان کیا جائے گا۔

خلاصہ سورت

ایک ظالم بادشاہ کا قصہ

اس سورت میں ایک ظالم بادشاہ کے قصہ کا اجمالاً تذکرہ ہے۔ قصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ تھا، جو ایک صنم کی عبادت کیا کرتا تھا اور لوگوں کو بھی اس کی عبادت پر مجبور کرتا تھا، اس نے بڑی بڑی خندقیں کھود کر ان میں کافی ایندھن ڈلو کر آگ بھڑکائی، جو شخص بھی بت کی پوجا سے انکار کرتا، اسے اس آگ میں ڈال دیا جاتا، اسی اثنا میں ایک عورت کو پکڑ کر لائے، جس کی کود میں ایک بچہ تھا، اس عورت سے انہوں نے کہا کہ اگر تو بت کی پوجا نہیں کرے گی تو تیرا بچہ آگ میں ڈال دیا جائے گا، مگر اس عورت نے ان کی دھمکی سے کوئی اثر نہ لیا اور شرک کرنے پر رضامند نہ ہوئی، آخر ظالموں نے اس کا بچہ چھین کر آگ میں پھینک دیا، قریب تھا کہ عورت کے دل میں کمزوری آجائے، بچے نے آگ کے اندر سے آواز بلند

کی کہ اے ماں! بغیر کسی کھٹک کے اندر آ جا، اگرچہ بظاہر آگ میں ہوں، مگر میرے لئے یہ آگ باغ و بہار بن چکی ہے، چنانچہ اس عورت نے بھی اس آگ میں چھلانگ لگا دی اور وہ مشرک خندقوں پر بیٹھے یہ سب نظارے کر رہے تھے۔

پس اس سورت میں اس بادشاہ اور اس کے حواریوں کے مغضوب ہونے کا بیان ہے۔

ثبوت قیامت پر پہلا استدلال

”والسمااء ذات البروج“ یہ ثبوت قیامت پر پہلی دلیل ہے، جس طرح یہ آسمان تمہارا احاطہ کئے ہوئے ہے اور تم اس سے کہیں بھاگ نہیں سکتے، اسی طرح تم لوگ اللہ کے عذاب سے نہیں بھاگ سکتے۔

دوسرا استدلال

”والیوم السموعود“ یہ ثبوت قیامت پر دوسری دلیل ہے، جس طرح قیامت کا یوم موعود نہایت سخت اور ہولناک ہوگا، اسی طرح اس دن مجرمین پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بھی سخت ہوگی۔

تیسرا استدلال

”وشاہد ومشہود“ یہ ثبوت قیامت پر تیسرا شاہد ہے۔ شاہد سے مراد وہ کفار ہیں جو دنیا میں مسلمانوں کو تکلیفیں دیا کرتے تھے اور مشہود سے مراد وہ مسلمان ہیں، جنہیں تکلیفیں دی جاتی تھیں اور یہ شاہد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سخت عذاب دے گا اور اس دن مسلمان کفار کے عذاب کے شاہد ہوں گے اور وہ لوگ مشہود۔

سورہ طارق

ما قبل سے ربط

سورہ بروج میں احوال قیامت پر شاہد اور تنخویفات کا بیان تھا، اب سورہ طارق میں اس بات کا بیان ہوگا کہ ایسے شاہد اور واضح بیانات کے باوجود وہ لوگ نہیں مانتے، بلکہ جھٹلاتے ہیں تو ”فمہمل

الکفرین“ آپ ان کو ذرا سی اور مہلت دے دیں، پھر بھی اگر نہ مانیں، تو ان کی پکڑ ہوگی اور عقوبت ضرور آئے گی، چاہے مرنے کے بعد ہو، یا پھر قبل از موت۔

خلاصہ سورت

اس سورت کا حاصل یہ ہے کہ یہ لوگ اگر اپنی اصل پر غور کرتے، تو سخن کا راستہ اختیار نہ کرتے، اللہ نے ان کو ایک ناپاک قطرے سے پیدا کیا اور پھر اتنا اشرف بنایا اس اصل پر غور کرتے تو تکبر نہ کرتے۔

سورۃ اعلیٰ

ما قبل سے ربط

مشرکین کا آپ ﷺ سے اختلاف دو نہایت اہم مسئلوں میں تھا، پہلا مسئلہ تو حید سے متعلق تھا اور دوسرا مسئلہ حشر و نشر اور جزا و سزا سے متعلق تھا، سورۃ طارق تک مسئلہ قیامت کا بیان تھا اب سورۃ اعلیٰ سے لے کر آخر تک مسئلہ تو حید کا بیان ہوگا، مسئلہ تو حید سے مشرکین کے اعراض کی بڑی وجہ دنیوی عیش و عشرت میں انہماک ہے، اس لئے مسئلہ تو حید کے ساتھ ساتھ تہذیب فی الدنیا کا مضمون بھی کہیں کہیں مذکور ہوگا، بعض سورتوں میں دونوں مضمون مذکور ہوں گے اور بعض میں صرف ایک اور بعض میں صرف تنخویف کا ذکر ہوگا۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں مرکزی مضمون دو ہیں:

(۱) مسئلہ تو حید۔

(۲) تہذیب من الدنیا۔

مسئلہ تو حید کے لئے دو باتوں کا اعتقاد رکھنے کا حکم

مسئلہ تو حید کے لئے دو باتوں کا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا گیا:

(۱) اللہ تعالیٰ کو تمام شریکوں سے پاک اور منزہ سمجھو اور اس کی تسبیح بیان کرو، کیونکہ وہی رازق، وہی خالق اور وہی قرآن کریم عطا کرنے والا ہے۔

(۲) اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

ان عقائد کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔

اس کے بعد آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ اگر کوئی امانت نہیں کرتا، تب بھی آپ مسئلہ توحید اور عقیدہ علم غیب کی تبلیغ کریں، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دو فریق بن جائیں گے، ایک اللہ سے ڈرنے والے، جو اس نصیحت کو ضرور قبول کریں گے اور محروم لوگ اعراض کریں گے، اول فریق کامیاب ہوگا اور دوسرا فریق ناکام ہوگا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (۲۴ نمبر ۱۵)

دنیا سے بے رغبتی کا ذکر

”بَلْ تَوْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا“

یہاں سے دوسرے مضمون کا بیان ہے، یعنی: دنیا سے بے رغبتی دلائی گئی ہے کہ اصل گھر آخرت کا ہے، اس لئے دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح مت دو۔

سورہ عاشیہ

ما قبل سے ربط

سورہ اعلیٰ میں مسئلہ توحید مذکور ہوا اور ساتھ میں تڑہید من الدینا کو بھی بیان کیا، اب سورہ عاشیہ میں تحویفات اخرویہ اور ربثارت کا بیان ہوگا۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں دو فریقوں کو تذکرہ ہے:

(۱) خوشنما چہرے والے (جنتی)۔

(۲) بد نما چہرے والے (جہنمی)۔

اور آخر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ توحید سے منہ موڑنے کی سزا جہنم ہے۔

سورہ فجر

ما قبل سے ربط

سورہ اعلیٰ کے دو مضمونوں میں سے دوسرے مضمون کو یہاں بیان کیا گیا ہے اور دنیا کی بے ثباتی اور حقارت کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ سورت

ابتدائے سورت میں درج ذیل چیزوں کی قسم کھائی ہے:

(۱) فجر کی

(۲) بارہ کت راتوں کی یعنی ذی الحجہ کے ابتدائی عشرے کی

(۳) ہفت اور طاق (نمازوں) کی

(۴) رات کی جب وہ ڈھل جائے

اور جو اب قسم محذوف ہے کہ قسم ہے ان چیزوں کی منکرین کو ضرور سزا ہوگی۔ (۲۷ نمبر ۵)

گذشتہ اقوام کے دنیاوی احوال

اس کے بعد قوم شمود اور فرعون کے دنیاوی احوال کا بیان ہے کہ جب ان اقوام نے اللہ کے عطا کردہ انعامات کی ناشکری کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام اقوام کو تباہ کر دیا، کیونکہ یہ اقوام دنیا میں ایسی مشغول ہو گئی تھیں کہ یتیموں کا بھی اکرام نہیں کرتے تھے، خود اکرام کرنا تو دور کی بات، یہ تو دوسرے کے اکرام کرنے کو بھی پسند نہیں کرتے تھے اور کسی کو ترغیب دینا تو دور کی بات، یہ لوگ تو خود یتیموں کا مال کھاتے تھے اور یہ تمام بیماریاں ان لوگوں میں اس لئے تھیں، کیونکہ ان لوگوں کو مال و دولت اور دنیا سے بے حد محبت تھی۔ (۲۷ نمبر ۶-۲۰)

اس کے بعد آخر میں روزِ محشر کی منظر کشی کی گئی ہے اور نفس مطمئنہ کے لئے بشارت کا بیان

ہے۔ (۲۷ نمبر ۲۱-۳۰)

سورہ بلد

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

مال خرچ کرنے کا حکم

گذشتہ سورت میں مال و دولت اور دنیا کی محبت کی مذمت مذکور ہوئی، اب سورہ بلد میں مال کے صحیح مصارف ذکر کئے گئے ہیں کہ دولت کو جمع کرنے اور اس کو بچا بچا کر رکھنے ہی میں نہ لگے رہو، بلکہ جہاں اللہ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں خرچ بھی کرو، اگر بے مصرف خرچ کرو گے، تو اس کا کوئی فائدہ نہیں اور جائز مصرف میں بھی اس وقت فائدہ ہوگا، جب خرچ کرنے والا مؤمن ہوگا، بغیر ایمان کے خرچ کرنا بھی بے فائدہ ہے۔

انسان کی تخلیق کی کیفیت

”لقد خلقنا الانسان في كبد“

ہم نے انسان کو مشقت سے پیدا کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ کبھی مرض میں، کبھی رنج و غم میں اور کبھی فکر میں مبتلا رہتا ہے اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ انسان میں عجز و در ماندگی پیدا ہوتی اور وہ خود کو بستہ حکم قضا سمجھ کر مطیع اور تابع رضارہتا، لیکن انسان کا فر بھول میں پڑا اور اس نے ناشکری کی، بس پھر ایسوں کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے۔

سورہ شمس

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

عقائد کا فرق

اس سورت میں سورہ اعلیٰ کے پہلے مضمون، یعنی: مسئلہ توحید کا اعادہ کیا گیا ہے اور وہ اس طور پر کہ اس سورت میں تفرقہ فی الاعتقاد کا بیان ہے کہ طیب و پاک لوگوں کا اعتقاد اور ناپاک اور خبیث لوگوں کا اعتقاد دونوں برابر نہیں ہو سکتے، پہلوؤں کے لئے کامیابی اور دوسروں کے لئے ناکامی ہے۔

سورہ نیل

ماقبل سے ربط اور خلاصہ سورت

اعمال کا فرق

اس میں سورہ اعلیٰ کے دوسرے مضمون یعنی: تڑہید من الدینا کا اعادہ کیا گیا ہے اور وہ اس طور پر کہ اس سورت میں تفرقہ بین الاعمال کا مضمون مذکور ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ نیک و بد، نئی و پختل اور مصدق و مکتذب دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔

سورہ ضخیٰ والما نشرح

ماقبل سے ربط

ماقبل میں مسئلہ توحید اور تڑہید من الدینا کے مضامین کو بیان کیا گیا تھا اور اب ان سورتوں میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تسلی کا بیان ہے۔

شان نزول

سورہ ضخیٰ کا سبب نزول یہ ہے کہ ایک بار کسی بیماری کی وجہ سے آپ ﷺ دو تین شب نہیں اٹھے، ایک کافر نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان (العیاذ باللہ) نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، اور اتفاق سے وحی آنے میں بھی دیر ہو گئی تھی، اس پر دوسرے مشرکین نے بھی کہا کہ ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا ہے، اس پر سورت نازل ہوئی اور آپ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ان مشرکوں کی خرافات اور لغویات سے محزون نہ ہوں، کیونکہ آپ کو آپ کے رب نے نہ چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے دشمنی کی ہے، بلکہ آپ برابر نعمت وحی سے مشرف رہیں گے اور یہ شرف و کرامت آپ کے لئے دنیا میں ہے اور ربی بات آخرت کی بقا آخرت آپ کے لئے دنیا سے حد درجہ بہتر ہے۔

آپ ﷺ پر تین انعامات

اس بعد آپ ﷺ کی مزید تسلی کے لئے تین انعامات یاد دلانے گئے:

(۱) آپ یتیم تھے، آپ کی پرورش کی۔

(۲) آپ بے خبر از علم شریعت تھے، آپ کو شریعت کا علم دیا۔

(۳) آپ نادار تھے، آپ کو مالدار بنایا۔

انعامات کا شکر ادا کرنا

اور پھر ان انعامات کے شکریہ کے طور پر درج ذیل احکامات دیئے گئے:

(۱) یتیم پر سختی نہ کیجیے۔

(۲) سائل کو برا مت کہیے۔

(۳) اپنے رب کے انعامات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

صحابہ ﷺ کے حوالے سے تسلی کا بیان

کفار نے حضرات صحابہ کرام ﷺ کے حوالے سے آپ ﷺ کو طعنہ دیا کہ آپ کے پاس رہنے والوں کے پاس مال نہیں، اس پر آپ ﷺ غمزہ ہوئے تو بطور تسلی سورہ الم نشرح نازل ہوئی اور تسلی دی گئی کہ جس خدا نے آپ کو اس قدر انعامات سے نوازا ہے۔ وہی خدا ان مؤمنوں کے مصائب کو بھی دور کرے گا۔

سورہ تین

ما قبل سے ربط

کامیابی، ایمان اور عمل کے ساتھ مختص ہے

سورہ نضحیٰ اور سورہ الم نشرح میں آپ ﷺ اور حضرات صحابہ کرام ﷺ کے لئے تسلی کا بیان تھا، اب سورہ تین میں اس بات کا ذکر ہے کہ کسی بھی انسان کی کامیابی، رفعت اور بلندی اس کے ایمان اور عمل کے ساتھ مختص ہے۔

خلاصہ سورت

بعث بعد الموت پر انوکھا استدلال

اس سورت میں دو کثیر الشفع درختوں (انجیر اور زیتون) اور دو بامرکت جگہوں (طور سینا اور مکہ معظمہ) کی قسم کھا کر یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے اور پھر اس کے بعد اس انسان کو اللہ تعالیٰ انتہائی پستی کی حالت کی طرف لے جاتا ہے، یعنی بڑھاپے میں مبتلا کر دیتا ہے، اس سے مقصد موت کے بعد اٹھائے جانے پر دلیل ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ پیدا کرنے پر قادر ہے، پھر جوانی کے بعد بڑھاپے میں مبتلا کرتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔

درختوں کی قسم اور مقصود میں مناسبت

درختوں کی قسم کو مقصود کے ساتھ مناسبت ظاہر ہے، کیونکہ درختوں کی نشوونما بھی اسی طرح ہوتی ہے اور پھر وہ سوکھ کر کٹنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور پھر دونوں جگہیں چونکہ محل نزول وحی ہیں، تو اس کو مجازاً آخرت سے مناسبت ہے، کیونکہ مجازاً فی الآخرة کا علم وحی ہی کے ذریعے ہوا ہے۔

”الا الذین امنوا..... الایة“

یعنی یہ انقلاب اپنی جگہ، مگر جو لوگ ایمان قبول کرتے ہیں اور اعمال صالحہ کرتے ہیں تو وہ اونچے درجوں پر فائز ہوتے ہیں۔

”فما یکذبک بعد بالذین“

جب اللہ تعالیٰ تخلیق و تغلیب احوال (احوال بدلنے) پر قادر ہے تو پھر اے انسان! کس چیز نے تجھے قیامت کے بارے میں منکر بنا رکھا ہے!!

سورہ معلق

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

حصول ایمان کے لئے تعلق بالقرآن ضروری ہے

ما قبل میں ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر تھا، اب اس بات کا بیان ہے کہ اگر ایمان حاصل کرنا

ہے تو قرآن کریم کو پڑھا کرو اور اس کی تلاوت پر دامت اختیار کرو۔

سورہ قدر

ما قبل سے ربط

سورہ علق میں تلاوت قرآن پاک کا حکم دیا گیا تھا، اب سورہ قدر میں قرآن کریم کی عظمت کا بیان ہے۔

خلاصہ سورت

قرآن کی بدولت شب قدر کو عظمت ملی

قرآن کریم بڑی عظمت والی اور بڑی بابرکت کتاب ہے، اس کو پڑھا کرو، قرآن کی عظمت اور برکت سے اس رات کو بھی بہت بڑا شرف حاصل ہوا، جس رات میں یہ کتاب نازل ہوئی، چنانچہ وہ ایک رات (شب قدر) ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے، لہذا قرآن کریم کی عظمت کو دل میں بٹھاؤ۔

سورہ بینہ

ما قبل سے ربط

سورہ قدر میں قرآن کریم کی عظمت کا بیان تھا، اب سورہ بینہ میں کفار و مشرکین کے عناد پر شکوہ کا بیان ہے جو ایسی عظیم الشان کتاب سے اعراض کرتے ہیں۔

خلاصہ سورت

ضرورت قرآن

اس سورت کا خلاصہ ضرورت قرآن کریم ہے بایں معنی کہ جو لوگ خود کو کسی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے، ان کی تین جماعتیں تھیں:

(۱) یہود

(۲) نصاری

(۳) مشرکین

ان کو حق ملنا بہت ہی مشکل تھا، کیونکہ ان کے علماء تک گمراہ ہو چکے تھے، یہاں تک کہ تو حید جیسے بد بھی مسئلہ میں بھی شک پیدا ہو گیا تھا، لہذا نزول قرآن کے علاوہ کوئی اور ہدایت کی صورت نہ تھی اور خود ان لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ جب تک ان کے پاس واضح برہان نہیں آ جاتی، یا اللہ کی طرف رسول مبعوث نہیں ہوتا جو ان کو پاکیزہ کتاب کی تعلیم دے اور تبلیغ کرے، اس وقت تک یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، پھر جب یہ سب کچھ ہو چکا اور حق و باطل کے درمیان امتیاز قائم ہو گیا، تو اب جو لوگ حق کو نہیں مانتے اور آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں، تو وہ محض ضد اور عناد کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں۔

راستے صرف دو ہی ہیں

”ان الذین کفروا من اهل الكتاب“

یعنی رسول اور کتاب تو آچکے، اب دو ہی راستے ہیں، جسے چاہا اختیار کر لو، مگر پہلے دونوں کا نتیجہ بھی سن کو کہ جنہوں شرک اور کفر کو اختیار کیا، وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور جو ایمان قبول کریں گے، وہ جنت میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوگا۔

سورہ زلزال

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں کفار کے عناد پر شکوہ مذکور تھا، اب اس سورت میں کفار کے عناد پر تحریف اخروی کا ذکر ہے۔

خلاصہ سورت

بروز قیامت انسانوں کی حالت

اس سورت کا خلاصہ آخرت کی ہولناکی بیان کرنا ہے کہ یہ سارے خزانے زمین اگل دے گی،

لیکن انسان اپنی میں پڑا ہوگا اور کسی کو بھی ان خزانوں کی طرف توجہ نہیں ہوگی۔

”یومئذ تحدث اخبارها“

زمین اس دن اپنی خبروں کو اگل دے گی، جیسے کیسٹ ہے، کھول کر دیکھو تو اندر کوئی بات نظر نہیں آتی، لیکن جب اس کو مشین میں ڈالا جاتا ہے تو سب کچھ بتا دیتی ہے، یہی حساب زمین کا بھی ہوگا۔

سورۃ عادیات

ما قبل سے ربط

زلزال کے آخر میں دو طبقوں کا ذکر تھا، نیکو کار اور بدکار، اب عادیات میں انسان کی ناشکری کا بیان ہے۔

خلاصہ سورت

انسان کی ناشکری، اس کا سبب اور علاج

اللہ نے قسمیں کھا کر انسان کی ناشکری کو بیان فرمایا، گھوڑوں کی قسم سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہ جانور ہو کر اپنے مالک کے کتنے فرمانبردار ہوتے ہیں مگر انسان اپنے پروردگار سے اعراض کرتا ہے اور ناشکری کرتا ہے۔ (آیت نمبر ۱-۶)

اس کے بعد مرض کا سبب بیان ہوا کہ اس کی ناشکری کا سبب مال و دولت کی محبت ہے۔ (آیت نمبر ۸)

اور ”افلا یعلم اذا بعث مافی القبور“ یہاں سے اس کا علاج بتایا ہے کہ اگر یہ انسان بعث بعد الموت کا یقین کر لے تو وہ ناشکری نہ کرے۔ کیونکہ بعث بعد الموت کا پختہ عقیدہ رکھنے کے بعد اسے اپنے اعمال کی جوابدہی کی بھی فکر ہوگی اور یوں وہ اللہ کی ناشکری سے اجتناب کرے گا۔

سورۃ قارۃ

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں انسان کی ناشکری کا بیان تھا، اب ظالموں اور ناشکروں کے لئے تنبیہ

اخروی کا ذکر ہے۔

خلاصہ سورت

احوال قیامت

اس سورت میں قیامت کے دن کی شدت کو بیان کیا گیا ہے۔
 علماء مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قارعتہ قیامت کے مختلف ناموں میں سے ایک نام ہے، قیامت کے دن نفع صوری شدید آواز کے علاوہ اجرام علویہ اور سفلیہ کے تصادم سے بھی نہایت ہولناک شور مچا ہوگا، اس لئے اسے ”القارعتہ“ کہا گیا اور آخر میں نیکوکاروں کے لئے اچھے اور برے ٹھکانے کا تذکرہ ہے۔

سورہ نکاث

ما قبل سے ربط

ما قبل میں تنويفات اور تبشیرات کا بیان تھا، دنیا سے بے رغبتی اور مسئلہ توحید کا اعادہ ہوگا۔

خلاصہ سورت

مرض نکاث و تفاخر اور اس کا علاج

اس سورت میں اس بات کا بیان ہے کہ انسان کو مال و دولت کی کثرت اور اس پر فخر نے اس قدر غافل کر دیا ہے کہ مرتے وقت بھی یہی کہتا ہے کہ ”ہائے بہتات“۔ (آیت نمبر ۲۱)
 اس کے بعد اس مرض نکاث اور تفاخر کا علاج مذکور ہے کہ اگر تم آخرت کے دن پر یقین رکھتے، تو کبھی غافل نہ ہوتے، کیونکہ اس دن تمام لوگوں سے دنیوی انعامات کا سوال ہوگا۔

سورہ معصر

ما قبل سے ربط

گردش زمانہ سے عبرت حاصل کرو

سورت سابقہ کے مقابلے میں اس سورت میں دنیا سے بے رغبتی کا مضمون بطور ترقی ذکر کیا

گیا ہے، یعنی مال و دولت کی کثرت و زیادتی پر فخر نہ کرو، بلکہ ذرا زمانے کی گردش کو دیکھو اور اپنے آباء و اجداد کا حال ملاحظہ کرو کہ انہوں نے بھی مال و اولاد پر فخر کیا، مگر سوائے خسارے اور نقصان کے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوا؟

خلاصہ سورت

کامیابی کے اصول

اس سورت میں کامیابی کے اصول بیان کئے گئے ہیں:

(۱) ایمان

(۲) اعمال صالحہ

(۳) تلقین حق

(۴) مصائب اور مشکلات میں صبر

سورہ ہمزہ

ما قبل سے ربط

اس سورت کا مضمون بھی دنیا سے بے رغبتی سے متعلق ہے اور مال و دولت جمع کرنے والوں اور کثرت مال پر فخر کرنے والوں کے لئے اخروی توفیق کا ذکر ہے۔

خلاصہ سورت

انسانیت کی عظمت نہ کرنے والوں کے لئے وعید

اس سورت میں ان لوگوں کی صفات کا بیان ہے جو انسانیت کی عظمت اور قدر نہیں کرتے، چنانچہ درج ذیل صفات والے لوگوں کے لئے ہلاکت کا اعلان کیا گیا ہے:

(۱) جو لوگوں کی منہ پر برائی کرتے ہیں۔

(۲) جو لوگوں کی پس پشت برائی کرتے ہیں۔

(۳) جو انسانیت کی نہیں، بلکہ مال و دولت کی قدر کرتے ہیں۔

یہ تمام صفات ایسی ہیں جو عظمت انسانیت کے منافی ہیں اور ایسی صفات کے حامل لوگوں کے لئے جہنم ٹھکانہ ہے۔

سورہ فیل

ما قبل سے ربط و خلاصہ سورت

اللہ کے گھر کو تباہ کرنے کی کوشش کرنے والوں کے لئے وعید

مال و دولت پر غرور کرنے والوں کے لئے اخروی تحویف کے بیان کے بعد بطور عبرت دنیوی تحویف کا ایک نمونہ اس سورت میں پیش کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ دنیوی مال و متاع اور جاہ جلال پر مغرور ہو کر ایمان و توحید کے مرکز کو مٹانے کی کوشش کرنے والوں کو مٹا دیا جائے گا۔

واقعہ فیل کب پیش آیا تھا؟

واقعہ فیل آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے سال میں پیش آیا، نجاشی شاہ حبشہ کے ایک حاکم امہ بہ نے نجاشی کی خوشنودی کے لئے صنعاء یمن میں ایک نہایت عالیشان گرجا تعمیر کرایا، اس میں دنیا کا اعلیٰ درجہ کا سنگ مرمر استعمال کیا گیا، پتھر سونے کے نقش و نگار سے مزین تھے، پھر اس امہ بہ نے بیت اللہ کو گرانے کے لئے تیاری کی، ایک ہاتھی محمود نامی تھا، اس پر سوار ہو کر حملہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرندے بھیج کر اسے تباہ کر دیا۔

سورہ قریش

ما قبل سے ربط اور خلاصہ سورت

اللہ اپنے گھر کی حفاظت کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے

گذشتہ سورت میں یہ بیان ہوا کہ جو کوئی اللہ کے گھر کو تباہ کرنے کی اور اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کی کوشش کرے گا، اللہ اس کو مٹا دے گا، اب سورہ قریش میں اس بات کا بیان ہے کہ جو اللہ کے گھر کی حفاظت کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو خوش کرے گا۔

ملک کی بقا کی شرائط

نیز ملک کی بقا کے لئے تین شرائط ہیں:

(۱) شعائر اللہ کی تعظیم

(۲) امن

(۳) مستحکم معیشت

اگر شعائر اللہ کی تعظیم نہیں ہوگی، تو جتنی بھی بڑی طاقت ہو، وہ تباہ کر دی جائے گی، جیسے کہ امیرہ اور اس کے لشکر کو تباہ کیا گیا اور پھر تعظیم شعائر اللہ کے بعد عبادت خداوندی بھی ہوگی، تو امن بھی ہوگا اور معیشت بھی بحال ہوگی۔

سورہ ماعون

ما قبل سے ربط

انسانیت کی عظمت نہ کرنے والے

اس سورت کا مضمون سورہ ہمزہ کے مضمون کی طرح ہے، یعنی منکرین قیامت اور نماز میں غفلت کرنے والوں اور دکھلاوے کی نماز پڑھنے والوں پر بھی زجر کی گئی ہے۔ ان لوگوں پر زجر ہے جو انسانیت کی قدر کرنے کے بجائے مال و دولت کی محبت میں اس قدر آگے نکل گئے ہیں کہ بنو خود فقراء، مساکین اور یتیموں پر خرچ کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو کہتے ہیں، حتیٰ کہ کسی کو ایسی چیز دینے سے بھی کتراتے ہیں، جو عام طور پر ایک دوسرے کو ویسے ہی دے دی جاتی ہے اور اس سے منع نہیں کیا جاتا۔

سورہ کوثر

ما قبل سے ربط

سورہ ماعون میں چند صفات مذمومہ مذکور ہوئیں، اب سورہ کوثر میں تین باتیں ذکر فرمائیں۔

خلاصہ سورت

(۱) عظمت رسول اللہ ﷺ: اس سورت کی پہلی آیت میں آپ ﷺ کی عظمت کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ اس قدر عظیم ہستی ہیں کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ کوثر سے مراد قرآن کریم ہے، یا پھر ہر وہ چیز مراد ہے جو خیر کثیر ہو اور اس کے بعد بطور

(۲) شکرانہ کے دو حکم ہیں:

(۱) نماز قائم کرو۔

(۲) قربانی کرو۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں سو جانور لائے، جن میں سے ۶۳ جانور خود اپنے ہاتھوں سے قربان کئے، اس لئے عمر مبارک بھی ۶۳ سال ہوئی، ہر سال کے لئے ایک جانور۔
(۳) آپ کا دشمن از خود بے نام و نشان ہو جائے گا۔

سورہ کافرون

ما قبل سے ربط

اب تک مسئلہ توحید اور تہذیب من الدنیا دونوں مضمونوں کے علاوہ تخیفات دنیویہ اور تخیفات اخرویہ کو بھی مسلسل ذکر کیا گیا، اب اس سورت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اب بھی اگر حق کو نہیں مانتے تو پھر اعلان منقطع ہے۔

خلاصہ سورت

وحدت اصول، وحدت دین

اس سورت میں ایک ضابطہ بیان کیا گیا ہے، وہ ضابطہ یہ ہے کہ جب تک اصول میں وحدت ہوگی، دین نہیں بدلے گا، لیکن اگر اصول بدل جائیں، تو دین بدل جاتا ہے، لہذا اس سورت میں اعلان ہے کہ تمہارا دین شرکیہ ہے اور ہمارا دین توحیدی ہے، اس لئے تم لوگوں سے براءت کا اعلان ہے اور

اللہ تعالیٰ سے دوستی کرتے ہیں، جیسا کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اصولی اختلافات کی وجہ سے اعلان
براءت کیا اور اللہ تعالیٰ سے لو لگالی۔

سورہ نصر

ما قبل سے ربط و خلاصہ سورت

اعلان مقاطعہ کے بعد اس بات کا ذکر ہے کہ جب تم ان مشرکوں سے اعلان براءت کر لو گے
اور اللہ تعالیٰ سے دوستی لگا لو گے، تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پہنچے گی اور فتح نصیب ہوگی اور دشمن
ہلاک ہوگا۔

کامیابی کے تین اصول

اس کے علاوہ سورت میں کامیابی کے تین اصول بیان کئے گئے:

- (۱) تسبیح، یعنی اللہ تعالیٰ کو تمام شریکوں سے پاک و منزہ سمجھو۔
- (۲) تحمید، یعنی تمام صفات کا رسانی اللہ کے لئے ثابت کرو۔
- (۳) کثرت کے ساتھ استغفار کرو۔

سورہ لہب

ما قبل سے ربط و خلاصہ

ما قبل میں فتح ملنے اور دشمن کے ہلاک ہونے کا ذکر تھا، اب اس بات کا بیان ہے کہ میری فتح
آتی ہے، تو دشمن ہلاک ہو جاتا ہے، آؤ ایک دشمن کی مثال دیتا ہوں، یعنی: ابولہب اور اس کی بیوی جن کو
ہم نے ہلاک کیا۔

سورہ اخلاص

ما قبل سے ربط

گذشتہ سورت میں آپ ﷺ کے دشمن ابولہب کی تباہی کا ذکر ہوا، سوال پیدا ہوا کہ آخر ابولہب

آپ ﷺ سے کیوں دشمنی کرتا تھا؟ جواب دیا گیا کہ ”قل هو اللہ احد“ اس لئے کہ آپ ﷺ اعلان تو حید کرتے تھے۔

خلاصہ سورت

اس سورت میں آپ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ وحدانیت کو کھول کھول کر بیان کریں۔

سورہ فلق وناس

ما قبل سے ربط

ان دونوں سورتوں کو ما قبل سے ربط یہ ہے کہ جب آپ کھل کر مسئلہ تو حید کو بیان کریں گے تو دشمن ایذا کے دوسرے حربوں کے علاوہ جادو کرنے کا حربہ بھی استعمال کرے گا، اس لئے آپ ان دونوں سورتوں کی اکثر تلاوت کیا کریں، تاکہ جادو آپ پر اثر نہ کرے۔

دوسرا ربط

سورہ ہمزہ اور ماعون میں عظمت انسان کو بیان کیا اور ان لوگوں پر زجر کی گئی جو مال و دولت کو ترجیح دیتے ہیں اور ان کے نزدیک انسانیت کی کوئی قدر نہیں، اس کے بعد فیل اور قریش میں عظمت بیت اللہ کو ذکر کیا کہ جو اس کو ڈھانے کی کوشش کرے گا، تباہ ہوگا اور جو اس کی تعظیم کرے گا، وہ خوش ہوگا اور بھوک اور خوف سے محفوظ ہوگا، پھر عظمت رسول اللہ ﷺ کے لئے کوثر اور لہب لائی گئی کہ دشمن نے ناقد ری کی، تو تباہ و برباد کر دیا گیا، پھر کافرون اور اخلاص میں عظمت باری تعالیٰ کو بیان کیا، سورہ کافرون میں مقابلہ عن الکفار کی صورت میں اور سورہ اخلاص میں وحدانیت کا اعلان کر کے، اس کے بعد جب سب کٹ چکے، تو ضرورت ہے مدد نصرت کی، کیونکہ دشمن ایک ظاہری ہوتا ہے اور ایک باطنی، تو ظاہری کے لئے سورہ نصر میں مدد نصرت اور فتح کا اعلان ہوا اور باطنی دشمن سے حفاظت کے لئے سورہ فلق وناس کی تلاوت کا حکم دیا گیا۔

شان نزول

ان دونوں سورتوں کا شان نزول یہ ہے کہ آپ ﷺ پر لبید بن اعصم اور اس کی دو بیٹیوں نے جادو کیا تھا، جس کا اثر تقریباً چھ ماہ تک آپ ﷺ پر رہا، ایک رات خواب میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ دو فرشتے ہیں، ایک فرشتہ سر کی جانب اور دوسرا فرشتہ پاؤں کی جانب ہے، سر کی جانب کھڑے فرشتے نے دوسرے سے سوال کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، پھر سوال کیا کہ ان کو کیا ہوا ہے؟ تو دوسرے نے جواب دیا کہ ”ہذا مسحور“ یعنی: ان پر جادو کا اثر ہے، پھر سوال کیا کہ کس نے جادو کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ لبید بن اعصم اور اس کی دو بیٹیوں نے کیا ہے، پھر سوال کیا کہ کس چیز پر کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ بالوں پر، جنہیں کنگھے میں ڈال کر ذروان نامی ایک کنویں میں دفن کر دیا گیا ہے، پھر سوال کیا کہ شفا کیسے ہوگی، تو دوسرے نے جواب دیا کہ سورہ فلق اور سورہ ناس کو پڑھ کر دم کریں، تو آپ ﷺ نے صبح کو ان بالوں کو نکلوا یا اور یہ دونوں سورتیں پڑھتے گئے، تو ان بالوں میں لگے گا کٹنٹن کھٹکی گئیں، آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ سے بوجھ اور تکلیف ختم ہوگئی۔

ضرر رساں چیزیں

سورہ فلق میں اشیائے ضارہ کی تفصیل ہے:

(۱) تاریکی

(۲) سحر

(۳) حسد

تینوں کے درمیان مناسبت یہ ہے کہ سحر اکثر رات کو ہوتا ہے، تاکہ اطمینان کے ساتھ کیا جائے، تعویذ، گنڈہ اور عورتوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ آپ ﷺ پر سحر کرنے والیاں عورتیں تھیں اور چونکہ سحر کی وجہ حسد ہے، اس لئے حسد کو بھی ذکر کیا۔

مراتب توحید

نیز سورہ ناس میں توحید کے تین مرتبوں کی طرف اشارہ ہے:



- (۱) رب الناس، یعنی خالق و مربی اللہ تعالیٰ ہے۔
(۲) ملک الناس، یعنی اللہ تعالیٰ ہی تخت بادشاہی پر مستوی ہے۔
(۳) الہ الناس، یعنی حاجات و مشکلات میں پکارے جانے کے لائق بھی وہی ہے۔

لفظ ”ناس“ سے کیا مراد ہے؟

اس سورت میں لفظ ناس ۵ مرتبہ ہے، اول سے مراد ”بچہ“ ہے، جس کا قرینہ لفظ ”رب“ ہے، کیونکہ تربیت کی ضرورت بچوں کو ہوتی ہے۔ دوم سے مراد ”نوجوان“ ہے، جس کا قرینہ لفظ ”ملک“ ہے، کیونکہ جوانوں کو بادشاہوں کی طرف جانا ہوتا ہے۔ سوم سے مراد ”بوڑھا“ ہے، قرینہ لفظ ”الہ“ ہے، کیونکہ اکثر بوڑھے ہی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ چہارم سے مراد ”صالح“ ہے، قرینہ لفظ ”وسوسہ“ ہے، کیونکہ شیطان وسوسہ ہاں ڈالتا ہے، جہاں نیکی ہو اور پنجم سے مراد ”شریر لوگ“ ہیں، قرینہ لفظ ”شر“ ہے، کیونکہ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی جاتی ہے۔

فکر آخرت



مکتبہ فکر آخرت
جامع مسجد رفاه عام ملیر ہاٹ کراچی



www.fikreakhirat.org جامع مسجد رفاه عام

